غلطنامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰	۷	آپکی	آپکی۔
۳۳	۴	تشریفو ہو	تشریفون
۳۶	۶	نیاہ وہی	نباہ وہی۔
۴۲	۷	ناکامی اور	ناکامی سکے اور
۴۴	۱۱	پر تارا	پر سہارا
۵۱	۱۹	حملہ اور ہوسنے	حملہ آور ہوسے۔
۵۳	۱۲	پنفقون	ینفقون
۵۶	۶	فوج کا	فوج کے
“	۸	ہاں اگر مشرکین کی فوج میں خفیہ داخل ہوکر اور اس کا اندیشہ نہیں ہے۔	
۶۵	۱۱	مسلمان	سلمان
۶۷	۱۳	کی طرف کی طرف	کی طرف
“	۱۴	حذیقہ	حذیفہ
۶۹	۱۵	گوچ	کوچ
۷۲	۱۳	برکت لیلیے	برکت کیلیے
۷۲	۸	چنانچہ صحیح	چنانچہ شرح صحیح
۷۴	۱۹	خدالی	خداکی
“	۲۱	کرآئندہ	کہ آئندہ
۷۵	۱۸	حدیبنیہ	حدیبیہ
۷۸	۱۰	کومی	آدمی
۷۹	۸	رسوال	رسول

غلطنامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۰	۶	حدیبیہ ہون	حدیبیہ ہوے ہون ۔
؍؍	۱۲	سے پڑا ایک	سے ایک ۔
۸۱	۸	رہے سنے	رہے تھے
؍؍	؍؍	جس قلعہ	اُس قلعہ
۸۲	۱۹	بیچا الا	بیچڈالا
۸۳	۲۰	مدیتہ	مدینہ
؍؍	۲۱	ہودیون	یہودیون
۸۵	۱۱	کو مجکو	کر مجکو
۸۶	۱۷	جرات آئی	جرات آئی ہے ۔
۸۹	۱	ہوائے	ہوئے
؍؍	۲۰	اگر کوئی نہ رر	اگر کوئی نہ رکھے
۹۳	۴	ور کہنے لگے	اور کہنے لگے
؍؍	۲۰	توبہ [illegible]	توبہ کرین
۹۵	۶	حلم دیا کہ	حکم دیا
۱۰۲	۱۲	تولوگ	تم لوگ
۱۰۳	۱۳	باب	باپ
۱۰۴	؍؍	راسے پرسے	راستے پر
۱۰۷	؍؍	سلب تھا	سکب تھا
؍؍	۱۵	نام مریحر ہوا	نام مرتجز تھا
۱۱۴	۱۳	ازدوے کے	از روے وحی
۱۱۶	۱۹	نریا	ندیا
۱۱۸	۳	جبہ	جگہ

غلطنامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۸	۱۱	جراب	جرأت -
۱۲۰	۸	خادم	خادم
۱۲۲	۵	تربیت	ترتیب
۱۲۹	۱۰	او [illegible]	اوخنس
〃	۱۳	لاعبارہ	لاعبادۃ
〃	۱۷	کوئی ال	کوئی بال
۱۳۱	۱۰	مغفرت	مغفرت طلب
۱۳۵	۱۴	سنلد	سنکر
〃	۱۸	[illegible]	نوجبین
۱۴۳	۹	جادر	چادر
〃	۱۵	فرمایاگہ	فرمایاکہ
۱۴۵	۹	جس میں جبرئیل کو	جس مین ہم جبرئیل کو
〃	۱۶	علی شم	علی من شم
۱۴۸	۴	حضرت سنے سنے	حضرت سنے
۱۴۹	۸	اخراج	اخرج
۱۵۰	۱۸	شبیر	شبّر
۱۵۱	۶	سلمانو...	سلمانون سکے
۱۵۲	۱	آسکے	آپ سکے
۱۵۴	۵	ثبوت ہوا	ثابت ہوا
〃	۱۴	عداوت کہتا تہا	عداوت رکہتا تہا
۱۵۹	۶	قتل کر ...	قتل کرنے مین
۱۶۰	۲	دیکہا آپ کی	دیکہا کہ آپکی -

غلطنامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۰	۳	شخص لی	شخص کی
ر	۷	چاسے	چاہیے
۱۷۲	۱	عیادتکو آما	عیادت کو آیا
۱۷۵	۱۳	بارکو	بار کے
ر	۱۸	پھینکنے لگے سے	پھینکنے لگے
ر	۲۱	اب لکل	اب بالکل
۱۷۸	۳	غصہ مین	غصہ مین
۱۸۶	۸	ڈر	ڈرو
۱۸۷	۵	لینا چاہیے	کرنا چاہیے
ر	۱۴	آپنے	آپ
۱۸۸	۱۵	جد	جلد
۱۸۹	۱۳	آخر آپنے	آخر آپ
۱۹۱	ر	اخبار	اخیار
ر	۱۷	ہلال نافع	ہلال بن نافع
ر	۲۰	کہ میں کسطرح	کہ مین کس طرح
۱۹۳	۷	جب ا...ی	جب اس کی
ر	۱۰	ایک مہ	ایک لمحہ
ر	۱۳	نامہ پڑما	نامہ پڑھا
ر	۱۷	صلح لی نکلے	صلح کی نکلے
ر	۱۹	سرداری	سرداری
ر	۲۰	کرں	کرلیا
۱۹۴	۱۵	رید ملید	یزید پلید

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۵	۲۰	حضرت سے نے سنا	حضرت سے نے یہ سنا
۱۹۸	۱۰	حصرت	حضرت
؍؍	۱۳	[illegible]	سب سے نے کہا
۱۹۹	۹	عیسیٰ بن اللہ	مسیح بن اللہ
؍؍	۲۰	اقرار گیا	اقرار کیا
۲۰۰	۱۲	تلوار و ںو	تلواروں کو
۲۰۱	۱۲	غذمت	غُذتج
؍؍	۱۳	اعوذ بی	اعوذ بر بی
؍؍	۵	اہل ہدعت	اہل بدعت
۲۰۳	۱۰	[illegible]	مردانہ وار
۲۰۴	۲	فہم	منہم
۲۰۷	۱۶	کا حال	کی شہادت
۲۰۰	؍؍	علی لبر	علی اکبر
۲۱۲	۱۸	[illegible]	خون کا بہا دیا
۲۱۳	۱۲	پہ حملہ کیا	حملہ کیا
۲۱۴	۱۴	جبکہ نعش	نعش علی اکبر پر پہونچنے کے بعد
۲۱۶	۱۰	تیرے کے	تیر کے
۲۱۸	۲۱	بشیر کے عمر نام	بشیر کی بجائے عمر کا نام
۲۲۰	۹	دردناک سے بین کیے	دردناک بیان کیے ۔
۲۲۷	۱	اشارہ فرمایا	ارشاد فرمایا
؍؍	۲	الم الفجائع	الم الفجائع
۲۲۸	۸	نعو سطح	غوضکہ اسی سطح ۔

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

ہمارے دیباچہ کا بہ عنوان ''حامداً و مصلیاً'' صرف اس حکم ''کل امر ذی بال
لم یبدا بحمد اللہ فہو اقطع'' کی تعمیل اور اقتدا ہے ورنہ خدا کی تعریف کس سے
ہو سکتی ہے اور کس سے ہو سکتی ہے۔ بڑا آلہ تقریر کا زبان اور سب سے زیادہ
قوت دار چیز تحریر کے لیے ہاتھ ہے یہ دونوں تو اُسی کے بنائے ہوے ہین انکی
بساط کیا کہ ہزارون مین سے ایک حصہ بھی بول سکین یا لکھ سکین ایسی ایسی
کرورہا زبانین اور ہاتھ ہوے اور ہین اور ہونگے انکی کیا مجال انکی کیا قدرت
کہ کل کے خالق قادر مطلق معبود برحق کی حمد کر سکین۔ اُس نے ہمکو پیدا کیا تمام
جہان کو پیدا کیا اپنے سوا سب کو پیدا کیا جس چیز کو دیکھتے ہین عقل یہ قبول
کرتی ہے کہ کسی نے اُسکو ضرور بنایا ہوگا اسیوجہ سے خودبخود ہمارے دل مین
یہ اثر پیدا ہوا ہے کہ اِس سب کا کوئی خالق ضرور ہے۔ بیچ کی چیزونکو تو جانے دو
جو سلسلہ بسلسلہ قانون قدرت کے بموجب پیدا ہوتی ہین اور بنتی جاتی ہین مگر
اسمین کیا کلام ہو سکتا ہے کہ سب سے پہلے چیز کس نے بنائی جس سے سلسلہ چلا

کہو خدا سے چلو جہانتک چل سکو (وہلم جراً) پھر کہین نہ کہین سلسلہ ختم ہی کرنا پڑیگا اور ایک بنانیوالا اور بچانیوالا وہی خدا ہے۔

پھر کیا وہ صرف بنانیوالا ہی تھا کیا سب کو بنا کر چھوڑ دیا کیا اب کچھ نہین کر سکتا یہ بھی نہین ہے صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک روز دیکھتے ہین کیا کیا تدبیرین ہوتی ہین اور ناکام رہتے ہین اور اُن تدبیرون مین بڑی بڑی کامیابیان چھوٹی ہین اور اُسکی ٹوہ لگاتے ہین تو ہماری کامیابی کی اصلی چیز ہماری تدبیر اور ہمارے اختیار سے باہر پائی جاتی ہے۔ بڑے بڑے دانشمند غلطیون مین پھنستے ہین۔ نادانون کو دیکھو دنیا مین عزت۔ نام۔ دولت سب کچھ پیدا کر لیتے ہین یہ سب کون کرتا ہے کیا اتفاق سے ہوتا ہے اتفاق سے تو سو مین ایک یہان تو سو مین ایک تدبیر باقی سب خدا کی قدرت سے معلوم ہوتا ہے خوب ہمکو ہدایت ہوئی کہ "عرفت ربی بفسخ العزام"

جب ایسا خالق ایسا قادر مطلق ہمارا موجود ہے جسکے احسانات سے ہم بال بال بندھے ہین اُسکی خدائی کے اقرار کے سوا ہمکو گنجایش ہی کیا ہے یہی ہماری حمد ہے اور یہی ثنا کہ اُسکو معبود جانین اُسیکے سامنے اپنا سر جھکائین اور جسطرح اُسکے بھیجے ہوے رسول نے ہمکو سر جھکانا سکھایا اسیطرح کی ہم پابندی کرین۔ یہ کیا کچھ خدا کی قدرت کم ہے کہ اُس نے ہماری ہدایت کے لیے نبی بھیجے ایک نہین لاکھون خاص ایک گروہ اور فرقہ کے لیے نہین بلکہ عموماً ہر قوم کیلیے چنانچہ وہ خود فرماتا ہے "ولکل قوم ہاد"

یہ وہ نعمت ہے کہ جسنے ہمکو گمراہی سے بچایا یہ نہوتا تو کیا ہماری عقل اور کیا کانشیس (دلی اُمنگ) سب بیکار تھے ہمارے یہان تو اپنی اپنی ڈفلی اور اپنا اپنا راگ ہوتا ہے اب دنیا مین سب کچھ ہو مگر ایسے بہت تھوڑے ہین جو ایک

خدا کو نہ مانتے ہون یہ انھین بزرگون کی ہدایت کے اثر ہین گو ہمین اتفاق نہین
ہو ہو گئین یہ نہ ہوتا تو سب بھٹکتے ہی رہتے کیونکہ ہر ایک کی عقل جدا ہر شخص کا
کانشئیس علیحدہ ہر شخص مین یہ ملکہ کہان ہوتا ہے کہ اس صفائی باطن سے خدا سے
اکتساب کرتا اور ہمکو فیضیاب کراتا۔ اس نعمت کے بھیجنے مین اس نے یہ بھی لحاظ
رکھا کہ فرشتہ کو ہماری ہدایت کو نہین بھیجا جو نہ ہم مین ملسکتا نہ اسکی عادتین ہماری
سی ہوتین بلکہ ہمین سے ہم سا ایک شخص پاک دل اور معصوم بھیجا جسکی عام خواہشین
عام عادات عام تعلقات ہمارے سے ہون وہ ہماری زبان مین ہمارے حال کے
مناسب رفاہ آمیز طریقہ اور خوش بیانی سے تعلیم دے سکا جو ہمارے دلمین
بیٹھ گئی۔

تہذیب اخلاق درستی آداب کیلیے دنیا مین تاریخ سے بہتر کوئی چیز نہین ہے۔
پھر تاریخ کے اصولاً دو شعبہ قرار دیے جا سکتے ہین۔ پہلا وہ شعبہ جو عام طور پر بنی
نوع انسان کیلیے مفید تسلیم کیا گیا ہے۔ دوسرا وہ شعبہ جسمین مخصوص لوگون کے
حالات ہون اس شعبہ کا دوسرا نام بیوگرفی ہے۔ ہمکو پہلے شعبہ سے چندان غرض
نہین جو کچھ ہمین غرض ہے وہ صرف دوسرے شعبہ سے ہے کیونکہ ہماری کتاب
اصولاً اسی شعبہ پر مبنی ہے۔ پس ان بزرگون کے حالات ان لوگون کے لیے
جو انکا تقدس مانے ہوے ہین نہایت اثر پیدا کرنیوالی چیز ہے یا یون سمجھنا چاہیے
کہ ایک بڑے ریفارمر اسپیکر کی پر زور حکمت آمیز تقریر سے لوگون کے دلونپر
وہ اثر نہین پڑتا جو ان بزرگون کے حالات کے سننے اور پڑھنے سے دل پر ایک
عجیب کیفیت سے متاثر ہوتا ہے۔

جب یہ امر مسلم ہوا تو مورخین اپنا فرض سمجھ کر اپنے بیان کا وہ پیرایہ اختیار
کرتے ہین جو عام طور پر مخلوق کی سمجھ کے موافق مناسب اور موزون پایا جاتا ہے

جن بزرگون کے مین حالات لکھتا ہون وہ یا تو عربی کی کتابو نمین بالتفصیل بیان ہوے ہین یا فارسی کی کتابون مین لکھے گئے ہین یا بسبتہً بعض اُردو رسالو نمین علیحدہ علیحدہ کچھ حالات ملتے ہین اس زمانہ مین علم اُردو روز بروز ترقی کرتا جاتا ہے پس ایسے زمانہ مین لازمی طور پر یہ بھی ضرور تھا کہ یہ تذکرہ بھی اُردو مین ہوجانے اور مورخانہ حالات عام لوگون مخصوص ایسے لوگون کے لیے جنکا مبلغ علم صرف اُردو زبان ہی پر منحصر ہے پیش کیے جائین تو خالی از لطف نہ ہوگا لہذا مجھ ہیچمیرز سید اقبال علی ولد سید فدا علی ساکن راے بریلی نے ۱۳۱۲ھ مین بمقام حیدر آباد دکن ان پانچ بزرگوارون (خمسہ نجبا) کے حالات لکھے اور اسکا نام خمسہ اقبالیہ رکھا۔ کتاب کی حیثیت قائم کرنیکو دیباچہ کی بھی ضرورت سمجھی گئی گو میرا مذہب امامیہ (اثنا عشری) ہے مگر مین نے ان حالات کے لکھنے مین اپنی روایتون کی پابندی بہت کم کی ہے جو صرف اس مذہب (مذہب اثنا عشری) مین مستند ہین بلکہ مین نے اہل سنت وجماعت کے یہانکی روایتین بھی لی ہین شاید اسکا نتیجہ ایک یہ بھی ہوگا کہ جو خیالات بعض ناواقف کسی فریق کے دوسرے فریق کی نسبت اعتقادات اُن حضرات کے مین معلوم ہوجائینگے اور وہ باعث باہمی محبت وارتباط کے ہونگے۔

جن بزرگوارون (پنجتن پاک) کے مین نے حالات لکھے ہین وہ سب کے سب مکہ[؎] میں پیدا ہوے

؎ مکہ کی آبادی دو میل طویل اور ایک میل چوڑی جگہ مین ہے اور یہ شہر ایک دامن کوہ مین واقع ہے۔ کعبہ کی چارون کونون پر ایک ایوان تھا اسمین خانہ کعبہ مربع ۲۴ ہاتھ لمبا اور ۲۳ ہاتھ چوڑا اور ۲۷ ہاتھ بلند تھا۔ خانہ کعبہ مین ایک دروازہ اور کھڑکی روشنی کیواسطے تھی۔ دوسری چھت تین ستونون پر قائم تھی۔ اسمین ایک نالہ بارش کے پانی نکلنے کیواسطے بنایا گیا تھا جسکو حطیم البیت کہتے ہین۔

اور مدینہ میں پیدا ہوئے جو عروس البلاد کہے جاتے ہین۔ مین نے کچھ کچھ ملک عرب کے حالات لکھنے کو بھی اپنا فرض سمجھا خصوصاً زمانہ جاہلیت کے حالات۔ زمانہ جاہلیت کے حالات کے لکھنے مین میری یہ غرض تھی کہ لوگ دیکھینگے کہ ایسا جاہل ملک تیرہ برس کے عرصہ مین کیسا مہذب ہوگیا کہ ابتک زمانہ آپ ہی اپنی نظیر سمجھا گیا۔

زمانہ کے انقلابات سے اہل مکہ اور اُسکے گرد و نواح کے عربون کا مذہب ابراہیمی باقی نہین رہا تھا بلکہ ان سب مین بت پرستی آگئی تھی اسی سبب سے کعبہ بہت بت رکھے جاتے تھے جنکی تعداد تین سو ساٹھ بتائی گئی ہے۔ کعبہ کا اہتمام ابراہیمیون مین وراثتاً چلا آتا تھا اسیوجہ سے جناب رسالتمآب محمد مصطفی صلعم کے دادا اس مکان کے جو کعبہ اور خانہ خدا تھا مہتمم تھے یہ خاندان نسل ابراہیمی مین بہت ممتاز سمجھا جاتا تھا جب حضرت ابراہیم نے اپنی پہلی بی بی حضرت سارہ کے کہنے سے اپنی دوسری بی بی حضرت حاجرہ ام اسمعیلؑ کو مع حضرت اسمعیلؑ کے علحدہ کرنا چاہا اور یہان لاکے اس غیر مزروعہ زمین مین چھوڑ دیا تھا تو خدا نے حضرت ابراہیم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کے اس بیٹے کی اولاد مین بارہ سردار پیدا کریگا۔ یہ وعدہ ہنوز وفا نہ ہوا تھا اور سلسلہ نبوت

صوبہ الحجاز مین بحر احمر کی بندرگاہ ینبوع سے جانب شمال و مشرق سو میل پر اور مکہ سے جانب شمال دو سو ساٹھ میل پر مدینہ منورہ واقع ہے۔ ۳۹ درجہ ۲۱ دقیقہ طول اور ۲۴ درجہ کچھ اوپر ۳۱ دقیقہ عرض ہے شہر مدینہ کی آبادی قریب بیس ہزار آدمیونکے ہے۔ یہ شہر ایک میدان مین پہاڑیون کے ایک سلسلہ مین واقع ہوا ہے اور پہاڑیان مغرب کیطرف سے ایک بڑے صحرا کی حدبندی کرتی ہین مکہ کیطرح یہ شہر کھلا ہوا نہین ہے بلکہ تقریباً چالیس فیٹ کی اونچی دیوار کی شہر پناہ کھنچی ہوئی ہے جسمین جابجا تیس برج بنے ہوئے ہین۔ تین نفیس پھاٹک ہین جنمین سے ایک جانب جنوب واقع ہے اور باب المصری کے نام سے مشہور ہے جنوبی دیوار مین ایک اور پھاٹک تھا جو بند کردیا گیا اور وہ ابتک نہین کھلا۔

حضرت اسحٰقؑ برادر اسمٰعیلؑ کیطرف جاری ہوگیا تھا خدا کی مقدس کتابون (توریت و انجیل) مین برابر پیشینگوئیان ہوتی رہتی تھین کہ تمھارے بھائیونمین یعنے حضرت اسحٰقؑ کے بھائی کے خاندانمین سے شمشیر لٹکانیوالا ایک اور نبی آئیگا اسی نبی کا ہمیشہ انتظار رہتا تھا - عبرانی زبان مین جسمین وہ کتابین تھین اسکا نام فارقلیط تھا جسکے معنی محمدؐ ثابت ہوچکے ہین فاران ایک پہاڑ کے پاس ایسے نبی کی ولادت کا وعدہ تھا جو مکہ کے پاس ہے پس یہ وعدہ حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل سے فارقلیط کا فاران کے پاس ولادت محمد صلعم سے ظاہر ہوا - اس فارقلیط یا محمدؐ مین نیک عادات خدا پرستی کی تعلیم جہاد کرنا غرض کہ جس جس بات کا تذکرہ توریت اور انجیل مین تھا اس سب کی تصدیق ہوئی - یہی سبب تھا کہ جلد جلد سب سے زیادہ اہل کتاب ہی حضرت پر ایمان لائے -

زمانہ جاہلیت؎

باستثنا بعض مقامات کے کل ملک عرب مین جسطرف دیکھو گے سوا لق و دق بیابان - ریگستان اور کوہستان کے کوئی چیز نظر نہین پڑیگی - ان وسیع ریگستانی میدانون مین جو پہاڑ واقع ہین وہ بھی اکثر بے سبزہ زار ہین - اور ہمیشہ آفتاب کی تیز اور گرم شعاعون سے جلتے رہتے ہین اسلیے اُنسے شعلہ زن مہلک بخارات

؎ قبل از اسلام کے زمانہ کا نام زمانہ جاہلیت ہے اور جن لوگون نے اپنی عمر کا ایک حصہ جاہلیت مین گزارا اور پھر اسلام سے مشرف ہوے اُنکو مخضرمون کہتے ہین - جب ایسے لوگ ختم ہوچکے اور وہ لوگ بھی جو زمانہ اسلام مین پیدا ہوے یہ لوگ مسلمان اور یہ زمانہ زمانہ اسلام کے نام سے موسوم ہوا - اور جن لوگون نے عباسیون اور بنی امیہ کی خلافت مین اپنی عمر کا ایک ایک حصہ گزارا وہ مخضرمون الدولتین کے نام سے یاد کیے جاتے ہین -

اُٹھتے ہین جو انسان کو نہ صرف بے چین ہی کرتے ہین بلکہ جان تک لے ڈالتے ہین۔
ابھی ابھی پر خبر نہین گزری ہے یعنی گھڑی بھر مین وہ ریگ کے تودے کے تودے
آناً فاناً مین ایک طرف سے دوسری طرف اڑا کر لیجاتے ہین دم بھر مین یا تو ایک مسطح
ریگستانی میدان نظر آتا تھا اور وہ تھوڑی ہی دیر مین ایک پہاڑ ہو گیا۔ ان زوربوا
بگولو نمین قافلہ کے قافلہ غائب ہو جاتے ہین۔ چنانچہ امراؤ القیس (زمانہ جاہلیت کے
ایک شاعر کا نام ہے) نے اپنے قصیدہ مین ان زوردار طوفان اور بگولون کی اسطرح پر
تصویر کھینچدی ہے۔

اشعار

قفا نبک من ذکری حبیب و منزل	لبسقط اللوی بین الدخول فحومل
فتوضح فالمقراة لم یعف رسمها	لما نسجتها من جنوب و شمال

پانی کی بھی یہان ایسی قلت ہے کہ اسکے نہ ملنے پر آدمی بے چین ہو جاتا ہے
اور اسکے ملنے پر ایک فساد اور ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے اور جو گاہ گاہ مینھ برس
جاتا ہے تو وہ خشک لب ریگستان اُسکو اسطرح پی لیتے ہین کہ اُنکا لب بھی تر نہین ہوتا۔
غرض اسی مینھ کے پانی سے چھوٹے چھوٹے حوض خوخاص اسی لیے بنائے جاتے ہین
وہ بھر لیے جاتے ہین۔ اتفاقاً اگر کہین اُس خشک ریگستان مین کوئی چشمہ یا تالاب
ملجاتا ہے تو گویا وہ ایک گنج روان سمجھا جاتا ہے۔ بیچارہ غریب مسافر دن کو کوسون تک

ترجمہ۔ میری پیاری آنکھین تم ذرا ٹھیر جاؤ مین چاہتا ہون کہ اپنے معشوق کے ذکر اور
اُسکے مقدس مقام کو دخول۔ حومل۔ توضح اور مقراۃ کے درمیان یاد کرون اور اس
ریگ کے تودے پر بیٹھ کر خوب رو لون اگرچہ باد جنوب اور شمال کے بہت سے زوردار
طوفان اٹھے مگر اُنھون نے میرے پیارے معشوق کے مقامونکو نہین مٹایا۔

پانی نہین ملتا بعض ایسے بھی سخت دشوار گذار منزلین ہین جنمین دس دس گیارہ گیارہ روز تک پانی کیصورت نظر نہین آتی اور جو پانی ملتا ہے وہ بھی شیرینی سے خالی تلخ اور بدمزہ ہوتا ہے حتیٰ کہ آب زمزم بھی اس صفت سے خالی نہین - پانی کی اسی قلت کیوجہ سے اکثر پانی پینے پلانے پر عرب لوگ لڑ مرتے ہین -

ملک عرب کے میدان درختون سے خالی ہین اگرچہ پہاڑونکے دامنونمین چٹانون پر اکثر ببول کے درخت اور کھجور کے جھنڈ ہوتے ہین لیکن ان کمیاب درختون کی لکڑی جلانے کیلیے کہانتک کفایت کرسکتی بیچارہ غریب اونٹ کی مینگنیان اکثر لکڑی کا کام دیتی ہین -

عرب کی قوت لبسری اور معیشت کی یہ کیفیت تھی کہ قبل از اسلام ایک مدت دراز سے یہ لوگ دریا کے کنارے پر رہتے تھے اور صرف مچھلی کے شکار پر وہ اپنی اوقات بسر کرتے تھے اور اسکی تلاش مین راتدن نہایت ذلت وخواری سے سرگردان ڈھونڈتے پھرتے تھے شکار کا ہاتھ آنا کچھ انکا اختیاری امر نہ تھا اکثر مرتبہ شکار انکو انکی ضرورت سے زیادہ ملجاتا تھا اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ اس سے انکی ضرورت رفع نہ ہوسکتی تھی غرض کئی قرنون سے انکی زندگی اسی ذلیل سرگردانی کی حالتمین گذر رہی تھی

مثلاً ینبع سے مکہ معظمہ تک پندرہ منزل کی مسافت ہے ان منزلون مین گیارہ ایسی سخت دشوار گزار منزلین ہین جنمین پانی کا ایک قطرہ بھی ملنا دشوار ہے بلکہ یہ کہنا کب بیجا ہوسکتا ہے کہ وہان پانی کا نام لینا جرم ہے - مکہ معظمہ سے جو حاجی لوگ مدینہ منورہ کی زیارت کو جاتے ہین اور جو ان دونون مقدس مقامون مین (۲۷۰) میل کا فاصلہ ہے ایک اور روایت کے بموجب (۲۴۰) میل ثابت ہوتی ہی ان منزلونمین بھی پانی کی وہی قلت ہے -

اس زمانہ مین انکی وہ حالت تھی کہ انمین اور بہائم مین تمیز کرنا کچھ سہل کام نہ تھا -
جب اس شکار سے اُنکی طبیعت اکتاگئی تو اُنھون نے بڑی ترقی کرکر چرواہاپن
اختیار کیا اور اُسکے سامان بہم پہنچاے - یہ ایک ایسا باعزت پیشہ سمجھا گیا جو عام طور پر
بہت جلد پھیلگیا اور جاری رہا اور برابر آج تک چلا آرہا ہے - بدوؤن کی صورت
حال سے اس پیشہ کی شہادت ملتی ہے - جب ایسا عمدہ پیشہ اُنکے ہاتھ آیا تو انھون نے
اپنی بکریون - اونٹون اور گھوڑون کے گلّے لیے ہوے مارے مارے پھرنے لگے
جہان اُنکو پانی کا چشمہ اور جانورون کا چارہ ملا فوراً اُنھون نے اُسکو اپنا آبائی
مسکن قرار دیا - بکری - اونٹ اور گھوڑے کے چمڑے انکے خیمہ اور زیرگاہین تھین

خداوندعالم نے ان جنگلی عربون کو دو ایسی بے بہا چیزین عنایت کین جو ان وحشیونکو
مالدار بنانے مین بہت بڑی مدد اور معاون ہوئین - ایک گھوڑا جو نہایت ہی باوفا
اور شریف جانور تھا انکے ہاتھ آیا - اب اسکو وہ جہان چاہتے لیجاتے - یہان کی
آب وہوا اس نجیب وفادار جانور کیلیے بہت ہی مناسب ہوئی یہانکے گھوڑے
جسقدر چست وچالاک وتیز رو ہوتے ہین شاید دنیا کے حصہ مین گھوڑون کا جواب
مشکل سے ملسکیگا - بدو لوگ گھوڑونکے تربیت وتعلیم مین اپنے وقت کا ایک بڑا
حصہ صرف کرتے ہین اور اس شریف جانور پر تعلیم کا یہ اثر ہوتا ہے کہ جب سوار گر پڑتا ہے
تو وہ آیندہ ایک قدم بھی نہین رکھتا تا وقتیکہ پھر سوار سوار نہ ہولے - اور بدو لوگ
شریف ونجیب گھوڑونکی نسل باقی رکھنے مین نہایت احتیاط کرتے ہین اور بہ نسبت
نر کے مادہ کو زیادہ عزیز جانتے ہین - اور جب کسی کے گھر گھوڑی بچھیرا دیتی ہے
تو بڑی بڑی خوشیان منائی جاتی ہین اور آپسمین مبارکباد ہوتی ہے -

دوسرا اونٹ خداوندعالم نے یہ بھی عجیب الخلقت جانور پیدا کیا ہے چنانچہ قرآن مین
خود فرماتا ہے "افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت" جسطرح یہ جانور انسان کی معیشت کے

کام آتا ہے اور جو صبر اور حلم اور اطاعت اسکی صورت حال سے ظاہر ہے وہ اور کسی جانور مین نہین پائی جاتی۔ اور تیز روی مین بھی گھوڑے پر جو بہت ہی شتابرو جانور ہے سبقت لیجاتا ہے۔ اسکے تحمل کا یہ عالم ہے کہ گرمی کی شدت مین جو سرزمین عرب کا خاصہ ہے بے آب و دانہ تشنگی و گرسنگی کی حالتین کئی روز تک کڑی کڑی منزلین طے کرتا ہوا چلا جاتا ہے۔ اسکے گوشت۔ دودھ۔ اور دہی کی عمدہ غذا ہونیمین کسکو کلام ہوسکتا ہے بلکہ اس کا پیشاب اور پاخانہ (مینگنیان) بھی بیکار نہین جاتا۔ پیشاب سے تو نمک بنتا ہے اور اسکی مینگنیان روزمرہ مطبخ کی لکڑیونکی حاجت کو رفع کرتی ہین۔ نہ اسکی بال بیکار جاتے ہین نہ چمڑہ نہ ہڈی نہ گوشت غرض ہر طرح پر اس جانور کو عرب کی زندگی اور معیشت کا ایک جزو اعظم سمجھنا چاہیے۔

وحشی عرب کی قومین آپسمین جمع ہوکر چھوٹی چھوٹی بستیان اور دیہات کی بنیاد ڈالتی تھین اور تجارت وغیرہ کے کامون مین سرگرم رہتی تھین اور معرکہ اور صلح کے وقت وہ اپنے ریگستانی پڑوسی بھائیونکا ساتھ دینے پر کمربستہ ہوجاتی تھین یہی انکی آپس کی آمد و رفت کا سلسلہ تھا جب بدو لوگ وقت معینہ اور مقام معینہ پر بیع و شرٰی کی غرض سے جمع ہوتے تھے تو وہ انھین مجمعون مین اپنے اپنے قبیلہ کا فخر شاعری کے پیرایہ مین کرتے تھے اکثر انھین فخریہ اشعار کی بدولت آتش عناد روشن ہوتی تھی جس کیوجہ سے وہ آپسمین لڑتے اور کٹ مرتے اور پھر بھی مدتون تک اس بغض و عداوت کی آگ نہ بجھتی۔

انکی آزادانہ زیست پر قرب وجوار کی قومین اکثر حملہ کرتی تھین بارہا یہ قومین ان پر حملہ کرتین اور پھر ناکامیاب رہ جاتین عرب بھی جو بہادری مین آجتک بے نظیر اور زبان زد ہر خاص و عام ہین نہایت ہی دلیری سے انکا جواب دیتے تھے اور کبھی خود

پہ بھی اُنپر حملہ آور ہوتے۔ غرض اور قومین جی کھولکر انکے ساتھ لڑا کین مگر آخر کو جنھون نے میزان شجاعت مین انکو خوب تول کر دیکھ لیا اور اپنی جگہہ سے پیشقدمی کرنا مناسب نہ جانا کیونکہ انھون نے جان لیا تھا کہ اگر بالفرض ہم اس وحشی قوم پہ غالب ہوکر قبضیاب بھی ہوجائین تو ہمین اُنسے اور اُنکے ریگستانی ملک سے کچھ فائدہ نہین۔

جہان اہل عرب کی طبیعتین پیشہ تجارت سے آشنا تھین اسیطرح چوری اور رہزنی بھی اُنکی طبیعت کا ایک جزو بن گئی تھی کوئی کاروان بغیر اُنکی اجازت کے اُن ریگستانون سلامتی سے نہین جانے پاتا تا وقتیکہ اُنسے پروانہ راہداری نہ ملجاتا۔ اگر کہین جنگل مین کوئی شامت کا مارا اکیلا مسافر نظر آتا تو گویا وہ اُنکا شکار ہوتا۔ عربون مین دو باتین تو قیامت کی تھین ایک شجاعت اور دوسری وفاداری اور راستبازی جہان خود شجاع تھے وہان کسی دوسرے بہادر کی قدردانی اور احسانمندی مین بھی اُنھون نے اپنے آپ کو سب سے اعلی اور افضل ثابت کر دیا ہے۔

زمانہ جاہلیت مین ان وحشیون کے درمیان جو کثیر التعداد لڑائیان ہوئین کوئی اُنکی تعداد سترہ سو بتاتا ہے اور کوئی بارہ سو اور اکثر مشہور و معروف لڑائیان بعض خاص نام سے موسوم بھی ہوگئین۔

جنگ بسوس[1] مدتون تک جسکی آتش مشتعل رہی اور جسمین ستر ہزار جانین تلف ہوئین وہ صرف اس بات پر برپا ہوئی تھی کہ کلیب ایک نامی شخص امیر عرب نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ کوئی شخص میری چراگاہ مین اونٹ نہ چرائے۔ جساس ایک نامی شخص کے یہان ایک مہمان آٹھیرا ہوا تھا۔ اتفاقاً اس مہمان کی اونٹنی جس کا نام سراب تھا چرتے چرتے کلیب کی چراگاہ مین چلی گئی۔ کلیب نے اپنے خلاف حکم یہ ماجرا

[1] جو بنی بکر اور بنی تغلب کے درمیان ہوئی۔

دیکھکر اُس اونٹنی کو تیرونسے زخمی کیا اور اُسکے تھن بھی کاٹ لیے جب یہ اونٹنی حساس کے گھر آئی تو اُسکے دیکھنے سے حساس کے دلپر ایک سخت صدمہ گزرا اسکی انتقام لینے کی غرض سے حساس اپنی قوم کو جمع کر کر کلیب کو جا گھیرا اور اُسکو قتل کر کے اپنا دل ٹھنڈا کیا۔

جنگ واحس ؏ جسکی بدولت چالیس برس تک آتش فساد شعلہ زن رہی وہ صرف اس بات پر برپا ہوئی کہ ایک شخص امیر عرب جسکا نام قیس تھا ایک دوسرے نامی شخص عذیفہ کے ساتھ میدان گھوڑدوڑ مین شرط بدی گئی جسمین عذیفہ نے فریب کیا تاہم قیس ہی کے نام پر بازی رہی اسپر آپسمین تکرار ہوئی اور جنگ شروع ہوگئی۔

یون تو اہل عرب لوٹ مار اور آپسمین انتقام لینے کے سخت عادی تھے ہی مگر علم ادب کی ملائم تاثیر انکی طبیعتون کو جادہ اعتدال سے آگے بڑھنے ندیتی تھی۔ بازار عکاظ کی میلے مین جسمین لوگ بغرض تجارت جو سال مین ایک مرتبہ ایک مہینہ تک ہوتا جمع ہوتے تھے اس بازار مین نہ صرف تجارت ہی ہوتی تھی بلکہ شاعری اور فصاحت کی بھی گرم بازاری رہتی تھی۔ شاعر اپنے طبعزاد اشعار اور پرجوش نثر جسمین وہ اپنے بزرگون کی کارنامے ظاہر کرتا تھا قوم کے سامنے کھڑے ہوکر زبانی پڑھتا تھا اسپر آفرین اور تحسین کی صدائین بلند ہوتی تھین کبھی انھین فخریہ اشعار پر یہ لوگ جھگڑنے کو تیار ہو جاتے۔ ہر شخص اپنی قوم کے شاعر کی تعظیم کرنا اپنا فرض سمجھتا۔ ان شاعرونکی نثور۔ عبارتین اور اشعار بڑے قیمتی تھے امرا و اعزہ انکے اشعار کو اپنا حرز جان بناتے تھے اور شاعرونکے وہ اشعار جو مجلس امتحان مین معارضہ کے بعد بہت ہی فصیح و بلیغ

؏ جو بنی قیس اور بنی بدر مین ہوئی۔

جاتے تھے انکو طلائی حروف میں لکھ کر کعبہ کی دیوار پر آویزان کرتے اور انکا نام مذہبہ یا معلقہ رکھا جاتا ـ چنانچہ سبعہ معلقہ انہین سے آجتک موجود ہین ـ غرض عرب لوگ سخاوت شجاعت فصاحت ـ بلاغت نسب اور حسب مین بہت ممتاز تھے ـ

عرب مین سوگواری کی بھی ایک عجیب وغریب رسم تھی ـ جب کسیکا شوہر مرجاتا تھا تو کنبہ کے لوگ اسکی زوجہ کو ایک لق ودق ریگستانی بیابان مین لیجا کر چھوڑ دیتے تھے اور وہ تنہا سخت ابتر مصیبت کی حالتمین ایک جھونپڑہ مین پڑی رہتی اور کنبہ کا ایک مخصوص آدمی اسکو کھانا پہنچا دیتا ـ ایک سال کے بعد وہ عورت بعض فحش رسوم ادا کر کر نکلتی ـ عرب لوگ تناسخ ارواح اور حشرات کے بھی قائل تھے ـ مردہ کی قبر پر ایک اونٹ اسغرض سے باندھ دیا جاتا کہ وہ مرنیکے بعد دوسرے جنم مین مالک قبر کی خدمت کرے اور اسکے بھی قائل تھے کہ مرنیکے بعد روح فنا نہین ہوتی اور اُسکے عالم ہونیکے بھی معتقد تھے ـ

عرب مین کئی قومین رہتی تھین ـ یہودی ـ عیسائی اور صابئین جو لوگ اجرام فلکی (چاند سورج اور ستارہ) کی پرستش کرتے تھے وہ صابئین کہلاتے تھے ـ عربون کے ہر فرقہ وقبیلہ کا جدا جدا ایک بت تھا مگر یہ لوگ گاہ گاہ اُن بتونکو بدل بھی ڈالتے تھے لیکن کعبہ مین جو بت تھے وہ کبھی نہین بدلے گئے ـ ہر شخص اور ہر قبیلہ کعبہ کے بتونکے سامنے اپنا سر جھکاتا تھا مگر کعبہ مین بھی اُنھون نے یہ انتظام رکھا تھا کہ وہان بھی ہر قبیلہ کا بت اپنے اپنے مقام پر رکھا رہتا تھا ـ مختلف قبیلونکے بتونکے نام بھی علحدہ علحدہ تھے کسی قبیلہ کے بت کا نام منات تھا تو کسی کے بت کا نام لات تھا اور کسیکا عزّیٰ کے نام سے مشہور تھا لیکن ان سب بتونمین ہبل ممتاز تھا غرض زمانہ کعبہ مین تین سو ساٹھ بت تھے اور کعبہ کا اہتمام بنی ہاشم کے خاندان مین ورا ثتاً چلا آتا تھا ـ

ان دیوتاؤن کی پرستش مین عرب لوگ قربانیان بھی کرتے تھے یہانتک کہ وہ اپنے عزیز اولاد کو بھی کعبہ کے بتونکی قربانی مین چڑھاتے تھے اور بعض وقت کسی خاص عذر

کیوجہ سے اسکا کفارہ بھی دینے کے مجاز تھے۔

عرب کے لوگ اس زمانہ مین آگ پوجتے تھے ستارہ کی پرستش کرتے تھے نجومیونکی بتائی ہوی باتین اعتقاد مین داخل ہونے لگی تھین بجز بت پرستی کے خداے واحد کی پرستش کا وہان ذکر ہی نہ تھا۔ اُنمین کوئی قانون نہ تھا۔ ذرا ذرا سی باتون مین لگاڑ ہوجاتا تھا تو برسون تکرار اور لڑائی رہا کرتی تھی۔ مویشی چرانے پانی پلانے پر ناحق ناحق کو جھگڑے کرتے تھے جسمین صدہا خون ہو جاتے تھے جیسا دستور یہان ہندوستانکی بعض راجپوتون مین تھا وہی وہان بھی تھا کہ لڑکیون کو زندہ مار کر دفن کردیتے تھے۔ قماربازی اور زناکاری اور شراب خواری کا کچھ عیب نہ تھا۔ عورتین مثل بازاری کسبیون کے اپنے آشنا نامی مرد کے ساتھ زناکاری کو فخریہ بیان کرتی تھین جب عرب کی یہ ابتر حالت ہوئی تو خدا نے اُس ہادی کو وہان پیدا کیا جس کا اُس نے وعدہ کیا تھا اور جسکی خود خدا نے مدد کی جس سے ایسا ملک تھوڑے دنونکی ہدایت مین بے مثل اور قابل رشک مہذب بنگیا۔

اس امر کے معجزہ ہونے مین کیا کلام ہو سکتا ہے اور کون بحث کی جرات کر سکتا ہے کہ سیدنا محمد صلعم کی تعلیم سے ایک ایسی قوم کی مذموم حالت بدل گئی جو قرنون سے بت پرستی وغیرہ وغیرہ عادات و رسم رواج کی ایک ذلیل حالتمین مبتلا تھی۔ ولو فرضنا اگر یہ امر اعجاز بھی نہ سمجھا جاے تو بھی یہ کب خالی از تعجب ہو سکتا ہے۔ کیا کوئی شخص باوجود اُن آفتونکے سہنے کے بھی جو آنحضرت صلعم کو کفار سے پہنچی۔ اس وحشتناک پرآفت وادی مین لغیر امداد غیبی کے ثابت قدم رہ سکتا ہے ہماری راے مین کسیکو ہرگز ہرگز ایسی جرات نہین ہو سکتی۔ تجربہ انسانی سے یہ بات ثابت ہی کہ انسانکی طبیعتین جسقدر بری چیزونکی بہت جلد عادی ہوتی ہین اُسیقدر حمیدہ اخلاق کیطرف ایک مدت دراز مین مائل ہوتی ہین ایسی حالتمین اگر کوئی شخص پند و موعظت اختیار کرنا چاہے تو اولاً اسکو اپنی جان سے ہاتھ دھونا چاہیے اگر وہ اپنی بھی

ثابت قدم رہے تو ہم سمجھتے ہین کہ وہ بہت مشکل سے اپنے مقصد مین کامیاب ہوگا اگر وہ کامیاب ہوا بھی تو اُسکو
ایک عمر نوح کا منتظر رہنا چاہیئے - چہ جائیکہ ہزارہا - لاکھون بلکہ کرورون آدمی ایک تھوڑی سی مدت مین
جو صدیون سے دریاے ضلالت مین ڈوبے ہوئی تھی تہذیب کے زینہ کی انتہا پر پہنچ جائین -

بعثت کے بعد حضرت کی عمر کل ۲۳ برس کی ہوئی اس مدت مین حضرت نے دس برس تو اُس آفتین کاٹے
جو آپ کفار کی ایذا رسانی سے ایک جگہ آرام سے نہین رہ سکتے تھے جو لوگ ابتدائے زمانہ اسلام کی تاریخ سے
واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ اس زمانہ مین آپکو کفار کے ظالم ہاتھون سے کیا کیا مصیبتین کیسی کیسی
آفتین سہنا پڑی ہونگی - اب حضرت کا وہ زمانہ جو کسیقدر اطمینان کے ساتھ [illegible] اور جسکی کل مدت ۱۳
برس تھی اُسکا بھی ایک بڑا حصہ غزوات مین گزرا - مگر خدا کی قدرت دیکھیے کہ اس تیرہ برس کی ہدایت نے
تمام دنیا کو منور کر دیا اور کوئی خطہ ایسا نہین ہے جہان مسلمانون کا مذہب مسلمانونکی ہدایتین موجود نہون ایسے
ہادی کا ذکر کرنا بیشک عبادت ہے اور مجھے امید ہے کہ اسکا ثواب مجھے ملیگا - حضرت پر جہاد کی اعتراضات ہوتے ہین لیکن
یہ اعتراض بجز ملاحدہ کے کوئی پابند مذہب تو کر ہی نہین سکتا اسکے واسطے ہمکو یہ کہنا کافی ہے کہ جب ہم ایک نیک
کام نکرنے پائین اور خود ہم ہلاکت یا ذلت مین پڑے ہون تو اسوقت ہمارا کام کیا ہوگا یہ ہوگا کہ مارین اور مر جائین -

ہماری اس کتاب مین حضرت امام حسین علیہ السلام کا قصہ بھی ایک مشہور و معروف قصہ ہے اور
جسکی نسبت صدہا کتابین تصنیف ہو چکی ہین حضرت امام حسینؑ پر بھی اس لڑائی کا اعتراض ہوتا ہے مگر مسلمانون کے نزدیک
تو کوئی اعتراض کر ہی نہین سکتا جبکہ اعتقاد یہ ہے کہ یہ جو کچھ ہوا بموجب اُس وعدہ کے ہوا جو خدا سے کیا گیا تھا
مگر ایک غیر مذہب والے کیلیے اس سے زیادہ اور کیا عمدہ دلیل ہوگی کہ ابو الحکما -
سقراط نے بھی سچی بات سے کنارہ نہین کیا باوجودیکہ اگر وہ اپنا عقیدہ بدل ڈالتا تو اُسکی جان
بچ جاتی مگر وہ اس اعتقاد کے بموجب خدائے واحد کی پرستش کی ہدایت کرتا ہی رہا حتی کہ زہر کا
پیالہ جان بوجھ کر پیا -

حضرت امام حسینؑ کی جان بچی بھی بغیر اسکے ناممکن تھی کہ وہ ایک فاسق و فاجر کی
بیعت کرتے اور اُنھین برائیونکو جاری رہنے دیتے جو خلاف اُن الٰہی ہدایتونکے تھین جو اُنکی

نانا لوگونکو سکھاتے تھے بعض لوگ یہ کہتے ہونگے کہ یہ عقیدہ مسلمانون مین کیون ہے کہ امام حسینؑ
کی شہادت سے امت کو نجات ہوگی اسکا سبب مین یہ سمجھتا ہون کہ محض شہادت ہی ذریعہ نجات نہین سمجھی جاتی
بلکہ اُس سے یہ غرض ہے کہ اگر حضرت امام حسینؑ اُن باطل عقائد کو نہ روکتے اور جان نہ دیتے تو مذہب
حق کا اثر دنیا مین نرہ جاتا اور فسق وفجور ہی مذہب ہوجاتا جس سے کبھی نجات کی امید نہین ہوسکتی
تھی اور یہی سبب ہے کہ اُنکی شہادت کو ہم لوگ باعث نجات امت سمجھتے ہین اور اُنکی یادگار کو
جس طرح ملکی حالتین مقتضی ہوتی ہین عزی داری کے ساتھ قائم رکھتے ہین۔ اس کتاب کی اخیر
مین عام اور مختلف حالات کچھ لکھے گئے ہین اور ایک شجرہ نسب بھی لگا دیا گیا ہے جس سے یہ بات
ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد خلافت کا سلسلہ کس کسطرف بڑھا اور عام
مسلمانون نے حضرت کے ساتھ کیسی ہمدردی کی اور کیسا مظلوم خیال کیا اور اُنسے مقابلہ کرنیوالونکو ظالم اور
جفاکار سمجھا یہی سبب ہے کہ حضرت کی شہادت کے بعد ہی ایک بڑا ہنگامہ فساد کا برپا ہوگیا اور نہایت سختی سے
عیوض اُس خون کا لیا گیا اور اُسوقت تک لوگونکو چین نہین آیا جبتک کہ بنی اُمیہ کو عرب سے نکال نہین دیا
تمام مسلمانون کو یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت امام حسینؑ درحقیقت دھوکہ سے قتل کیے گئے اور
یہی سبب تھا کہ اسکے بعد ہی مسلمانون مین ایسا جوش پیدا ہوگیا کہ بنی امیہ کے ساتھ ہر طرح کی
دشمنی پر آمادہ ہوے اور اُنکو عرب سے نکال ہی کے چھوڑا اور چونکہ خاندان رسالت
مین سے ائمہ معصومین علیہم السلام نے یہ ظاہری خلافت کو پسند نہین کیا تو لوگ ہاشمیون
مین سے عباسیون کیطرف رجوع ہونے لگے جو خاندان نبوت مین سب سے آخر
تھے اور اُن ہاشمیون نے دنیا کے پردہ پر سلطنت کی اولوالعزمی دکھادی اور
مسلمانون کو علوم وفنون کا معدن اور مخزن ثابت کردیا۔

غرہ رجب
سنہ ۱۳۰۷ھ

راقم
سید اقبال علی عفی عنہ

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب اور مختصر حالات

حضرت مکہ کے عمدہ خاندان مین پیدا ہوے اسلیے کہ بنی ہاشم محلہ قریش مین بہت ہی
اشراف گنے جاتے تھے ۔ چونکہ آپ ہاشمیونمین سبسے زیادہ برگزیدہ وسربرآوردہ سمجھے
جاتے تھے اسی بنا پر اہل قریش آپ سے جلا کرتے تھے اور جب اُنکے جلسون مین
آپکا ذکر آتا تو رشک اور حقارت سے آپکو بد وضع بد صورت چیزون سے تشبیہہ دیتے
چنانچہ عباس بن عبد المطلبؓ فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا
یا رسول اللہ اہل قریش اپنی مجلسونمین اپنے حسب ونسب پر محض بیہودہ وفضول
فخر کیا کرتے ہین اور جب آپ کا ذکر آتا ہے تو آپ کو نہایت برائی کے ساتھہ یاد
کرتے ہین آپ نے فرمایا اُن کے بُرا کہنے سے حقیقت مین مین بُرا نہین ہوسکتا
کیونکہ اللہ تعالے نے ابراہیم (علی نبینا وعلیہ السلام) کی اولاد سے اسمعیل (علی نبینا
وعلیہ السلام) کو برگزیدہ ومنتخب کیا اور اسمعیل علی نبینا وعلیہ السلام کی اولاد سے
بنی کنانہ کو منتخب کیا پھر بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور
ہاشمیون سے مجکو برگزیدہ ومنتخب کیا ۔ حضرت کی تاریخ ولادت مین بہت کچھہ

اختلافات ہوئے ہین مگر کثرت اسی پر ہے کہ آپ ربیع الاول کی بارھوین تاریخ سنہ
جلوس خسرو اعظم کسری نوشیروان مین پیدا ہوئے۔ اسی زمانہ مین حبشی* قوم
کعبۃ اللہ کے انہدام کا ارادہ کرکے چڑھ آئی تھی آخر کار اُسکو اپنے ارادہ مین
ناکامیابی ہوئی چونکہ آپ کی والد آپکی ولادت سے پہلے ہی قضا کر چکے تھے اور جب آپ
چھ برس کے ہوئے تو آپکی والدہ نے بھی رحلت کی۔ اور آپکی پرورش آپ کے
دادا عبد المطلب کی متعلق ہوئی۔ عبد المطلب کو آپسے بڑی محبت تھی پھر جب عبد المطلب
مرنے لگے تو اُنھون نے اپنے بیٹے ابو طالب کو تاکیداً یہ وصیت کی کہ تم اپنے
بھتیجے کی نہایت ہوشیاری و دلداری سے حفاظت کرنا۔ آپکی عام عادات پسندیدہ
اور اخلاق حمیدہ نے آپکو نہ صرف ابو طالب ہی کا پیارا و عزیز بنا دیا تھا بلکہ تمام
خاندان کو اپنا گرویدہ کر لیا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ابو طالب نے
ملک شام کے سفر کا ارادہ کیا اس سفر مین ابو طالب کے ساتھ قبیلہ قریش کی چند
بڈھے بھی ہمراہ تھے ابو طالب کا یہ ارادہ تھا کہ سیدنا محمد صلعم کو مکہ ہی مین چھوڑ
جائین مگر آپ نے اپنے چچا سے ضد کی کہ چچا آپ کو جانے نہ دونگا ورنہ آپ
مجھکو بھی لے چلیے۔ ابو طالب کو سیدنا محمد صلعم کی دلشکنی ناگوار معلوم ہوئی پس
ابو طالب نے آپ کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ جب شام کی طرف روانہ ہوئے
تو راہ مین بصرہ کے قریب ایک اہل عرب کے راہب (پادری) نے جسکا
نام بحیرا تھا آکر ابو طالب سے ملاقات کی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو طالب
اکثر اس راہ سے آیا جایا کرتے تھے مگر وہ پادری کبھی ملاقات کو نہین آتا تھا۔ ابو طالب

* وہ حبشی قوم جو کعبہ پر حملہ آور ہوئی تھی چونکہ وہ لوگ کعبہ ڈھانے کیلیے اپنے ہمراہ ہاتھی
لاتے تھے اسیواسطے اصحاب فیل کی نام سے مشہور ہوئے۔

اور اُسکے ساتھی سواریون سے اُترکر بار برداری کھولنے مین مصروف تھے
بحیرا نے آکر سیدنا محمد صلعم کا ہاتھ پکڑلیا اور آپ کے قیافہ اور اُن علامات سے
جو اُنکی کتابون مین مذکور تھین پہچان لیا کہ بیشک یہ خاتم النبیین ہے - اور ابوطالب کے
ساتھیون سے مخاطب ہوکر کہا کہ یہ سید العالمین رسول رب العالمین ہے آپکو
اللہ تعالےٰ نے رحمۃ للعالمین بھیجا ہے - قریشی بڈھون نے پادری سے پوچھا
بھلا تمھین کیونکر معلوم ہوا کہ یہ خاتم النبیین ہین - پادری نے صاف صاف کہدیا
کہ اولاً اسوجہ سے کہ جب تم اس ٹیلہ پر چڑھے اُسوقت مین دیکھ رہا تھا کہ ہر درخت
اور پتھر سربسجدہ ہوا اور پتھر اور درخت بجز نبی کے کسی کو سجدہ نہین کرتے ہین -
ثانیاً اسوجہ سے کہ آپکے دونون مونڈھون کے درمیان اور کسیقدر نیچے خاتم النبوت
(مہر نبوت) ہے - پادری نے اِن سب کی دعوت کی کسی سبب سے حضرت رسالت پناہ
دعوت مین نہ گئے تو پادری نے ابوطالب سے کہا اُس لڑکے (سیدنا محمد صلعم) کو
بلا لاؤ - آپ حسب الطلب آنے لگے تو یہ دھوپ کا وقت تھا اور آپ کے سر پر ابر
سایہ افگن تھا - جب آپ اُن لوگون کے قریب پہنچے تو وہ سب لوگ ایک درخت کی
سایہ کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے آپ بھی اُنھین جاکر مل گئے - اور درخت کا
بھی سایہ آپکی طرف پلٹ گیا - پادری اُنکو اشارہ سے بتلانے لگا دیکھو یہ سب
نبوت کے علامات ہین - بحیرا نے قسم دیکر اُنسے یہ کہا کہ آپکو اپنے ساتھ روم کو نہ
لیجائین کیونکہ وہان کے لوگ اسکے دشمن ہین - بحیرا یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ دور سے
سات رومی آدمی آتے ہوئے نظر پڑے - بحیرا خود ہی اُنکے استقبال کے لیے
بڑھا اور اُنسے ملکر پوچھا کہ تم یہان کسلیے آئے ہو - رومیون نے جواب دیا کہ ہمکو
اس بات کی خبر ملی ہے کہ اس شہر مین وہ شخص آیا ہے جسکو اِس زمانہ کا نبی کہا جاتا ہے
اور اُسکے گرفتار کرنے کے لیے ہر طرف لوگ پھیلے ہوئے ہین - بحیرا نے اُن سے

پوچھا تمھارے پیچھے کوئی اور بھی ہے جسنے تمکو اس امر کی خبر دی اُنھون نے کہا بحیرا تو ہمارے پیچھے نہین ہے مگر راستہ مین ہمکو اس امر کی خبر ملی - بحیرا نے اُنسے پوچھا کہ کیا کوئی امر جس کو اللہ تعالی پیدا کرنا اور اُسکو جاری کرنا چاہتا ہے کوئی آدمی روک سکتا ہے یا رد کر سکتا ہے اُنھون نے کہا نہین - اسکے بعد پادری نے ابو طالب کے ساتھیون سے پوچھا کہ اس لڑکے کا ولی کون ہے اُنھون نے جواب دیا کہ ابو طالب ولی ہے - پس اُس نے ابو طالب کو نہایت تاکید سے یہ کہا کہ اس لڑکے یعنی آنحضرت صلعم کو واپس کردو میری راے مین آپ کا لیجانا مناسب نہین ہے - ابو طالب نے پادری کے کہنے کے مطابق آپ کو واپس روانہ کر دیا - اور پادری نے اپنے پاس سے آپ کے لیے توشہ بنا دیا جسمین صرف روٹی اور زیت تھا -

اس کے تھوڑے ہی زمانہ بعد فجار کی لڑائی بنو ہوازن اور قریش کے درمیان شروع ہو گئی - ان لڑائیون مین سیدنا محمد صلعم اپنے چچا کے ساتھ برابر شریک رہتے اسوقت آپ کا سن چودہ پندرہ برس کا تھا - اور آپنے لوگون پر اس امر کو ثابت کر دیا کعبہ کے محافظین کے خاندان مین آپ بھی ایک

عکاظ ایک مشہور بازار نخلہ اور طائف کے درمیان شہر مکہ کیطرف ایک میدان پر واقع تھا ایام جاہلیت اور اسلام مین بھی یہ بازار لگتا تھا اس بازار مین عرب کی دور و نزدیک کے قبیلے مجتمع ہوتے اور خرید و فروخت کرتے اور اپنی قوم اپنے آبا و اجداد کی فضیلت مین فخریہ اشعار پڑھتے اور ایک دوسرے پر تفاخر ظاہر کرتے - غرض اسی قسم کی جہالت کی باتون مین اکثر کٹ مرتے انکی لڑائیون کو فجار کہتے ہین -

بہادر شخص ہین - اگرچہ سیدنا محمد صلعم نے اس زمانہ سے پچیس برس کے سن تک بڑی بڑی کامونمین دست اندازی نہین کی تھی - مگر آپ کی رحم دلی اخلاق و وفاداری دیانت داری سچائی نیک چلنی عمدہ برتاؤ - مروت نے آپکو ہر دلعزیز بنا دیا اور قوم سے امین کا خطاب دلایا -

ایک مرتبہ آپ خاندان قریش کی بیوہ عورت حضرت خدیجہ کا تجارتی مال لیکر گئے تھے آپ نے ایسی عمدگی اور دیانت داری سے اس کام کو پورا کیا کہ خدیجہ کے دلمین آپ کی عظمت و محبت اسقدر ہوگئی کہ آخرش وہ آپ کے نکاح مین آگئین - چونکہ خدیجہ کے باپ خویلد فجار کی لڑائی مین یا قبل اُسکے مقتول ہو چکے تھے اسلیئے خدیجہ کے چچا عمرو بن اسد اس نکاح کے ولی ٹھہرے اسوقت آپکا سن پچیس برس کا تھا ہموطنون مین آپ کی عزت اس عقد سے اور بھی زیادہ ہو گئی -

آپ کو اپنی بی بی (حضرت خدیجہ رض) سے نہایت محبت تھی اور آپ نے اُنکے کاروبار کا نہایت عمدہ طور پر انتظام کیا - ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپکی دودھ پلائی دائی (حلیمہ رض) نے آپ کے پاس آکر اپنی غربت کا حال بیان کیا آپ نے اس کا حال حضرت خدیجہ رض سے فرمایا تو آپ کے فرمان کے بموجب حضرت خدیجہ رض نے حلیمہ کو چالیس بکریون سے مدد کی - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسوقت سیدنا محمد صلعم کے پاس آپ کا کوئی ذاتی مال نہین تھا اگر آپ کے پاس ہوتا تو فوراً آپ ہی حلیمہ کی مدد کرتے خدیجہ رض سے کہنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی - چونکہ اُس زمانہ مین عموماً عربون کے نزدیک متعدد نکاح معیوب تھے سیدنا محمد صلعم بھی جبتک حضرت خدیجہ زندہ رہین آپ نے دوسرا نکاح کرنا پسند نہین فرمایا - بلکہ حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد جب کبھی انحضرت صلعم کے روبرو اُنکا ذکر آتا تو آپ بہت افسوس

ظاہر کرتے۔

اگرچہ آنحضرت صلعم خانگی اور قومی معاملات مین مصروف رہتے مگر اس کے ساتھ آپ کو اپنی قوم کی اخلاقی اور تمدنی حالت پر بہت رنج ہوتا جب آپ نے شام کا دوبارہ سفر کیا تو اس سے آپکو یہ بات ظاہر ہوگئی کہ جبتک اس قوم کے (جو ایک نہایت ناشایستہ و نامہذب وحشیانہ اخلاق مین مبتلا ہے) اخلاق مہذب اور شایستہ نہ ہوجائین اُسوقت تک ترقی کے زینہ پر قدم رکھنا ناممکن ہے۔

آپ کے اظہار نبوت کا زمانہ جسقدر قریب ہونے لگا اُسیقدر آپ نے خلوت پسندی اختیار کی۔ اب آپکو عجیب طرح کے عمدہ عمدہ خواب نظر آنے لگے آپ توشہ لیکر کوہ حرا کے ایک غار مین خلوت نشین ہونے کے لیے تشریف لیجاتے۔ اس زمانہ مین ہر درخت و پتھر آپکو بلند آواز سے یہ کہتے "جس کام کے لیے آپ پیدا ہوے ہین اُسکو کیجیے" اس جملہ کا یہ مطلب تھا کہ تبلیغ رسالت علانیہ شروع کیجائے اب خدا کے احکام کی تبلیغ مین کسی سے خوف نہ رہے۔ اس زمانہ مین روحانی خواب اور فرشتے بھی دکھائی دینے لگے اور وہ حقایق جس سے آپ نے جہان کو منور کیا منکشف ہونے لگے۔

رات کی سنسان گھڑیون مین صبح کے سہانے وقت مین تنہائی مین سیدنا محمد صلعم کو باد صبا کی آواز کیطرح آسمان سے ایک آواز سنائی دیتی کہ "تو بشر ہے اور خدا کا رسول ہے"۔ پھر نیند مین سوتے وقت وہی آواز دریا کی موج کیطرح زور سے پکار کر کہتی کہ خدا کا نام پکار و جبتک وہ سچائی کا خالق ہے پیغمبرون کو چن لیتا ہے اور اُنسے ایسی آواز سے باتین کرتا ہے جو بادل کی گرج سے بھی زیادہ زور آور ہوتی ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب آپ کوہ حرا کے ایک درہ مین خلوت گزین تھے

آپ کو ایک فرشتہ دکھائی دیا اور آپ کی نزدیک آکر کہا "پڑھو" سیدنا محمد صلعم نے گھبرا کر کہا "مجکو پڑھنا نہین آتا" یہ سنکر فرشتہ نے زور سے آپ کے جسم مبارک کو ایسا دبایا کہ آپ کو سانس لینا دشوار ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے وہی کہا جو پہلی مرتبہ کہا تھا اب آپ پر اور زیادہ خوف کا عالم طاری ہوگیا اور آپنے وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا مگر اس فرشتے نے تین مرتبہ آپ کو اسیطرح دبایا اور چوتھی مرتبہ کہا کہ "خدا کا نام پکارو" فرشتہ کے غائب ہونیکے بعد آنحضرت صلعم کانپتے ہوے خدیجہ رضی کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے "مجکو کمل اُڑھا دو" جب تھوڑی دیر کے بعد آپ کا خوف دور ہوا تو آپ نے خدیجہ رضی سے وہ تمام واقعہ بیان فرمایا اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "مجکو اپنی جان کا خوف پیدا ہوا" اس موقع پر آپ کے اس جملہ سے بعض نادان مورخون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ان صدمون سے آپ کا ارادہ خودکشی کا ہوگیا تھا۔ مگر اُن کا یہ خیال محض غلط بنیاد پر مبنی معلوم ہوتا ہے۔ آپ کے اس جملہ سے کہ "مجکو اپنی جان کا خوف پیدا ہوا" بہت سے احتمالات ناشی ہوتے ہین مگر اس خودکشی کے احتمال کا پیدا ہونا کسیطرح ہو نہین سکتا۔

اولاً اسوجہ سے کہ یہ قول "لقد خشیت علی نفسی" کے یہ معنی ہو سکتے ہین کہ آپ کو فرشتہ نے زور سے دبایا تھا جس سے آپ کو سانس لینا بھی دشوار ہوا اس سے آپکو یہ خیال ہوا کہ یہ صدمہ اسقدر سخت ہے کہ ممکن ہے کہ اسمین جان نکل جائے۔

ثانیاً اسوجہ سے کہ ممکن ہے کہ آپ رعب سے فرشتہ کو دیکھنے کی تاب نہ لاسکین ہون۔

ثالثاً اسوجہ سے کہ ممکن ہے کہ آپکو ہر درخت و پتھر کی ان آوازون سے جس

کام کیلیے آپ پیدا ہوئے ہین اُسکو کیجیے یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ اگر مین اسوقت قوم کی اصلاح پر حسب احکام الٰہی کمر بستہ ہو جاؤن تو یہ امر قرین قیاس ہے کہ چونکہ قوم ایک ناشایستہ مذموم بت پرستی کی حالت مین مبتلا ہے وہ مجکو اس امر سے باز رکھنے کی کوشش کریگی تکلیفین پہنچائیگی قتل کریگی۔

رابعاً اسوجہ سے آپ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ گو قوم مجکو قتل بھی نکرے تکلیفین بھی نہ پہنچائے مگر ممکن ہے کہ وہ مجکو اسوجہ سے جلاوطن کرنے کی کوشش کرے گی۔

خامساً اسوجہ سے آپکو یہ خیال ہوا ہو کہ جب مین قوم کو پند و موعظت کرونگا اُنکی بے تہذیبی بداخلاقی ظاہر کرون گا تو چونکہ اُنکے دلون مین یہ ناشایستہ امور متمکن ہین مجکو جھوٹا قرار دیگی۔

سادساً اسوجہ سے آپ کو یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ قوم مجکو اپنے آبائی دین (جو محض ضلالت پر مبنی ہے) کے ترک کرنے پر مجکو عار دلاے گی۔

یہ سنکر حضرت خدیجہ رضہ نے فرمایا کہ آپ کیون گھبراتے ہین خداوند عالم کسی نیک نیت آدمی کو رنج نہین پہنچاتا۔ آپ قرابتدارون کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہین ہر شخص کی حق بات پر مدد کرتے ہین۔

یہ کہکر خدیجہ رضہ آپ کو ساتھ لیکر ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزی (جو خدیجہ رضہ کے عمزاد بھائی اور زمانہ جاہلیت مین نصرانی بھی ہو گیا ہے) کے پاس تشریف لے گئین۔ اُسوقت ورقہ بن نوفل عبرانی زبان مین انجیل لکھ رہے تھے۔ چونکہ ورقہ نہایت مسن تھے اُنکی بصارت مین ضعف ہو گیا تھا خدیجہ رضہ نے ورقہ بن نوفل سے کہا یا ابن عم (چچازاد بھائی) یہ صاحب (رسول اللہ صلعم کیطرف اشارہ کر کے) کچھ عجیب عجیب باتین کرتے ہین۔

پس ورقہ نے سیدنا محمد صلعم سے پوچھا کہ فرمائیے کیا حال کیا ماجرا کیا واقعہ ہے
سیدنا محمد صلعم نے نہایت صفائی سے سہولت سے پورا پورا واقعہ بیان فرمایا
ورقہ بن نوفل اُنے یہ قصہ سُنکر کہا یہ وہی ناموس (جبرئیل یا فرشتہ) ہے جسکو
اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا - آپسے عرض کیا کاش کہ مین آپکے
زمانہ نبوت مین جوان ہوتا تو مین آپ کی مدد کرتا - کیونکہ قوم آپ کو تکلیف دیگی
ملک سے خارج کرے گی - سیدنا محمد صلعم نے نہایت استعجاب سے فرمایا
کیا قوم مجکو مُلک سے خارج کردیگی ورقہ نے عرض کیا ہاں کیونکہ آپ جیسا دعوی
کرتے ہین اس قوم مین ایسا دعوی کسینے نہین کیا - گو آپ کا دعوی نہایت
سچا ہو مگر چونکہ قوم کے اخلاق نہایت مذموم اور اُنکے دلون مین متمکن ہین
اسواسطے اُنکو اپنی بے تہذیبی بداخلاقی سے باز آنا دشوار ہوگا - اگر اُسوقت
مین زندہ رہون تو آپ کی بہت مدد کرونگا - مگر اِسکے تھوڑے ہی زمانہ کے
بعد ورقہ نے قضا کی -

اِسکے بعد چند روز تک فرشتون کا دیکھنا آوازون کا سُننا موقوف رہا
پھر چند ہی روز کے بعد سیدنا محمد صلعم کہین تشریف لیجا رہے تھے جب آپ نے
یکایک آسمان کیطرف دیکھا تو آپ نے ایک فرشتہ کو آسمان و زمین کے درمیان
اُسی ہیئت و شکل کا جو کوہ حرا کے درہ مین آپ کے پاس آیا تھا کرسی پر بیٹھا
ہوا ہے - آپ اُسکو دیکھکر پھر خوف زدہ ہو گئے اور گھر کو آئے اور اپنی بی بی سے
کہا کہ مجکو کمل اُڑھادو[1] اب سلسلہ وحی قایم ہوا اور برابر ہر ضرورت پر وحی

---

[1] اسوقت یہ آیت نازل ہوئی - یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطہر والرجز فاہجر
ای شخص تو جو کمل مین لپٹا ہوا ہے اُٹھ اور لوگون کو ڈرا اور خدا کی عظمت اور
بڑائی بیان کر اپنے کپڑے پاک کر بتون کو چھوڑ دے -

آنے لگی - اب آپ قوم کی اصلاح اور ہدایت پر نہایت استقلال کے ساتھ کمربستہ ہوئے - اگرچہ آپکو قوم کی ہدایت اور امر حق کی اشاعت مین قوم کیطرفسے خوفناک مصیبتین ذلتین مزاحمتین پیش آتی گئین مگر آپ اس کام مین ایسطرح پر مصروف رہے -

چنانچہ آپکی کوشش وہدایت سے پہلے پہل آپکی رسالت پر حضرت خدیجہ رضہ ایمان لائین اور بت پرستی کی ذلیل عبادت سے کنارہ کش ہوگئین - اسکے بعد حضرت علی علیہ السلام بھی ایمان لاے آپ آپکی دل کو کسیقدر اور تسلی ہوئی - جناب سیدنا محمد صلعم اپنی بی بی خدیجہ رضہ اور چچازاد بھائی حضرت علی علیہ السلام کو ساتھ اکثر ویرانون مین خدا کی عبادت کرنیکے لیے چلے جاتے -

انھین واقعات مین ایکبار اسی عبادت کرنے مین ابوطالب سے ملاقات ہوگئی انھون نے کہا " اے میرے بھتیجے یہ کون مذہب ہے جسپر تم چلتے ہو " سیدنا محمد صلعم نے جواب دیا کہ " یہ خدا کے پیغمبرون کا ہمارے دادا ابراہیم کا مذہب ہے - مجکو خدا نے خاص اسلیے بھیجا ہے کہ مین اُسکے بندون کو ہدایت کرون امر حق کیطرف بلاؤن انکو اس بت پرستی کی ذلیل عبادت سے بچاؤن انکے موجودہ اخلاق کی برائیون کو بدایتا بتاؤن - میری رائے مین تمکو سب سے اول حق کو قبول کرنا چاہیے اور اسکی اشاعت مین میری مدد کرنا تم پر فرض ہے - ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے اب مین اپنے باپ دادا کے مذہب کو گو وہ برا بھی ہو چھوڑ نہین سکتا - لیکن اس بات سے خاطر جمع رکھو کہ جبتک مین زندہ ہون تم کو ضرر نہین پہنچنے دون گا -

پھر ابوطالب نے اپنے بیٹے حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا تمھارا

مذہب کیا ہے انھون نے صاف جواب دیا کہ مین خدا اور اُسکے رسول پر ایمان لایا ہون اُسکے ساتھ جاتا ہون - ابوطالب نے کہا کچھ مضایقہ نہین تم محمد صلعم کی پیروی کرو وہ تمکو بھلائی کے سوا برائی کیطرف نہین بلاینگے -

اسکے بعد زید بن حارثہ ایمان لائے - پھر خاندان قریش کے ایک مشہور شخص جنکا نام عبداللہ بن قحافہ ہے ایمان لائے آگے چلکر انھین کا نام حضرت ابوبکر صدیق رضہ مشہور ہوا - حضرت ابوبکر رضہ کے سبب سے اور بہت لوگ ایمان لائے سیدنا محمد صلعم کو اس بات سے بہت خوشی ہوتی ہے کہ مومنین کی تعداد دن بدن بڑھتی جاتی ہے -

عرب لوگ جو ایک وحشیانہ پن کی حالت مین مبتلا تھے اگر اپنے ہادی بشیر و مصلح قوم مین کوئی دنیا داری یا دغا کے آثار پاتے تو شاید سیدنا محمد صلعم کو اپنے مقاصد مین مشکل سے کامیابی ہوتی - چونکہ آپکی تمام افعال اقوال صرف قوم کی بھلائی - اصلاح - تہذیب اخلاق مصنوعی بتون کی پرستش سے روکنے پر مبنی تھے اسواسطے آپ کے عزیز و اقارب آپکی خاطر سب تکلیفین سہین ہر طرح کی جسمانی و روحانی بلاؤنمین مبتلا ہوئے - دوست سے عزیز و اقارب سے وطن سے چھوٹے کچھ انمین سے شہید بھی ہوے لیکن انھون نے آپ کا ساتھ چھوڑنا کسیطرح گوارا نہین کیا اگر ان لوگون کو آپ کی سچائی مین ذرا بھی شبہ ہوتا تو کیا وہ لوگ کبھی ایسا کرتے -

غرض سیدنا محمد صلعم کی امتون کا مضبوط ایمان و استقلال اس امر کو

بعض مورخون نے بیان کیا ہے کہ پہلے انکا نام عبدالکعبہ تھا - چنانچہ اسی زمانہ مین حضرت عثمان بن اعفان رضہ عبدالرحمن بن عوف سعد بن ابی وقاص - زبیر بن العوام طلحہ بن عبیداللہ

ثابت کرتا ہے کہ آپکی اغراض نہایت پاک و منزہ تھیں - آپ کا دین حق تھا
سیدنا محمد صلعم اپنی قوم کو بت پرستی سے بچانے کے لیے تین سال تک
مخفی کوشش کرتے رہے - آخرکار آپ نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے کل رشتہ دارونکو
جمع کرکر اپنی برحق رسالت اُسکے حکمت آمیز اصول سمجھائیں جب اُن لوگون نے
جمع ہوکر آپ کی تقریر سنی تو آپ کے خیالات آپکی کوششون پر بہت ہنسے - بلکہ
اسکے خلاف مین اُنھون نے ابوطالب کو طعن سے کہا کہ تمھارے فرزند
(علی علیہ السلام) محمد صلعم کے ساتھ اسقدر جوش و خروش سے کیون شریک ہین
مگر اُنکی اُس پُرجوش مخالفت پر سیدنا محمد صلعم نے کچھ بھی خیال نہ کیا - بلکہ آپ نے
عام طور پر وعظ و نصیحت کرنی شروع کی - مگر آپ کی اُس تقریر (جو بتون کے
خلاف مین ہوتی تھین) سے بھی کچھ زیادہ کامیابی نہین ہوتی - بلکہ قوم قریش کا
غصہ زیادہ ہوگیا - اُنھون نے کئی بار ابوطالب کو کھلا بھیجا کہ اپنے بھتیجے کو
ہمارے مذہب کی خلاف تقریر کرنے سے روکو۔ پہلے پہل تو ابوطالب نے نہایت
ملائم اور مہذب لفظون سے اُنکی پیام کو ٹالا لیکن جب اہل قریش نے دیکھا
کہ محمد صلعم اُنکے مصنوعی خداؤن کی کمزوری اُنکا عجز اُنکا نقص بیان کرنے مین
دن بدن زیادہ مستعد ہوتے جاتے ہین تو اُنھون نے آپ کو کعبہ مین وعظ
کہنے سے روک دیا - اور جمگھٹ کے جمگھٹ آپ کے چچا کے پاس آنے لگے
اور ابوطالب سے کہا کہ ہم لوگ تمھاری عمر تمھارے درجہ کی تعظیم کرتے ہین
لیکن آخر ہماری تعظیم کی بھی کوئی حد ہے ہمسے یہ بات ہرگز نہین دیکھی جاسکتی
کہ تمھارے بھتیجے ہمارے بتون معبودون کو بُرا کہے اُنکی توہین کرے
یا تو تم اُنکو ان حرکات سے روکو یا اُنکے شریک ہوجاؤ تاکہ تلوار سے اسکا
تصفیہ ہوجاے - اب ابوطالب بالکل حیران تھے کیونکہ نہ تو قوم سے جدا

ہو سکتے تھے اور نہ یہ بات گوارا کر سکتے تھے کہ سیدنا محمد صلعم کو بیرحم کفار کے حوالہ کریں پس ابو طالب نے آپسے عرض کیا کہ اگر تمھارا یہی حال رہیگا تو مین مجبور ہون بہتر یہ ہے کہ آپ اُنکے بتون کی ذلت نہ بیان کرین - یہ سُنکر سیدنا محمد صلعم جان گئے کہ اب چچا کا ارادہ ہی کہ مجھ سے کنارہ کش ہو جائین - چونکہ آپ کا دل امداد غیبی سے مطمئن تھا اسلیے آپ نے نہایت استقلال سے ابو طالب کو یہ جواب دیا کہ "اے میرے چچا اگر مجکو ہفت اقلیم کی بادشاہی اور ناممکن چیز بھی مجکو دیجاتے تو مین اس کام سے ہرگز باز نہین آ سکتا - گو مجکو کتنی ہی تکلیفین پہنچین یا مین شہید بھی ہو جاؤن مگر مین اپنے ارادہ سے کسیطرح باز نہ آؤنگا اگرچہ آپ ابو طالب سے یہ کہکر چلدیے مگر آپ کو بہت رنج ہوا بلکہ کسیقدر آپ رونے بھی لگے - ابو طالب کو سیدنا محمد صلعم کی مایوسی دیکھکر دل بھر آیا اور زور سے پکارا جب آپ واپس آئے تو ابو طالب نے آپ سے عرض کیا "اے میرے بھتیجے تمکو اختیار ہے کہ جو چاہو کہو مین تمھارا ساتھ نہ چھوڑونگا -

جسقدر ابو طالب آپکی طرفداری ظاہر کرتے تھے اُسیقدر قریش کا غصہ بڑھتا جاتا تھا - اگرچہ ابو طالب کی وجہ سے سیدنا محمد صلعم کی جان پر کوئی حملہ نہین ہوا تھا مگر پھر بھی جو جو آفتین مصیبتین آپ کے اصحاب پر پڑین وہ نہایت خوفناک تھین - جب سیدنا محمد صلعم کو قریش عبادت کرتے ہوئے پاتے آپ پر پتھر پھینکتے جب آپ کھانے لگتے تو کھانے مین گرد ڈالتے آپ کو کعبہ مین نماز پڑھنے سے روکتے - اہل قریش کے ہر خاندان کی یہ خواہش تھی کہ کسیطرح ہو سکے اس جدید مذہب کو بیخ و بنیاد سے اُکھاڑین جس عورت مرد کو قریشی بت پرستی سے کنارہ کش پاتے اُسکو بالوکے میدانون مین

نکالدیتے اور ہر طرح سے بھوک پیاس کی تکلیف دیتے اور اُن سے کہتے
کہ "یاتو بتونکی پرستش کرو یا اس ذلت سے تاک عدم کی راہ لو" گو بعض لوگ
مرتد بھی ہوگئے تھے مگر بڑی جماعت اسلام پر قایم رہی۔ سیدنا محمد صلعم اپنے اُمتیون
اور شہیدونکی تکلیفین دیکھتے اور صبر کر کے ان ظالمون کا انتقام منتقم حقیقی کو
سونپ دیتے۔ جب قریشیون نے دیکھا کہ ہمارے اس ستانے پر بھی سیدنا
محمد صلعم اور اُنکے پیرو اس مذہب جدید سے کنارہ کش نہین ہوتے ہین
تو اسلیے اُنھون نے اس مذہب کے استیصال کرنیکی ایک اور تدبیر کی
وہ یہ تھی کہ اُنھون نے حضرت محمد صلعم کو دنیاوی جاہ وجلال کا لالچ دکھایا
اور اُنھون نے یہ سمجھ لیا کہ شاید اس بہانہ سے آپ اشاعت حق سے
باز رہینگے مگر درحقیقت اُنکی یہ تدبیر محض بیسود تھی۔ چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے
کہ آپ مسجد مین تشریف رکھتے تھے ایک شخص عتبہ بن ربیعہ آپ کے پاس آکر
کہنے لگا اے میرے بھائی کے بیٹے بیشک تم لیاقت نجابت مین ہم سب پر
تفوق رکھتے ہو مگر تمھاری ان تقریرون کی جو ہمارے بتون اور دیبیونکی
مذمت مین ہوتی ہین سننے کی ہمکو تاب نہین کیونکہ اسمین نہ صرف ہمارے مذہب
کی توہین ہے بلکہ ہمارے باپ دادا کافر گنہگار ٹھہرتے ہین اسلیے مین تمسے
ایک درخواست کرتا ہون تم اُسکو غور سے سمجھو اُسمین تمھاری جان کی
مال کی حفاظت ہے۔ آپنے فرمایا کہو تمھاری کیا درخواست ہے۔ اُس نے
عرض کیا میری یہ درخواست ہے کہ اگر ان سب کوششون سے تمھاری
غرض دولت پیدا کرنے کی ہے تو ہم لوگ تمھارے لیے اسقدر دولت جمع
کر دیسکتے ہین کہ اتنی دولت ہمارے اہل خاندان مین کسی کے پاس نہ ہو
یا اگر تمھارا ارادہ ناموری کا ہے تو ہم سب لوگ تمکو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہین۔

آپ نے یہ سب سنکر اُس سے فرمایا "کیا تمھین جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے" اُس نے جواب دیا "ہان"، آپ نے فرمایا کہ "اب اسکا جواب مجھ سے بھی سنو"

"اس کتاب (قرآن شریف) کی احکام و قوانین حکیم علی الاطلاق تمھارے خالق کی وضع کیے ہوے ہین اور اُسکو تمھاری زبان (عربی) مین نازل کیا ہے اور جسکی دلیلین بہت صاف اور واضح ہین - اُس کتاب کے احکام کی تعمیل مین تم کو دونون جہان مین راحت ہے - اب تم جس حالت مین ہو وہ ایک نہایت وحشیانہ پن کی حالت ہے فطرت انسانی سے بعید ہے مین بھی تمھاری ہی طرح ایک آدمی ہون مگر خالق نے مجھ پر یہ بات ظاہر کردی ہی کہ تمھارا خدا ایک ہے - اور افسوس ہے اُن لوگون پر جو عاقبت پر یقین نہین کرتے جو لوگ اس کتاب پر ایمان لاتے ہین وہ قیامت مین ہمیشہ کیلیے خوش و خرم رہینگے - اب تمھین اختیار ہے چاہو اسکو قبول کرو یا نکرو مگر میرا کام صرف یہی ہے کہ خداے واحد کے احکام پہنچا دون - مگر آپ کی اس تقریر سے کافرون پر کچھ زیادہ اثر نہوا"

جب جناب رسالت مآب صلعم نے دیکھا کہ کفار کی ایذا رسانی مسلمانون پر دن بدن زیادہ ہوئی جاتی ہی تو آپ نے مصلحتاً اپنی امتون کو یہ ہدایت کی کہ جبتک قریش کا دل اس ظالمانہ حرکت پر قایم رہے مناسب ہی کہ اُسوقت تک تم ملک حبش مین جا کر رہو چنانچہ آپ کی ہدایت کے بموجب چند مسلمانون نے ملک حبش کی راہ لی* قریب بیاسی تراسی مردون اور اٹھارہ عورتون کے ان مہاجرین کی تقلید کی

* تاریخ اسلام مین یہ پہلی ہجرت کہلاتی ہے - اور ان مہاجرین کی تعداد قریب پندرہ کی تھی اور یہ جناب رسالت مآب صلعم کی رسالت کے پانچوین سال واقع ہوئی -

اسپر بھی قریش کی دشمنی کم نہ ہوئی بلکہ انھون نے حبش کے بادشاہ (نجاشی) کے
پاس اس نظر سے اپنا سفیر روانہ کیا کہ وہ اُن مفرور لوگون کو سزا دینے کے
لیے واپس بھیجدے۔ انھون نے مہاجرینا پر صرف یہی جرم قایم کیا تھا کہ
وہ اپنے بُرانے آبائی مذہب کو چھوڑ دیا ہے۔ نجاشی نے مہاجرین کو طلب
کرکے پوچھا کہ وہ کون مذہب ہے جسکے لیے تم نے اپنا بُرانا مذہب چھوڑدیا
جعفر بن ابیطالب نے سب مہاجرین کیطرفسے فرمایا۔ ”اے بادشاہ ہم لوگ
جہالت مین ڈوبے ہوے تھے۔ بتون کو پوجتے تھے مردار کھاتے تھے
بُری باتین بولتے تھے۔ انسانی فرایض سے محض ناواقف تھے۔ مہمان نوازی
مسافر پروری کی رسم بالکل جانتے ہی نہ تھے۔ بیہودہ آبائی نسب کی تفاخر
کٹ کٹ مرتے تھے۔ ہمارا قانون کیا تھا۔ ہمارا قانون بداخلاقیون۔ ناانصافیون
مظالمون کی جڑ تھا۔

ایسے زمانہ مین خداوند تعالی نے ہم لوگون مین سے ایک ایسے آدمی کو
ان تمام امور کی اصلاحون کیلیے کھڑا کیا۔ جسکی نجابت۔ شرافت۔ ایمانداری
دیانتداری۔ نیک چلنی کو ہم سب لوگ تسلیم کرتے ہین۔ اُسنے ہمکو خدا کی
وحدانیت بتلائی۔ شرک سے بچایا۔ بتونکی پرستش سے منع کیا۔ سچ بولنے کی
ہدایت کی۔ امانت مین خیانت کرنیسے منع کیا۔ غریبون مسکینون یتیمون محتاجون سے
سلوک کرنے کو فرمایا۔ چونکہ ہم عورتون پر تہمت لگایا کرتے تھے بلا ثبوت کامل
اس سے بھی منع فرمایا۔ چونکہ ہم اقسام کے فسق و فجور مین مبتلا رہا کرتے تھے
اُس نے ہمکو منع کیا اور کہا کہ خدا کی عبادت کرو اور چونکہ ہم خسیس لئیم الطبع بھی
تھے اُس نے ہمکو خیرات دینے سخاوت کرنیکو کہا۔

اب چونکہ ہم لوگ اُسپر ایمان لاچکے ہین اور اُسکی ہدایتون کو مان لیا ہے

اسیلیے یہ ہمارے ہموطن ہم لوگوں کے دشمن ہوگئے ہین اور اُنھون نے ہمکو
صرف اس غرض سے تکلیفین دینا شروع کین کہ ہملوگ اس پاک مذہب کے
طریقہ کی عبادت چھوڑکر انکی کاٹھ کی مورتون کی عبادت کرین - ان لوگون نے
ہملو یہانتک ستایا اور اسقدر ایذا پہنچائی کہ ہمکو اپنا وطن چھوڑنا پڑا - پس ہم انکی ایذارسانی
کو نہ سہ کر تیرے ملک مین محض اُنکے ظلم سے بچنے کے لیے آئے ہین ہمین امید ہے
کہ تو ہمکو اُن کے ظلم سے بچائیگا - جب نجاشی نے جعفر بن ابیطالب رض کی تقریر سنی
تو اُسنے قریش کے سفیر کو نکال دیا -

جس زمانہ مین مسلمان اپنے دشمنون کی ایذا رسانی کے سبب سے ممالک
غیر مین جاتے تھے اُسوقت سیدنا محمد صلعم نہایت دلیری و استقلال کے ساتھ
اپنے ہی مستقر پر قایم رہے اگرچہ کفار نے آپ کو بہت کچھ تکلیفین پہنچائین لیکن آپ
وعظ و پند کے ساتھ تبلیغ احکام مین اُسیطرح مستعد تھے - آخرکار آپ کی نصیحتون نے
یہ اثر پیدا کیا کہ عرب کی رہنے والے جو دور دور سے کسی قومی میلون مین آکر
شریک ہوتے تھے وہ آپ کے وعظون کو نہایت ہی خشوع و خضوع سے سنتے اور
آپکی پند و موعظت کی باتین ہموطنون کو واپس جاکر سنایا کرتے -

پہلے پہل تو کفار آپکی پند و نصایح پر ہنسا کرتے تھے مگر اس زمانہ مین اُنکے بھی
کان کھلنے لگے - چنانچہ ایک شخص مدینہ کے رہنے والے نے مکہ کے قریش کو
خط لکھا کہ تم کیون جھگڑتے ہو اِس نئے مذہب کے موجد کی باتون کو سنو
تو سہی کہ حقیقت مین اس مذہب کے اصول مصلحت پر مبنی ہین یا کیا - اگر ایک
معزز شخص نے کوئی نیا مذہب اختیار کیا ہے تو اُسکو ستاتے کیون ہو کیا
تمھارے پاس تمھارے مذہب کے سچے ہونے کی کوئی دلیل بھی ہے
از روے عقل کے سچا مذہب تو وہی معلوم ہوتا ہے جسکے پیرون کے خیالات بلند

ہون -

اسی زمانہ مین حضرتؐ کے چچا حضرت حمزہ رضؓ اور حضرت عمر بن الخطابؓ ایمان لائے یہ دونون صاحب نہایت دلیر تھے جنکے سبب سے اسوقت اسلام کی جماعت کو اور بھی بزور ہوا - ابوطالبؒ اور ام المومنین خدیجہ رضؓ کی وفات سے آپکو جو رنج پہنچا تھا ان دونون صاحبون کے ایمان لانیسے اُس کی تلافی ہوگئی -

چونکہ ابوطالب اپنی زندگی بھر جناب رسالت مآب صلعم کے مددگار و معاون رہے اسلیے اہل قریش کو آپکی ایذا رسانی مین زیادہ جرات نہوتی تھی - ابوطالب کا مرنا گویا قریش کو اس بات کی اجازت تھی کہ وہ اپنی ایذا رسانی کو دوچند کردین - جب حضرت نے دیکھا کہ قریش بُت پرستی سے باز نہین آتے ہین تو آپ نے طائف مین جاکر وعظ کہنے کا ارادہ کیا - آپ اپنے خادم زید بن حارث کے ساتھ طائف پہنچے لیکن وہان کے لوگ بھی آپ کی وعظ سے غضبناک ہوگئے اور آپ کو شہر مین رہنے نہ دیا جس وقت آپ شہر سے نکلے بازاری لوگ آپ پر پتھر پھینکنے لگے اور شام تک برابر آپ کو ایذا پہنچاتے ہوئے ساتھ ساتھ چلے آتے - لیکن جب تاریکی زیادہ ہوئی تو آپکو تنہا چھوڑکر چلے گئے - ان ظالمون کی مار سے آپ کا جسم مبارک زخمی ہوگیا تھا پانون مین آبلے پڑگئے تھے - آپ نہایت پریشان ہوکر کھجور کے درخت کی سایہ مین ٹھیرے رہے اور خدا سے دعا مانگنے لگے کہ یا اللہ اسوقت تو

ؒ خدیجہ رضؓ کی وفات ۲ سنہ ۱۰ نبوت سے پیشتر واقع ہوئی اور ابوطالب کا انتقال شوال یا ذیقعدہ مین ہوا اور خدیجہؓ کی وفات ابوطالب کے انتقال سے ۳ یا ۵ روز پیشتر واقع ہوئی - تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۴۲ -

میری مدد کر بغیر تیری مدد کے مجکو کامیابی ہونا دشوار ہے۔

غرض سیدنا محمد صلعم نہایت مغموم ہوکر مکہ کو واپس آئے اب آپ اپنے ہموطنون سے جدا رہنے لگے اور جو اجنبی آتے انھین کو آپ وعظ و نصیحت فرماتے۔ جسوقت آپ وعظ فرماتے اُسوقت آپ کے مقابلہ مین ابولہب یہ منادی کرتا کہ اے لوگو محمد صلعم تمکو نئی راہ بتلاتا ہے اور بدعت و گمراہی کیطرف بُلاتا ہے اور اُسکی یہ خواہش ہے کہ تم سے لات و عُزّیٰ کی پرستش چھوڑائے دیکھو خبردار تم پیروی مت کرو۔

ایک دن آپ نو وارد تاجرون اور اجنبیون کو وعظ فرما رہے تھے آپنے دیکھا کہ چھ اہل یثرب آپسمین کچھ باتین کر رہے ہین آپ نے اُن لوگون کو بلاکر فرمایا کہ بیٹھو اور وعظ سُنو چنانچہ وہ لوگ آکر وعظ سُننے لگے۔ آپ کی فصاحت اور راست گفتاری کا اُنپر یہ اثر ہوا کہ وہ چھؤکے چھ مسلمان ہوگئے۔*

جب یہ چھ مسلمان اپنے وطن کو واپس گئے تو اُنھون نے اس خبر کو خوب مشتہر کیا کہ ملک عرب مین ایک نبی پیدا ہوا ہے وہ عرب کو تاریکی کفر سے نکال کر ایمان کی روشنی مین لائیگا۔ دوسرے سال یہ اہل یثرب پھر آئے اور یثرب کی چند مشہور قومون کیطرف سے اور چھ آدمی اپنے ساتھ لیتے آئے۔ سیدنا محمد صلعم سے اُن لوگون کی ملاقات اُسی جگہ ہوئی جہان کہ پہلے یہ چھ آدمی ایمان لائے تھے۔ اب یہ چھ آدمی بھی حلقۂ اسلام مین داخل ہوئے۔ جو معاہدہ اِن لوگون کے ساتھ ہوا اُس کا نام پہلا معاہدہ عقبہ ہے اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ معاہدہ عقبہ

* یہ چھ آدمی قبیلہ خزرج کے تھے۔ مدینہ مین دو قبیلہ رہتے تھے اوس اور خزرج یہ دونون قبیلے یمن الکا قدیم مسکن یمن تھا۔ اِن دو قبیلون مین اکثر جنگ برپا ہوا کرتی تھی۔

پہاڑ پر ہوا تھا - اس معاہدہ کا نام معاہدۃ النساء ہے -

جس بات پر ان لوگون نے اقرار کیا تھا وہ یہ تھا کہ "ہم لوگ کسیکو خدا کا شریک نہ بنا ئینگے - چوری زناکاری قتل اولاد سے بازآئین گے* - کسیکی چغلی اور شکایت نکرینگے اور جناب رسالتمآب صلعم کی ہر بات کو حق مانین گے خوشی اور غم مین آپ کے شریک رہینگے" اس اقرار کے بعد یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اعلیٰ درجہ کے صحابی (مصعب بن عمیر) کی ساتھ اپنے ملک کو واپس گئے تاکہ وہان بھی دین اسلام کی خوب اشاعت کرین - انکی کوششون سے یثرب مین بہت جلد اسلام پھیل گیا -

پہلے اور دوسرے معاہدہ** کے درمیان جو مصیبتین وقتین مسلمانون نے اٹھائین، وہ نہایت خوفناک تھین - سیدنا محمد صلعم اپنے ہموطنون کو بت پرستی مین ڈوبا ہوا دیکھکر بہت مغموم تھے لیکن آپ کو اس بات کی پوری امید تھی کہ امر حق ضرور غالب ہوگا جسطرح یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ آفتاب کی روشنی کی سامنے تاریکی رہ نہین سکتی اسیطرح سچائی کے سامنے جھوٹھ بھی رہ نہین سکتا -

یہ ہی زمانہ تھا جسمین آپ کو معراج ہوئی - معراج کی نسبت گو بعض نے اختلاف کرکر لکھا ہے کہ معراج صرف روحانی تھی جسمانی نہین تھی مگر انکا یہ خیال

---

* عربون کا پہلے یہ دستور تھا کہ جب انکی کوئی اولاد قسم اناث سے ہوتی تھی تو وہ محض اس بیہودہ خیال اور ننگ سے کہ اپنی بیٹی کسی کی زوجہ نہ ہو زندہ درگور کردیتے تھے - مگر زمانہ حال تک بھی بعض ہندو قوم مین اس وحشیانہ رسم کا رواج سنا جاتا ہے - گو اب انگریزی گورنمنٹ کی انتظام سے ہندوستان مین یہ رسم بالکل مفقود ہوگئی ہے -

** دوسرے معاہدہ کا ذکر اب قریب مین کیا جائیگا -

غلط ہے بلکہ معراج جسمانی تھی یعنی آنحضرت ایک رات کو اپنے گھر سے مسجد اقصیٰ
تک وہان سے خدا کی جناب مین حاضر ہوئے اور گفتگو کی گنہگارون اور بہشتیون کے
مقامات دیکھے - چونکہ اس مختصر کتاب مین جمع بعض مسلمہ امور کا بیان کرنا مقصود ہے
جو عام طور پر یا تاریخی طور پر دلچسپ ہون اور مسلمانون مین مسلمہ ہین - اسلیے ہم اس کتاب مین
ایسے امور کی نسبت منطقی اور فلسفی طور پر بحث کرنا نہین چاہتے -

اُس زمانہ مین چھہ مسلمان یثرب سے جو مدینہ بھی کہلاتا ہے مکے مین جو بطحی
بھی کہلاتا ہے آئے اور اپنے ساتھ اپنے چند بت پرست بھائیون کو جو
قوم اوس اور خزرج ہی سے تھے لیتے آئے - ان لوگون کی غرض یہ تھی کہ جناب
رسول مقبول صلعم کو وعظ کہنے کیلیے اپنے شہر مین لے جائین - رات کے وقت
یہ لوگ اسی پہاڑی پر جمع ہوئے جہان وہ پہلے ایمان لائے تھے - سیدنا محمد صلعم
اپنے چچا عباس کے ساتھ اُس جگہ تشریف لائے - اور ان بت پرست اہل یثرب نے
گفتگو کرنی شروع کی اور اُنکو اُن سب مصیبتون اور تکالیف کو جو اُنپر مسلمان
ہونیکی حالت مین آیندہ پیش آنیوالی تھین سمجھا دیا - لیکن اُن سب لوگون نے
متفق اللفظ ہوکر آپسے عرض کیا بیشک ہم بھی اُن مصیبتون کو یقینی اور اپنی
آنکھون سے مشاہدہ کرکر ایمان لاتے ہین - آپ ہم سے جسطرح کا اقرار چاہیے
لین آپ نے حسب عادت اُن کے روبرو قرآن شریف کی چند آیتین پڑھین
پھر آپنے اُن آیات کے مضمون کی خوبیونکو بیان کیا - یہ سُنکر اُن لوگون نے
اقرار کیا کہ ہم آیندہ سے بجز خدائے واحد کے اورکسی کی عبادت نکرین گے
آپ کی باتون کو حق مانین گے - اور جسطرح ہم اپنے اہل وعیال کی حفاظت
کرتے ہین اسیطرح آپ کی حفاظت مین بھی جان و مال سے حاضر ہین - اُنھون نے
آپسے سوال کیا اگر ہم فی سبیل اللہ مارے جائین توہمین اس کا کیا بدلا

ملیگا - آپنے فرمایا کہ تم عقبیٰ مین ابدالآباد تک خوش وخرم رہوگے - پھر انھون نے آپ سے عرض کیا جب آپ کو اپنے مقاصد مین کامیابی ہوگی تو آپ پھر مکہ کو واپس سے چلے جاینگے آپ نے فرمایا ایسا کبھی نہ ہوگا مین تمھارا ہون اور تم میرے ہو - اسکے بعد اُن سب لوگون نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی - اسوقت مکہ کے مشرکین مین سے ایک شخص چھپا ہوا یہ واقعہ دیکھ رہا تھا اقرار ختم ہونے کے بعد وہ کچھ بولا جسکو مسلمان لوگ سنکر کسیقدر خوف زدہ ہوے لیکن آپ نے اُنکو بہت کچھ تسلی دی اور اُنمین سے بارہ آدمیونکو چنکر اپنا نقیب مقرر فرمایا - اسی معاہدہ کا نام عقبہ کا دوسرا معاہدہ ہے[۱]

مشرکون کے اُس جاسوس نے جس نے اس دوسرے معاہدہ کو منعقد ہوتے دیکھا تھا تمام شہر مین مشہور کردیا اسی بنا پر قریش کی ایک بڑی جماعت یثرب کی طرف روانہ ہوئی وہان مین آکر بیعت کرنیوالونکی تلاش کرنی شروع کی لیکن اُن کی جستجو کی تمام کوششین رائیگان گئین کیونکہ وہ لوگ چلے گئے اور انکو نہ مل سکے لیکن اُن ظالمون نے رسول اللہ صلعم اور آپ کے ساتھی مومنین کو سخت تکلیف دینی شروع کی جب رسول صلعم نے دیکھا کہ اب مسلمانون کا قتل سہ بچنا دشوار ہے اسلیے آپ نے اُنکو ہدایت کی کہ وہ یثرب کو چلے جائین چنانچہ سو خاندان کے لوگ جیب جاپ مکہ سے یثرب کو چلے گئے اور یثرب کے لوگ اُنسے بڑی گرمجوشی اور اخلاص سے ملے - مگر آنحضرت صلعم نہایت استقلال اپنی جگہہ پر قایم رہے کل مومنین یثرب جا چکے تھے مگر آپ کیا تھے صرف حضرت

---

[۱] یہ معاہدہ ماہ ذیحجہ مین واقع ہوا اور اسمین کل (۷۵) عورت و مرد شریک تھے - رسول مقبول صلعم ذیحجہ سے صفر تک مکہ ہی مین تشریف فرما رہے ربیع الاول کی مہینے مین مدینہ کو تشریف لیگئے یہی سبب ہے کہ ہجری سال ذیحجہ ختم ہونے پر محرم سے شروع ہوتا ہے -

علیؓ اور حضرت ابو بکر رضؓ رہ گئے تھے۔ اب قریش کو یہ خیال ہوا کہ کہین حضرت بھی اپنے ہاتھ سے نکل نہ جائین اسلیے اُنھون دار الندوہ مین ایک جلسہ اس غرض سے قایم کیا کہ رسول مقبول صلعم کو قتل کر دین۔ اس جلسہ کی شرکا قوم کے کل سردار تھے۔ اس جلسہ کی اراکین مین اختلاف راے ہوا بعض کی راے ہوئی کہ آپ کو یہانسے نکال دینا چاہیے اور بعض نے کہا نہین آپ کو تاحیات قید کر دین۔ لیکن آخر اُن سب کی راے اس بات پر متفق ہوئی کہ آپ کو قتل کر دین مگر اسکے سات یہ بات بھی سوچی گئی کہ ایک آدمی قتل نہ کرے کیونکہ ایک آدمی قتل کریگا تو وہ معاوضہ سے بچ نہ سکیگا مگر اسکے دفعیہ مین پھر یک اور تہ پر پالی گئی اسی کے موافق ہر ایک قبیلہ کا ایک ایک دلیر آدمی آپکے قتل کیلیے منتخب ہوا۔ جب بات ہوئی تو ان سب لوگون نے اپنے ارادہ مشترک کی بیشرفت کے لیے تیار ہو کر آنحضرت صلعم کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور اس بات کے منتظر تھے کہ جب آپ صبح کے وقت گھر سے نکلین تو آپ کو قتل کرین اور اُنھون نے دیوار کے سوراخون سے جھانک کر دیکھنا شروع کیا کہ رسول مقبول صلعم سوتے ہین یا جاگتے ہین۔ آنحضرت سمجھ گئے کہ آج دشمنون کی نیت بخیر نظر نہین آتی اسی خیال سے آپ نے اپنی سبز چادر حضرت علیؓ کو اُڑھا دی تاکہ کفار یہ حال دیکھ لین کہ رسول مقبول صلعم سوتے ہین۔ اور آپ کھڑکی کے راہ سے باہر چلے گئے۔ اور حضرت ابو بکر رضؓ کے مکان پر تشریف لیگئے اور اُنکو اپنے ساتھ لیکر یثرب کو روانہ ہوے۔ راستہ مین کئی دنتک ثور نام پہاڑ کے گوشہ مین چھپے رہے۔ صبح کو لوگون نے جب حضرت کو نکلتے نہ دیکھا تو تجسس شروع کیا معلوم ہوا کہ رسول مقبول صلعم مکہ سے چلے گئے ہین اسپر قریش کا غصہ اور بھی زیادہ ہوگیا۔ اب اُنکو اپنے ارادہ مین اور زیادہ استقلال پیدا ہوا

اسی لحاظ سے انھون نے یہ اشتہار دیا کہ جو کوئی محمد صلعم کو گرفتار کر لائیگا اسکو ایکسو اونٹ انعام دیے جاوینگے - انعام کے لالچ پر کئی شخص آپکی تلاش مین مصروف ہوئے چنانچہ دو ایک اس مقام تک پہنچ گئے جہان آپ چھپے ہوئے تھے ابو بکر رضہ خوف زدہ ہوکر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہم لوگ دو ہی ہین اور کفار آپہنچے آپ نے فرمایا نہین بلکہ یہ کہو کہ ہم تین ہین کیونکہ خدا بھی ہمارے ساتھ ہے آپ تین روز تک اسی مقام مین چھپے رہے ابو بکر رضہ کے بیٹے ہر روز رات کو آپ کے لیے کھانا لایا کرتے تھے - جب وہ لوگ جو آپکی گرفتاری کے متلاشی تھے تین دن کے بعد ناکامیاب ہوکر اپنے اپنے مقامون پر چلے گئے تو آپ نے بدقت دو اونٹون کا بندوبست کیا اور مع اپنے ساتھی کے ایسی راہ سے یثرب کو چلے کہ جدھر لوگ کم چلتے تھے - چونکہ اکثر لوگ آپ کے متلاشی تھے راستہ مین آپ کو ایک نامی پہلوان نے (سراقہ بن ملک المدلجی) جو تیز گھوڑے پہ سوار تھا آپ کو دیکھ کر آپکی طرف گھوڑا تیز کیا - ابو بکر رضہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ظالم تو ہمارے گرفتار کرنے کے لیے چلا آرہا ہے اب ہمارا بچنا مشکل ہی لیکن آنحضرت صلعم نے فرمایا کیون گھبراتے ہو خدا ہمارا محافظ ہے - جب وہ کافر آپ کے قریب پہنچا تو اسکا گھوڑا الف ہو گیا اور وہ چت گر پڑا - اور اسکے دلپر اسقدر خوف طاری ہو گیا کہ اسنے الٹی آپسے معافی مانگی اور آپنے معاف فرمایا - مگر اسپر بھی اسکو اطمینان نہوا اسنے معافی کی سند طلب کی حضرت ابو بکر رضہ نے ایک ہڈی کے ٹکڑے پہ اسکو معافی کی سند دیدی -

اسکے بعد آپ بیخوف و خطر یثرب پہنچے - ایک یہودی نے ایک بلند مینار سے دیکھ کر آپ کو پہچان لیا - اسوقت قرآن شریف کا وہ مضمون صادق آیا کہ "اہل کتاب رسول صلعم کو اپنے بال بچون کیطرح پہچان لیتے ہین"

شہر یثرب سے دو میل کے فاصلہ پر ایک مقام قبا کے نام سے مشہور ہے
وہان رسول مقبول صلعم اپنے ساتھی کے ساتھ کئی دنتک ٹھیرے رہے۔
اور مسجد قبا کی بنیاد ڈالی گئی۔ یہ مقام نہایت پر فضا اور شاداب ہے۔ اسی
مقام پر حضرت علی بھی آکر ملگئے۔ مکہ سے رسول مقبول صلعم کے چلے آنیکے بعد
کافرون نے حضرت علیؓ کے ساتھ بڑی بدسلوکی کی تھی اسلیئے علیؓ مکہ سے پیادہ پا
چل نکلے۔ رات کو آپ منزل چلتے اور دنکو کافرون کے خوف سے چھپ رہتے
قبا کے مضافات کے رہنے والے جو بنی عمرو بن عوف کہلاتے تھے انھون نے
آپ سے درخواست کی کہ چند روز آپ یہین رہین۔ لیکن آپ قیام نہ کرسکے
اور مسلمانون کی ایک بڑی جماعت کی ساتھ آپ جمعہ کے دن ربیع الاول کی
سولھوین تاریخ بخیر وعافیت یثرب مین داخل ہوئے۔

جسوقت سے آپ یثرب مین مقیم ہوے اُسوقت سے آپ وہان کے سردار
اور حاکم ہوگئے۔ اوس اور خزرج کی دو قومین جو ہمیشہ آپسمین لڑا کرتی تھین
اسلام قبول کرنیکے سبب سے ایک دوسرے کی دوست بنگئین اور اُن کے
پُرانے جھگڑون کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔

جن لوگون نے دین اسلام کی مدد کی تھی وہ انصار کے خطاب سے مشہور ہوے
اور جن لوگون نے اپنے وطن عزیز واقارب کو چھوڑکر رسول مقبول صلعم کا
ساتھ دیا تھا وہ مہاجرین کے خطاب سے پکارے جانے لگے۔ انصار و
مہاجرین کے آپسمین ملے رہنے کی غرض سے اُنکے درمیان بھائی چارہ
(عقد مواخاۃ) قایم کردیا گیا۔ چنانچہ اس عقد سے دونون گروہ کے لوگ ایک
دوسرے کی رنج وراحت مین شریک رہنے لگے۔ مدینہ جسکا پہلا نام یثرب تھا
اب سے اُسکا نام مدینۃ النبی مشہور ہوا۔ مدینہ مین ایک مسجد کی بنیاد ڈالی گئی

جسکی تعمیر مین خود رسول مقبول صلعم نے اپنے مبارک ہاتھون سے کام کیا۔
مہاجرین کے آرام کے لیے مکانات بھی تعمیر ہونے لگے۔
مسجد کی عمارت نہایت سادی تھی اُسکی دیواریں اینٹ اور مٹی کی تھین۔
چھت کھجور کے پتون کی۔ مسجد کا ایک گوشہ خاص ان لوگون کیلیے چھوڑ دیا
گیا تھا جو غریب اور بے خانمان تھے۔ آپ کھلی زمین پہ نماز پڑھتے تھے اور
ممبر کے بدلے ستون سے ٹیکہ لگا کر وعظ فرماتے اور تمام مومنین نہایت
ذوق و شوق سے وعظ سنا کرتے۔ آپ وعظ مین اکثر فرماتے کہ جو شخص خدا
کی مخلوق اور اپنے بال بچون پر شفقت نہین کرتا اُسپر خدا بھی شفقت نہین کریگا
جو کوئی مسلمان محتاج برہنہ لوگون کو کپڑے پہنائیگا اُسکو خدا بہشت مین خلعت
عطا فرمائیگا۔ ایک دفعہ آپ نے یہ وعظ فرمایا کہ جب خداوند عالم نے زمین کو
پیدا کیا تو وہ کانپنے لگی اللہ تعالی نے اُسکی مضبوطی اور قیام کے لیے اُسپر
پہاڑون کو قایم کیا۔ فرشتون نے پہاڑون کو دیکھکر جناب باری سے عرض
کیا کہ اے خداوند عالم تیری مخلوقات مین پہاڑون سے بھی زیادہ کوئی شے
مضبوط و مستحکم ہے خداوند عزوجل نے جواب دیا کہ لوہا اُس سے زیادہ زور آور
شے ہے اسلیے کہ وہ پہاڑونکو توڑ ڈالتا ہے۔ پھر فرشتون نے عرض کیا کیا کوئی
شے اس سے بھی زیادہ زور آور ہے فرمایا آگ کیونکہ آگ سے لوہا گلجاتا ہے
پھر فرشتون نے سوال کیا کیا کوئی آگ سے بھی زیادہ طاقت دار ہے فرمایا
پانی کیونکہ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے پھر اُنھون نے عرض کیا کیا پانی سے بھی کوئی
شے زیادہ طاقت والی ہے فرمایا ہوا اسلیے کہ ہوا پانی کو بھی متحرک کر دیتی ہے
پھر اُنھون نے عرض کیا بار خدایا ہوا سے بھی کوئی چیز بڑھکر ہے حکم ہوا ہان نیک
آدمی خیرات کرنیوالا جو داہنے ہاتھ سے دے اور بائین کو خبر نہ ہو۔ وہ شخص

سب پر غالب آتا ہے۔

آپنے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر نیک کام خیرات مین داخل ہے۔ مسلمان بھائی کو دیکھکر مسکرانا یعنے اُسکے ساتھ کشادہ پیشانی سے ملنا بھی خیرات ہی۔ نیک کام کرنیکے لیے وعظ کہنا بھی خیرات ہے۔ بھٹکے ہوے لوگون کو راہ بتانی بھی خیرات ہی اندھون کی مدد کرنی بھی خیرات ہے۔ راستون سے موذی چیزین (پتھر یا کانٹا) دور کرنا پیاسونکو پانی پلانا بھی خیرات ہے۔

جناب رسالت مآب صلعم کی عام

عادات۔ اخلاق وغیرہ حالات

جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا "الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم" یعنی نماز کی بہت حفاظت کرو اور ایسا ہی لونڈی یا غلام کی بھی رعایت کرو یعنی اُنکے حقوق پورے پورے ادا کرو۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اب مسلمانون کو نماز کا چندان خیال ہے اور نہ لونڈی غلام کے حقوق کا کچھ خیال ہے بلکہ اس تاکید کے برخلاف اُن پر ظلم ہوتا ہے۔

سیدنا محمد صلعم کو تین چیزین بہت پیاری اور مرغوب تھین۔ ایک خوشبو دوسری عورتین۔ تیسری عمدہ غذا۔ مگر دو چیزون سے آپ نے حظ اُٹھایا یعنی خوشبو اور عورتون سے تیسری چیز سے آپ متمتع نہوے بلکہ آپ قصداً بھوکے رہتے یہانتک کہ آپ شکم مبارک پر پتھر باندھ لیتے۔ آپکو گھوڑے بھی بہت پیارے تھے اور آپ دست مبارک گھوڑی کی پیشانی پر پھیرتے اور یہ فرماتے "گھوڑے کی پیشانی سے برکت بندھی ہے"

سیدنا محمد صلعم سوتے مین کبھی خراٹا نہین لیتے تھے کیونکہ خداوند تعالی نے آپکو
تمام ناپسند چیزون سے منزہ کیا تھا اور آپ اپنے کپڑے کی جون بیکھ لیتے
تھے - اور یہ جو حدیث مین آیا ہے "کان یفلی ثوبہ" یعنی آپ اپنے کپڑونکی
جون دیکھ لیا کرتے تھے محدثین اسکے یہ معنی بتاتے ہین کہ آپ کے کپڑونمین
جون نہین پڑتی تھی بلکہ جب آپکے کپڑونمین کسی اور کی جون چڑھ آتی تھی تو
فوراً آپ اُسکے رفع کرنیکے لیے اپنا کپڑا دیکھ لیتے تھے - اور آپ کے
کپڑون مین جون نہ پڑنے کی یہ بھی وجہ بتائی جاتی ہے کہ جون اُس شخص کے کپڑے
مین پیدا ہوتی ہے جو کہ پاک و صاف نہین رہتا - آپ تو بہت صاف و پاک
رہا کرتے تھے - بلکہ آپ ہمیشہ اورونکو صاف و پاک رہنے کے لیے فرمایا
کرتے تھے اور آپ میلا کچیلا پریشان صورت رہنے کو بہت ناپسند فرماتے تھے
بلکہ آپ نے ایسے شخص کی نسبت فرمایا کہ وہ مثل شیطان کے ہے - بالون کے
دھونے اور کنگھی کرنیکا اور تیل پھلیل لگانے کا آپ نے حکم دیا ہے لیکن اسقدر
نہو کہ اکثر اوقات اسی مین مشغول رہے اور عورتونکی طرح بناؤ سنگار کیا کرے
آپ کے اخلاق کی ہم سے کب تعریف ہو سکتی ہے - خود خدا فرماتا ہے کہ
"انک لعلی خلق عظیم" یعنی اے محمد بیشک تمھارے اخلاق نہایت عمدہ ہین
ام المومنین حضرت عائشہ سے کسینے پوچھا کہ آپ کے اخلاق کیسے تھے - ام المومنین
نے فرمایا "کان خلقہ القرآن" آپ کا اخلاق قرآن تھا - یعنی قرآن شریف
مین جو اخلاق حمیدہ مذکور ہین آپ اُن سب اخلاق سے متصف تھے -

سیدنا محمد صلعم کی وضع نہایت باوقار تھی جو شخص آپ کو ایکبار دیکھتا وہ
ڈر جاتا مگر جب آپ سے باتین کر لیتا تو اُسکے دلمین آپکی محبت جم جاتی -
آپ ملاقات مین پہلے سلام کرتے دوسرے کے سلام کے منتظر نہ ہوتے -

آپ ہر شخص سے کشادہ پیشانی اور روے خندان سے ملتے کبھی آپ کی باتین فحش کلام نہ نکلتا۔ جب کوئی آپ کو پکارتا تو آپ فوراً جواب مین ومن لبیک ما فرماتے یعنی حاضر ہون۔ مجلس مین آپ کبھی پانون پھیلا کر نہ بیٹھتے۔ آپ جس مجلس مین جاتے ایک کنارہ پر بیٹھ جاتے بالانشینی اور صدر محفل کا ارادہ نہ کرتے۔ اگر کوئی شخص باتون مین آپکا ہاتھ پکڑلیتا تو آپ نہ چھوڑاتے جبتک وہ نہ چھوڑتا۔ آپ کسیکو اپنے ہاتھ سے نہ مارتے مگر جہاد مین۔ آپ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلا نہین لیا۔ آپ غضبناک نہین ہوتے تھے لیکن جب کوئی حد ودالٰہی سے متجاوز ہوتا تو غضبناک ہوتے اور پھر کوئی آپ کے غصہ کی تاب نہ لاتا جب بڈھی عورتین اپنے کام کے لیے آپ کو اپنے ساتھ لے لیتین تو آپ ساتھ ہو لیتے اور نہایت نرمی اور مروت سے اُن کا کام کردیتے۔

اکثر موقعہ پر آپ کے اخلاق حمیدہ سے بھی وہی کام نکلتا تھا جو معجزہ سے نکلتا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ پر ایک یہودی کا کچھ دین (قرض) تھا۔ اگرچہ وعدہ معینہ ابھی منقضی نہین ہوا تھا وہ آپ سے سخت تقاضا کرنے لگا جون جون وہ درشتی کرتا تھا آپ اُسیقدر نرمی اور ملاطفت سے جواب دیتے تھے یہودی نے کہا تمھارے خاندان مین ایسی ہی نادہندی چلی آتی ہے۔ اس بات کو سُنکر حضرت عمرؓ بیتاب ہوگئے اور آپ نے یہودی سے فرمایا۔ اے کافر دین اگر تو رسول اللہ صلعم کے ساتھ نہ ہوتا تو مین تجکو قتل کرتا سیدنا محمد صلعم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اے عمر تمکو یہ چاہیے تھا کہ تم بھی اُس سے نرمی اور ملاطفت کرتے اور مجکو اُسکے ادا کے لیے کہتے۔ جاؤ تم اُسکا قرض کردو اور بعوض اُسکے کہ تم نے اُسپر زجر کیا ہی بیس صاع

(ایک پیمانہ کا نام ہے) زیادہ دد - وہ یہودی آپ کے اس اخلاق حمیدہ کا
فریفتہ ہوگیا اور اسلام قبول کیا - پس اُس یہودی نے آپ سے عرض کیا
یارسول اللہ مین نے پہلی کتابون مین دیکھا اور پڑھا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان
تمام اخلاق حمیدہ سے متصف ہونگے اور جو کوئی اُنکے ساتھ جسقدر سختی کریگا
وہ اُسیقدر اُسکے ساتھ نرمی کرینگے آپ پر سخت تقاضہ کرنیسے مجکو صرف
امتحان منظور تھا بیشک آپ پیغمبر آخر الزمان ہین -

آپکی خوش اخلاقی نیک خوئی کمال درجہ پر تھی - خود خداوند عالم اپنی پاک کتاب مین
فرماتا ہے "فبما رحمۃ من اللہ لنت لہم و لو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من
حولک" یعنی اے محمد اللہ کی یہ مہربانی ہے جو تم مسلمانون کے لیے نیک خو
نرم دل ہوے - اگر تم درشت خو سخت دل ہوتے تو بیشک لوگ تمھارے پاس
تک نہ آتے -

معتقدانہ طور پر مدینہ کے لونڈی غلام طلب برکت کے لیے آپ کے پاس
پانی کے برتن لاتے اور درخواست کرتے کہ آپ اُسمین اپنا دست مبارک
ڈالدین - اگرچہ موسم جاڑہ کا بھی ہوتا مگر آپ اُنکی خاطر داری سے پانی مین
ہاتھ ڈبو دیتے -

آپ مجلس مین اپنے اصحاب سے بہت بے تکلف رہتے اور اصحاب
ہر قسم کی باتین کرتے اور آپ نے اُنکی باتون کی وہین تک حد رکھی تھی
جو خلاف شرع نہ ہوتی تھین - اگرچہ اُنکی باتین ظرافت آمیز ہوتین - ایک دفعہ کا
ذکر ہے کہ آپ کے اصحاب نے ذکر کیا یا رسول اللہ مجکو میرے بت نے
بہت ہی خوب نفع دیا اور اصحاب اس کلام سے متحیر ہوئے اُنھون نے
فرمایا ایک مرتبہ مین سفر کو جاتا تھا مین نے پرستش کیلیے ستو کا ایک بت بنالیا

تھا۔جب راہ مین میرا توشہ ختم ہوگیا تو مین نے اُس بت کو توڑ کے کھایا
اُس نے مجکو بڑا نفع دیا۔ رسول مقبول صلعم بھی کبھی کبھی مزاح (ہنسی) کی
باتین کرتے تھے۔ مگر مزاح مین بھی آپ کبھی کوئی جھوٹ بات نہین فرماتے
چنانچہ ایک دفعہ کسی نے آپ سے سواری مانگی آپ نے فرمایا مین تمکو
سواری کے لیے اونٹنی کا بچہ دونگا۔اُس نے کہا یا رسول اللہ مین
اونٹنی کا بچہ لیکر کیا کرونگا۔آپ نے فرمایا کیا اونٹ اونٹنی کے بچے نہین
ہوتے ہین تو کس کے بچے ہوتے ہین۔ آپ نے یہ واقعی بات بتائی تھی
مگر اسکا پیرایہ ظرافت کا تھا۔

ایک شخص جسکا نام زاہر اور گانون کا رہنے والا تھا گانون کی چیزین
بطور تحفہ اور ہدیہ حضور اقدس مین اکثر لایا کرتا آپ اسکو شہر کی چیزین خریدکر
دیا کرتے تھے اور یہ فرماتے "زاہر بادیتنا ونحن حاضرہ" یعنی زاہر ہمارے
گانون کا آدمی ہے اور ہم اُسکے شہری ہین۔یعنی وہ گانون کی یہ چیزین
ترکاری وغیرہ لے آتا ہے ہم اُسکو شہر کی چیزین خرید کر دیتے ہین۔ایک
دن زاہر بازار مین اپنی کوئی چیز بیچ رہا تھا آپ نے جا کے پس پشت سے
اسکو لپٹا لیا چونکہ زاہر نے آپ کو دیکھا نہ تھا کہنے لگا کون ہے چھوڑ دو۔جب
جب زاہر کو معلوم ہوا کہ آپ ہین تو چپ ہوگیا۔سیدنا محمد صلعم نے فرمایا کوئی
اِس غلام کو مول لینے والا ہے چونکہ زاہر زیادہ خوبصورت نہ تھے بلکہ سیاہ فام
تھے اُنھون نے کہا یا رسول اللہ آپکو قیمت تو بہت کم ملیگی۔آپ نے فرمایا
اے زاہر خدا کے نزدیک تم کم قیمت نہین ہو۔ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک
لڑکا آپ کے پاس آیا آپ نے اُسکے دل بہلانے کے لیے یہ فرمایا "یا
ابا عمیر ما فعل النغیر" اے ابو عمیر تمھاری بلبل یعنے چڑیا کیا ہوئی۔

سیدنا محمد صلعم اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرلیا کرتے یعنی اپنا کپڑا اسی لیتے اپنی بکری کا دودھ
دوہ لیتے کبھی آپ اپنے گھوڑے کو تیار کر لیتے غرض اسیطرح آپ اپنے امور
خانہ داری خود کر لیتے حضرت کے خادم انس بن مالک رض کہتے ہین کہ مین نے
دس برس تک آپکی خدمت کی ہے - قسم ہے خدا کی کہ سفر و حضر مین مین جسقدر آپ کا
کام کرتا تھا اُس سے زیادہ آپ میرا کام کر دیتے تھے اور اس مدت مین آپنے
مجھے کبھی جھڑکا تک نہین - اور نہ کبھی آپ نے مجکو یہ فرمایا کہ تو نے فلان کام کیون
نہین کیا - آپ اونٹ پر گھوڑے پر خچر پر دراز گوش پر سوار ہوتے یعنی آپ اس
قسم کے جانور پر سوار ہونیسے شرماتے نہ تھے - آپ اپنے اصحاب کے ساتھ
اُنکے کام مین شریک ہوجاتے - سفر مین ایک مرتبہ آپ کے اصحاب نے بکری
ذبح کی اور آپسمین کام تقسیم کرلیا گیا ایک نے کہا مین کھال صاف کرونگا دوسرے نے
کہا مین گوشت بنا دونگا تیسرے نے کہا مین پکا دونگا - آپنے فرمایا مین جنگل سے
لکڑیان اُٹھالاؤنگا - اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب کر لیتے ہین آپ
کیون تکلیف فرماتے ہین - آپ نے فرمایا خداوند عالم ایسے شخص کو ناپسند کرتا ہے
جو اپنے رفیقون مین مختار ہو کے بیٹھ رہے اور کام مین شریک نہ ہو پھر آپ جاکر
لکڑیان اُٹھالائے -

جب آپ مسجد مین تشریف لاتے تو اصحاب بیٹھے رہتے یعنی تعظیم کے لیے
ہر بار نہ اُٹھا کرتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپکو یہ بات ناپسند ہے یعنی بنظر شفقت
یا باین خیال کہ میری بار بار کی آمد و رفت کی تعظیم مین اُنکو اُٹھ کھڑے ہونیمین بہت
تکلیف ہوا کریگی آپنے اُنکو اجازت دیدی تھی کہ کھڑے نہ ہوا کرین پس وہ لوگ الامر
فوق الادب پر کاربند رہا کرتے تھے اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ تعظیم کے لیے
کھڑا ہونا منع ہے بلکہ اسکا یہ مطلب ہے کہ اسقدر تعظیم کے پابند نہ ہونا چاہیے

جس سے تکلیف برداشت کرنی پڑے - اور احادیث سے جواز قیام کا تعظیم کیلیے ثابت ہوتا ہے مگر اسی رعایت کے ساتھ جسمین تکلیف نہ اُٹھانی پڑے -

سیدنا محمد صلعم مسکینون محتاجون غریبون سے بہت محبت رکھتے تھے اور ہر شخص یعنی امیر اور غلام کی دعوت قبول فرماتے - معززا و رشریفون کی آپ توقیر کرتے گو وہ کسی قوم کا ہوتا - اور بہ حسب مراتب ہر ایک سے معاملہ کرتے اپنے اصحاب کو بہت دوست رکھتے - بیمارونکی عیادت کیلیے تشریف لیجاتے غمزدون کے پاس ماتم پرسے کے لیے بھی تشریف لیجاتے - جو کوئی ہدیہ لاتا قبول فرماتے اور آپ اسکا اُسیقدر یا اس سے زیادہ بدلہ بھی کر دیتے -

رسول مقبول صلعم آواز سے نہین ہنستے تھے - صرف تبسم یعنی مسکراتے تھے آپ کلام بہت صفائی اور سہولت سے کرتے تھے تاکہ سامع اچھی طرح سمجھ لے بلکہ اکثر آپ تفہیم سامع کے لیے تین تین بار مکرر فرماتے - آپ کے کلام مین یہ بھی ایک خصوصیت تھی کہ آپ ہر شخص کی سمجھ کے موافق کلام کرتے - آپ یہ بھی فرماتے تھے "من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ" یعنی آدمی کی خوبی اسلام مین یہ بھی ایک بات ہو کہ جس بات مین کچھ فائدہ نہ ہو نکرے -

آپکی شجاعت کا یہ حال تھا کہ جنگ حنین مین جسوقت لشکر کو ابتدا مین ہزیمت ہوئی تو بہت لوگ بھاگ گئے - مگر آپنے اُسی استقلال وہمت کی ساتھ لغلہ شہبا کو جسکا نام دلدل تھا آگے بڑھایا اور اُسوقت آپ یہ رجز پڑھتے تھے "انا النبی لاکذب - انا ابن عبد المطلب" یعنی مین نبی ہون جھوٹا نہین ہون - اور مین عبد المطلب کا بیٹا ہون - آپ کے اصحاب نے بیان کیا ہے کہ لڑائی مین جوجگہہ زیادہ خوف کی ہوتی آپ وہین تشریف رکھتے اور ہم لوگ جاکر آپ کی پناہ لیتے -

سیدنا محمد صلعم کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ کبھی آپ کسی سائل کے جواب مین لا نہین فرماتے تھے اور حتی الوسع اُسکا مطلب پورا کردیتے اگر آپکے پاس کچھ نہ ہوتا تو آپ بہت نرمی اور خوش اخلاقی سے جواب دیتے اور اسقدر خرچ کرتے تھے کہ اپنی فقر و ناداری کا خیال نکرتے - بلکہ بعض موقع پہ آپکی سخاوت نے معجزہ کا کام لیا - چنانچہ صفوان بن امیہ آپکی سخاوت کو دیکھکر مسلمان ہوگئے -
سیدنا محمد صلعم بہت ہی فروتنی اور تواضع کرتے تھے - کھانے پینے مین آپ غربا کیطرح نشست و برخاست رکھتے اور آپ تکیہ لگا کر کبھی نہ کھاتے اور یہ فرماتے چونکہ مین بھی خدا کا ایک بندہ ہون مین بھی بندون کیطرح کھاتا ہون - کھانے کو آپ کبھی بُرا نہ کہتے اگر پسند ہوتا تو کھا لیتے ورنہ اُٹھا دیتے - دودھ اور شیرینی اور گوشت آپ کو بہت مرغوب تھا خصوصًا بکری کے دست کا گوشت آپ کو بہت پسند تھا - آپ نے مرغی کا بھی گوشت کھایا ہے - سیدنا محمد صلعم ہر کام کو بسم اللہ سے شروع کرتے - جس طعام مین کچے لہسن یا پیاز کی بو آتی آپ اُسکو ناپسند فرماتے -

سنہ ۲ھ

غزوۃ بدر الکبری

رمضان کی سترہ یا اُنیس تاریخ روز جمعہ سنہ ۲ھ مین جنگ بدر واقع ہوئی اُس جنگ کی اصل بنا مین دو سبب بیان کیے گئے ہین - ایک یہ کہ عمرو ابن الحضرمی کا قتل کیا جانا دوسرے ابوسفیان بن حرب کا ملک شام سے قریش کی بڑی

ہ‌ تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۵۴ - ۵۵ -

جماعت کو ساتھ لیکر چڑھائی کرنا - ابوسفیان بن حرب کے ساتھ جو قریش تھے
اُنکے ساتھ بہت مال و اسباب تھا اور انکی تعداد تیس سے ستر تک بیان
کی گئی ہے - جسمین مخرمۃ بن نوفل الزہری اور عمرو بن العاص تھا جب سیدنا
محمد صلعم کو اِنکے چڑھائی کرکے آنیکی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے مسلمانون کو
اس بات کی منادی کردی کہ یہ قریش کی جماعت جو چڑھائی کرکے ہمارے مقابلہ کے
واسطے آرہی ہے اُسکے ساتھ بہت مال و اسباب ہے اور مجھکو یقین ہے کہ
اللہ تعالی وہ تمام مال و اسباب سب مسلمانون کیلیے غنیمت کریگا -

آنحضرت صلعم نے اپنے خروج سے دس روز پیشتر مدینہ سے طلحہ بن عبید اللہ
اور سعید بن زید کو قافلہ قریش کی جستجو کے لیے روانہ فرمایا - یہ دونون کشد الجہنی
کے پاس پہنچے [۴۳] کشد نے اُن دونون کو اپنے یہان چھپا لیا چنانچہ ایک روز
اُس قافلہ کا ادھر گزر ہوا طلحہ اور سعید نے ایک ٹیلے پر چڑھکر اس قافلہ کو
دیکھ لیا - قریش لوگ کشد سے ملکر پوچھنے لگے اے کشد کیا تجھکو محمد صلعم کے
جاسوسونکی کچھ خبر معلوم ہے - کشد نے کہا یہان محمد صلعم کے جاسوسون کا گزر
کیسے ہوسکتا ہے - اسکے بعد وہ قافلہ روانہ ہوگیا - طلحہ اور سعید دونون اُس رات
کشد کے پاس رہگئے اور علی الصباح یہ دونون رسول اللہ صلعم کو قافلہ کی
اطلاع دینے کی غرض سے روانہ ہوے کشد بھی تھوڑی دور تک انکی رہنمائی
کیواسطے ساتھ ہولیا اور اِن دونون کو ذی المروۃ مین پہنچا کر اپنے مقام
کو واپس ہوا اور قریش کا قافلہ بھی دریا کے کنارہ کنارہ چلا جا رہا تھا - پس

[۴۳] کشد الجہنی موضع نخبار مین جو حوراء کے مضافات مین واقع ہے رہتا تھا اور نخبار ذی المروۃ کے
عقب مین ساحل دریا پر واقع ہے - مغازی الرسول للواقدی -

طلحہ اور سعید نہایت تیز قدمی کے ساتھ بخیر و عافیت مدینہ پہنچے مگر آنحضرت صلعم روانہ ہو گئے تھے اور جس روز یہ مدینہ مین پہنچے اسی روز بدر مین آنحضرت صلعم اور قافلہ قریش کا سامنا ہو گیا - آخر یہ دونون بھی مدینہ سے رسول مقبول صلعم کے پاس روانہ ہوے اور مقام تربان٭ مین آکر آپ سے ملگئے -

اسکے بعد کشد الجہنی بھی سیدنا محمد صلعم کے حضور مین حاضر ہوا طلحہ اور سعید نے کشد کی مہمان نوازی اور پناہ دہی کا حال آپ سے بیان کیا اور کشد کی سفارش بھی کی - آپ نے کشد کو اپنا مقرب بنایا اور آپ نے اس کا نہایت اعزاز واکرام کیا - آپ نے نہایت قدر دانی سے کشد سے فرمایا کہ "کیا تیری یہ خواہش ہے کہ ینبع تیرے لیے جاگیر کر دیا جائے" کشد نے عرض کیا یا رسول اللہ مین تو اب بڈھا ہو گیا ہون آپ میرے بھتیجون کے نام سے یہ جاگیر کر دیجیے" آپ نے اس کی درخواست کے بموجب ینبع کو اسکے بھتیجون کیلیے جاگیر کر دی -

چونکہ سیدنا محمد صلعم نے جنگ کی شہرت کر دی تھی اسلیے مسلمان اس جنگ مین شریک ہونے کے لیے آپسمین خوشیان منانے لگے اور ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ مین سب سے پیشتر اس جنگ مین پیشقدمی کرون مگر بعض مسلمانونکو اس جنگ سے اختلاف راے تھا اور یہ لوگ پیچھے رہگئے - چنانچہ ان لوگونمین جو اس جنگ مین شریک نہوے اور پیچھے رہگئے تھے - اسید بن حضیر بھی ایک انہین سے ہین - جب سیدنا محمد صلعم جنگ بدر سے بفتح و ظفر کامیابی کے ساتھ مدینہ مین رونق افروز ہوے تو اسید رض نے آپ سے ملاقات کی

٭ تربان ملل اور سیالہ کے درمیان برسر راہ واقع ہے اور یہ اونیہ شاعر کا بھی مسکن بیان کیا گیا ہے -

اور عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اُس ذات کی جسنے آپکو اعدا پر فتحیاب کیا مین اپنی جان کو آپکی جان سے عزیز جانکر پیچھے نہین رہا بلکہ میرا یہ خیال تھا کہ آپ بغرض جنگ تشریف نہین لیجاتے ہین،، آپ نے اُنکی تسکین کی - یہ بیان کیا گیا ہو کہ جسقدر اس جنگ سے اسلام کو فائدہ غلبہ ہوا کامیابی ہوئی اور کسی جنگ مین اسلام کو اسقدر زور حاصل نہین ہوا - اسی جنگ مین مشرکین کو اسقدر ذلت کے ساتھ شکست فاش ہوئی جس سے اُنکی آیندہ ارادہ ن کی کمر ٹوٹ گئی اسکے بعد پھر کبھی کفار کو مستعد ارادہ کے ساتھ سر اُٹھانیکا موقع نہ ملا - جب آنحضرت بارادہ بدر مدینہ سے نکلکر نقب (درہ بنی دینار) پر پہنچے تو آپنے وہان بقع سقیا[۴۴] کی آبادی مین خیمہ زن ہوے اور آپ نے یہین مجاہدان ولاور کا ساز وسامان ملاحظہ فرمایا - جو لوگ آپکے ملاحظہ مین پیش ہوے تھے اُنہین عبد اللہ بن عمرو - اسامۃ بن زید - رافع بن خدیج - براء بن عازب - اسید بن حضیر - زید بن ارقم اور زید بن ثابت تھے - جناب رسالتمآب صلعم سقیا سے رمضان کی بارہ تاریخ روز یکشنبہ کو حامیان اسلام کی فوج لیکر روانہ ہوے آپکے ساتھ تین سو پانچ آدمی سے تین سو اٹھارہ آدمی تک کہے جاتے ہین جنمین ۷۷ - یا ۸۳ مہاجرین تھے اور باقی انصار - اس تمام لشکر مین صرف دو گھوڑے تھے مقداد بن عمرو الکندی کا ایک گھوڑا تھا جسکا نام سبحہ تھا اور دوسرے مین اختلاف ہی بعض کا بیان ہی کہ دوسرا گھوڑا زبیر بن العوام کا تھا اور بعض بیان کرتے ہین کہ مرثد بن ابی مرثد کا تھا جسکا نام سیل تھا - بعض جگہ یہ بیان کیا گیا ہی کہ صرف مقداد بن عمرو الکندی ہی کا ایک گھوڑا تھا[۴۵] -

---

[۴۴] بقع نقب مدینہ منورہ مین ایک درہ ہی جو درہ بنی دینار کے نام سے مشہور ہی - اور سقیا بھی ایک آبادی کا نام ہی جو مدینہ منورہ کی آبادی سے قریب ہی - [۴۵] تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۵۶ -

آٹھ آدمی اِس جنگ مین شریک نہوے تھے مگر جب آپ بافتح وظفر واپس تشریف لاے تو ان لوگون کو بھی غنیمت سے حصہ عطا کیا گیا - آپ کے تمام لشکر مین چالیس اونٹ تھے مگر ایک دوسری روایت مین ستر اونٹ بیان کیے گیے ہین -

ایک ایک اونٹ پر دو دو تین تین آدمی باری باری سے سوار ہوتے تھے اور اترتے چڑھتے جاتے تھے - جناب سیدنا محمد صلعم کے اونٹ پر حضرت علی علیہ السلام آپ کے ہم ردیف تھے - سعد بن ابی وقاص رض بیان فرماتے ہین کہ اس سفر مین جسقدر مصیبت مین مین مبتلا تھا شاید اور کسیکو اسقدر تکلیف نہوئی ہوگی کیونکہ مین پیادہ پا چلتا تھا اور تیر چلاتا ہوا قطع مسافت کرتا چلا جاتا تھا - غرض واپس ہونے تک مین ایک قدم بھی سوار نہین ہوا -

مخرمہ[1] بن نوفل کا بیان ہے کہ جب ہم (قافلہ قریش کے ہمراہ) شام سے چلے تو راہ مین ہمکو قبیلہ جذام کا ایک آدمی ملا اسنے ہمین اس بات کی بھی خبر دی کہ محمد صلعم بھی اس قافلہ کے مقابلہ کیواسطے نکلے ہوے ہین یہ خبر سنکر ہمکو اندیشہ ہوا اسلیے ہم نے محمد صلعم کے خروج کی مخبری کے لیے ضمضم بن عمرو کو بیس مثقال طلائی اجرت دیکر مکہ روانہ کیا اور قریش نے اسکو یہ بھی کہدیا تھا کہ جب تو مکہ مین داخل ہو تو اپنے اونٹ کا کان کاٹ ڈالنا اور کاٹھی بھی الٹی کسنا اور اپنا پیرہن چاک کرکر باآواز بلند "الغوث الغوث" کہنا - جب ضمضم مکہ مین داخل ہوا اور قریش کو محمد صلعم کے ارادہ سے مطلع کیا تو مکہ کی قریش نہایت جوش وخروش سے محمد صلعم سے مقابلہ کیواسطے اٹھے اور اسی ارادہ مین خروج کرنیکی واسطے بغرض[2] فال بالازلام ہبل[3]

---

[1] یہ واقعہ مخرمہ بن نوفل نے اسلام لانیکے بعد بیان کیا ہے -

[2] استقسام بالازلام یا تفاؤل بالازلام یہ ایک قرعہ اندازی کا طریقہ ہے جو بذریعہ تیرونکے کیا جاتا تھا ان تیرون پر ایک قسم کا نقش بھی ہوتا ہے اور اسی کے بطور قرعہ و استخارہ کے تفاؤل کرتے ہین -

بت کے سامنے جمع ہوئے۔ امیہ بن خلف نے بت کے روبرو استخارہ کیا اور عدم
خروج پر قرعہ نکلا۔ پس سب نے قیام و اقامت پر اجماع و اتفاق کیا۔ لیکن ابوجہل نے
نہایت اصرار سے اُن لوگون کو آمادہ خروج کیا اور یہ کہا کہ تفاول وغیرہ سب
بیہودہ و فضول باتین ہین۔ زمعہ بن الاسود بھی مکہ سے نکلکر روانہ ہوا اور
ذی طوی مین پہنچکر اُس نے بھی ترکش سے تیر نکالا اور قرعہ ڈالا مگر قرعہ اُس کے
ارادہ کے خلاف نکلا۔ یعنی قرعہ مانع خروج نکلا اب زمعہ نے غصہ ہی پھر دوبارہ
قرعہ ڈالا پھر مانع خروج نکلا اب زمعہ نے غصہ ہی پھر دوبارہ قرعہ ڈالا پھر بھی
مانع خروج کا نکلا زمعہ نے اُس تیر کو توڑ ڈالا اور کہا کہ یہ تیر جھوٹا ہے ہم اپنے
ارادہ سے کبھی باز نہین آ سکتے۔ اتفاقاً سہیل بن عمرو اسوقت زمعہ کے پاس آیا
اور چونکہ زمعہ ایک غصہ کی حالت مین تھا سہیل بن عمرو نے کہا اے ابوحکیم
تو اسقدر خشمناک کیون ہے زمعہ نے قرعہ اندازی کا حال بیان کیا سہیل نے جوابدیا
ہان بیشک ان تیرون پر کچھ بھی اعتبار نکرنا چاہیے۔ مین نے بھی اکثر آزمایا ہے
اسکا عمل شاید بہت کم راست پایا گیا۔ سہیل نے کہا تو ان امور پر کچھ بھی خیال مت کر
برابر اپنے ارادہ مین پیشقدمی کیے چلا جا۔

جب سیدنا محمد صلعم مدینہ سے روانہ ہوے اور بدر کے قریب پہنچے تو آپ کو معلوم
ہوا کہ قریش بھی روانہ ہو چکے ہین آپ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ آپکے
تمام اصحاب نے اپنی اپنی راے بیان کی انھین سے بعض نے عرض کیا
یا رسول اللہ بخدا قریش نہایت معزز اور دولتمند ہین آجتک یہ لوگ کبھی ذلیل
و مغلوب نہین ہوے اور انھین سے کوئی اتبک ایمان نہین لایا اور اُن کے
آیندہ ایمان لانیکا خیال بھی نہین ہو سکتا۔ مقداد نے کھڑے ہوکر عرض کیا یا
رسول اللہ آپ ضرور تشریف لے چلیے مین سچ کہتا ہون کہ ہم لوگ ایسے نہین ہین جو

اقفرا گر پلٹ جائین اور جیسا کہ بنی اسرائیل نے اپنے نبی موسی علی نبینا وعلیہ السلام سے جھوٹا وعدہ کرکر اخیر یہ کہدیا کہ " اذہب انت وربک فقاتلا" قسم ہی اُس خدای واحد کی جسنے آپکو بحق مبعوث کیا اگر آپ ہمکو برک الغماد کیطرف بھی لے جائین تو ہم کسی بات کا اندیشہ نکرینگے۔ آنحضرت صلعم مقداد کی تقریر سنکر نہایت خوش ہوی اور آپنے اُنکے حقمین دعاے خیر کی۔

آنحضرت صلعم روحاء سے کوچ کرکر درہ کوہ کے چھوٹے چھوٹے تنگ راستون سے چلے اور جمیرتین مین نماز پڑہ کر سیدہے طرف کی راہ سے روانہ ہوے۔ پھر ضیق المعترضہ سے ثنیۃ المعترضہ مین پہنچے جب آپ تیا پر پہنچے تو آپکی خدمت مین سفیان ضمری حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا تو کون ہے ضمری نے کہا بلکہ تم کہو کہ تم کون ہو۔ آپ نے فرمایا اگر تو اپنا نام بتائیگا تو ہم بھی اپنا نام بتائینگے ضمری نے کہا کیا یہ بات اسپر موقوف ہی کہ جب مین اپنا نام بتاؤن تو تم اپنا نام بتاؤ آپ نے فرمایا ہان۔ پھر ضمری نے کہا جو کچھ تمھین پوچھنا ہو پوچھو آپ نے فرمایا قریش کا حال بیان کر اُس نے عرض کیا مجکو معلوم ہوا ہے کہ قریش فلان روز فلان تاریخ مکہ سے روانہ ہوچکے ہین جس مخبر نے مجکو یہ خبر دی ہے اگر وہ سچا ہی تو یقیناً وہ لوگ اب اسی وادی مین ہونگے۔ آپ نے فرمایا کیا تجکو محمد کے لوگون کی بھی کوئی خبر معلوم ہوئی ہی اس نے کہا ہان مجھے معلوم ہوا ہی کہ یہ لوگ بھی یثرب سے فلان روز نکل چکے ہین اگر یہ خبر سچ ہو تو غالباً وہ لوگ بھی اسی وادی مین ہونگے۔ پھر ضمری نے پوچھا اب کہو کہ تم کون لوگ ہو۔ آپ نے

حاشیہ برک الغماد ایک مقام کا نام ہی جو مکہ کے عقب مین پانچ منزل پر واقع ہی اور برک الغماد اُس ساحل (تہامی) مین واقع ہی جو دریای مین سے ملی ہوئی ہے۔

عراق کیطرف اشارہ کرکر فرمایا کہ ہم اس چشمہ سار سے آتے ہین ضمری نے خیال کیا
کہ عراق کے باشندے ہین - چونکہ مسلمان اور کافرون کے قافلے کے درمیان بہت
بڑے ٹیلے حائل تھے اسیوجہ ایک دوسرے کے حال سے کوئی واقف نہو سکا - پھر
آنحضرت صلعم مع اصحاب کے لشکر خیبرتین پہنچے - خیبرتین کے قریب دو پہاڑ تھے
آپ نے پوچھا ان پہاڑون کا کیا نام ہے اور اسپر کون رہتے ہین - لوگون نے
عرض کیا یہ دونون پہاڑ مسلح اور مخری کے نام سے مشہور ہین اور ان پر
بنوالکنار اور بنو حراق بستے ہین - پھر آپ خیبرتین سے پھر گئے اور شیرف کی بائین
طرف سے ہوتے ہوے معترضہ مین داخل ہوے - آنحضرت صلعم نے لبسبس اور
عدی ابن ابی الزغباء کو بغرض مخبری روانہ فرمایا تھا یہ دونون مقام معترضہ مین
آپکی خدمت مین حاضر ہوے - رسول مقبول صلعم نے رمضان کی ۱۷ تاریخ جمعہ کی
روز بدر کے قریب مقام کیا - یہان سے آپ نے علی ؑ اور زبیر اور سعد بن
ابی وقاص اور لبسبس کو بغرض تفحص حال کے روانہ فرمایا اور آپ نے اشارے سے
اُن سے یہ بھی فرمایا کہ اسطرف یعنی ظریب کی طرف جاؤ امید ہے کہ اس قلیب کے
نزدیک جو ظریب سے ملا ہوا ہے کچھ نہ کچھ حال معلوم ہوگا - جب یہ لوگ بموجب
آپ کے ارشاد کے قلیب کو پہنچے تو ان لوگون نے وہان قریش کے شتران آبکش
کو پایا اور ان اونٹون کے ساتھ قریش کے سقے بھی تھے ان لوگون کو دیکھ کر سقے
بھاگ گئے اور بعض سقے گرفتار بھی کر لیے گئے - انھین سقون مین سے ایک نامی
شخص عجیر نے دوڑکر قریش کو اطلاع کی اور زور سے پکار کر کہا ای آل غالب
یہ ابن کبشہ یعنی محمد صلعم مع اپنے اصحاب کے پہنچ گئے ہین - اور محمد کی لوگون نے

قلیب ایک چاہ کا نام ہے جو زیر ظریب واقع ہے اور ظریب ایک پہاڑی کا نام ہے -

تمہارے بعض بعض سقون کو گرفتار بھی کر لیا ہے - یہ سنکر قریش کے تمام لشکر مین
الچل پڑگئی اور جو لوگ کھانا کھا رہے تھے انپر اسقدر خوف طاری ہوا کہ کھانا چھوٹ
گیا اب قریش گھبراکر آپسمین مشورہ کرنے لگے - عتبہ بن ربیعہ حکیم ابن حزام کے پاس
آکر کہنے لگا اے ابو خالد اہتو بڑا غضب ہوگیا ہم دشمنون کے ہی ملک مین بے سوچے
سمجھے لڑنے کے لیے آگئے - حکیم نے کہا خیر یہ ایک تقدیری امر تھا اور جب کبھی
اس شوم مردود ابن الحنظلیہ (ابو جہل) کی راے پر کوئی کام کیا جاتا ہے اسمین
بجز ذلت و ناکامی اور کچھ حاصل نہین ہوتا - اب میری راے یہ ہے کہ تمام شب
ہم سب لوگونکو اپنی حفاظت کے لیے بیدار رہنا چاہیے دشمنون کی جانب سے
شبخون کا اندیشہ ہے - عتبہ نے اس راے کو بہت پسند کیا - یہ سنکر ابو جہل نے
لوگون سے کہا کیون گھبراتے ہو یہ عتبہ کی راے مناسب نہین ہے کیونکہ عتبہ کی یہ
خواہش ہے کہ محمدؐ سے جنگ نہ کیجاے - اگر تمکو محمد کی جانب سے شبخون کا خوف ہو تو
مین الگ ہوجاتا ہون مین ہرگز نہین ڈرونگا - یہ کہکر ابو جہل الگ ہوگیا اسوقت
کسیقدر ترشح بھی ہو رہا تھا - عتبہ کہنے لگا یہ عجب بدبخت شوم آدمی ہے نہ موقع دیکھتا ہے
نہ بات کو سمجھتا ہے محض حسد اور دشمنی ہی کرنا جانتا ہے اسمین خود تباہ ہوتا ہے اور
دوسرونکو بھی تباہ کرتا ہے - ظاہر ہے کہ محمدؐ کے لوگون نے ہمارے سقون کو
گرفتار کر لیا ہے -

قریش کے جو سقے گرفتار ہوکر رسول مقبول صلعم کے روبرو پیش کیے گئے
انمین عبید بن سعید بن العاص کا غلام ابو لیسار اور منبہ بن الحجاج کا غلام اسلم اور
اور امیہ بن خلف کا غلام ابو رافع تھا - اسوقت آنحضرت صلعم نماز مین تھے جب

حاشیہ

حکیم بن حزام نے مسلمان ہونیکے بعد یہ کہا کہ اسوقت ہم کھانا کھا رہے تھے اور خوف سے ہم سے کھانا چھوٹ گیا -

انسے قریش کے حالات پوچھے گئے تو ان غلامون نے کہا ہم قریش کے سقے
ہین قریش نے ہمکو پانی لانیکے لیے بھیجا تھا مگر آنحضرت کے اصحاب غلامون کے
بیان کو جھوٹ سمجھکر مارنے لگے تاکہ وہ غلام راست راست بیان کرین - جب
غلامون نے دیکھا کہ یہ لوگ ہمارے اس بیان کو جھوٹ سمجھتے ہین تو انھون نے
کہا ہم ابوسفیان کے غلام ہین اور ہم اسکے کاروان کے ساتھ ہین اور ابوسفیان کا
کاروان بھی ان ٹیلون کے پیچھے ہے - جب رسول مقبول صلعم نماز سے فارغ
ہوئے تو آپنے اصحاب سے فرمایا جب ان غلامون نے تم سے سچ کہا تو
تم اسکو جھوٹ سمجھکر مارنے لگے اور جب جھوٹ کہا تو مارنے سے باز رہے - تب
آپکے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ غلام بیان کرتے ہین کہ قریش آچکے
ہین آپ نے فرمایا وہ سچ کہتے ہین چونکہ قریش کو اندیشہ تھا کہ تم انکے قافلہ کو
لوٹ لوگے اسلیے اپنے قافلہ کی حفاظت کے لیے آئے ہین - پھر رسول مقبول
صلعم نے ان سقون سے پوچھا کہ قریش کہان ہین انھون نے کہا ان تودون
اور ٹیلون کے پیچھے ہین جو آپ کے پیش نظر ہین آپ نے انسے پوچھا کہ قریش کی
تعداد مین کتنے ہونگے انھون نے کہا قریش ہین تو بہت مگر ہم ان کی تعداد سے
واقف نہین ہین - آپ نے فرمایا کہ وہ ہر روز کتنے اونٹ ذبح کرتے ہین انھون نے
کہا ایک روز نو اونٹ اور دوسرے روز دس اونٹ ذبح کرتے ہین رسول
مقبول صلعم نے تخمینہ کرکے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ وہ نوسو یا ہزار ہین - پھر
آنحضرت نے ان سے پوچھا کہ مکہ کے سردارون مین سے کون کون ہین انھون نے
عرض کیا ربیعہ کے دونون بیٹے عتبہ اور شیبہ - ولید - ابوالبختری بن ہشام
حکیم بن حزام - حارث بن عامر - طعیمہ بن عدی - نضر بن الحارث - زمعہ بن الاسود
امیہ بن خلف اور اسکے دونون بیٹے - منبہ بن الحجاج - سہیل بن عمرو -

عمرو ابن عبدود - اور ابوجہل ہین یہ سنکر آپ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوے اور
فرمانے لگے "ہذہ مکۃ قد القت الیکم افلاذ کبدہا"[1] پھر رسول مقبول صلعم نے
اپنے اصحاب سے قیام کی نسبت مشورہ چاہا - ابو الحباب رضہ نے عرض کیا
یا رسول اللہ یہ مقام جہان اب آپ اترے ہوے ہین اگر بموجب وحی کے ہے
تو ہمکو یہ زیبا نہین کہ ہم اسپر نکتہ چینی کرین یا اپنی راے دین اور اگر یہ مشورہ محض
راے پر مبنی ہو تو میری راے مین یہان اترنا خلاف مصلحت ہی اگر اب لڑائی
شروع ہو تو ہم کو پانی تک بھی ملنا دشوار ہوگا بلکہ میری یہ راے ہے کہ آگے
بڑھ کر چشمہ اور کنوون کے قریب اترنا چاہیے مین یہانکے تمام کنوون سے خوب
واقف ہون اور وہان ہم پانی کا بندوبست کر لینگے اگر لڑائی شروع بھی ہو تو
ہم کو کسیطرح کا اندیشہ نہین رہیگا اگر کہانے کو بھی نہ ملے تو صرف پانی پیکر لڑینگے
اور جب ان چشمون اور کنوون پر ہمارا قبضہ ہو جائیگا تو ہم باقی دوسرے
کنوون کو بند کر دینگے کیونکہ لڑائی مین بغیر دھوکا دینے اور چال چلنے کے
کامیابی ہونا دشوار ہے - اسی اثنا مین وحی بھی نازل ہوئی اور معلوم ہوا
کہ حباب کی راے نہایت درست تھی پس رسول مقبول صلعم نے حباب بن المنذر
کی راے پر عمل فرمایا -

جب آنحضرت صلعم حباب کی راے کی موافق آگے بڑھ کر چشمون اور کنوون کے
قریب ریگستان مین مقام کیا تو اسوقت پانی بھی برس گیا جس سے تمام
ریت جم گئی اور آپکے لوگون کو اسپر چلنا پھرنا آسان ہوگیا - جس مقام پر قریش

---

[1] یعنی مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہارے سامنے ڈالدیے - اس سے آپکا یہ مطلب تھا کہ مکہ کے تمام اکابر و اعزہ نکل پڑے ہین - مغازی الرسول للواقدی و تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۵۶ -

اترے ہوئے تھے وہ ریگستان نہ تھا اور پانی برسنے کے سبب وہاں کیچڑ بہت ہوگئی۔ اُنکو چلنا پھرنا دشوار ہوگیا۔ رسول مقبول صلعم نے قریش کے سقون کو گرفتار کرنیکے بعد عمار بن یاسر رضؓ اور ابن مسعود رضؓ کو بغرض مخبری حال مشرکین کے روانہ فرمایا تھا ان دونون نے اُنکے لشکر کے اطراف چکر لگا کر آپکی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا یا رسول مشرکین نہایت پریشان حال ہین بلکہ پکار کر بات کرنیسے ڈرتے ہین۔ اگر اُنکے لشکر مین کوئی گھوڑا بھی ہنہناتا ہے تو وہ اُسکے منھ پر اسلیئے مارتے ہین کہ آواز سنکر کہین مسلمان ہم پر تاخت نہ کرین۔ جب صبح ہوئی تو منبہ الحجاج نے جس کو نقش پا (پاؤنکی کھوج) کے پہچاننے مین کمال تھا کہنے لگا کہ محمد یثرب کے احمقون کو جمع کرکے لایا ہے اور ہم نہایت پریشان حال ہین اب بغیر جنگ کے ہمین کوئی چارہ نہین۔ پھر اُسنے یہ شعر پڑھا۔

شعر

لم یترک الجوع لنا مبیتاً لابد ان نموت او نمیت

ترجمہ

گرسنگی نے تمام رات ہکو سونے نہ دیا۔ ضرور ہے کہ اب ہم مرجائین یا مارین جب رسول مقبول صلعم چاہ بدر پر خیمہ زن ہوئے تو آپ کے لیے ایک عریش (سائبان) کھجور کے پتون کا تیار کیا گیا اُس عریش مین آپ رہنے لگے اور حضرت ابو بکر رضؓ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اور اُسکے دروازہ پر سعد بن معاذ تلوار کھینچکر کھڑے ہوگئے اور پہرہ دینے لگے۔ قریش کے برسر میدان آنیسے پیشتر رسول مقبول صلعم نے بنفس نفیس صفونکی ترتیب مین مصروف ہوئے۔ اگر کوئی صف سے آگے بڑھتا تو آپ اُسکو ایک چھڑی لگا دیتے٭

٭ چنانچہ بوقت تعدیل ترتیب صفون کے سواد بن غزیہ صف سے آگے بڑھا آنحضرت صلعم نے اُسکی پیٹ پر ایک چھڑی

پس آنحضرت صلعم نے مصعب بن عمیر کو علم لشکر عطا فرمایا اور جس جگہہ آپ اُس علم کا نصب ہونا چاہتے تھے مصعب نے آگے بڑھ کر اُسکو اُسی جگہہ نصب کر دیا۔ اور اور آپ یہان کھڑے ہو کر فوج کی صفونکو ملاحظہ کرنے لگے پھر آپ نے فوج کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنا رخ مغرب کیطرف پھیر دین اب آپ کے لشکر کا رخ مغرب کیطرف ہوگیا اور مشرکین کا رخ جانب آفتاب یعنی مشرق کی طرف تھا۔ سیدنا محمد صلعم عدوۃ الشامیہ مین اُترے ہوے تھے اور مشرکین عدوۃ الیمانیہ مین۔ آپ کے اصحاب مین کسے ایک نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ اُس وادی کے اونچان پہ نزول فرمائین تو بہت بہتر ہے آپ نے فرمایا اب تو مین صفون کو مرتب کر چکا اور علم بھی قایم ہو چکا اب مین اس ترتیب کو نہین بدل سکتا۔ علی علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین جنگ بدر مین چاہ بدر سے پانی کھینچ رہا تھا اُسوقت ایک زور سے آندھی چلی مین نے ایسے زور کی آندھی کبھی نہین دیکھی تھی۔ جب اس آندھی کے بعد میدان غبار سے صاف ہوا تو ایک اور آندہی چلی وہ بھی اُسی زور کی تھی پھر اسکے بعد ایک اور آندہی چلی۔ پہلی صرصر مین جبرئیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتون کو ہمراہ لیکر

لگائی پھر وہ برابر صف مین ملگیا۔ مگر سوادی نے عرض کیا یا رسول مجکو اس ضرب کا عوض و قصاص دیجیے آپنے اپنا جسم مقدس کھولدیا اور فرمایا بدلہ لے۔ سوادی فوراً آپکے شکم مبارک سے اپنا سینہ لپٹا کر اُسپر بوسہ دیا آپنے فرمایا اسکا کیا سبب تھا اُسنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ملاحظہ کر رہے ہین کہ اب کفار ونسے مقابلہ کا وقت ہی مجکو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر مین قتل ہوجاؤنگا تو آپ سے اخیر ملاقات نہوگی اسلیے مین نے آپ سے معانقہ کرنیکی یہہ یہ حرکت کی۔ مغازی الرسول للواقدی۔

شہر یا وادی کے دونون طرف مین سے ہر ایک طرف کو عدوہ کہتے ہین جسطرف آنحضرت اُترے ہوے تھے وہ عدوہ وادی جانب شام تھا اور جسطرف مشرکین اُترے ہوے تھے وہ عدوہ وادی جانب یمن تھا۔ واقدی۔

تشریف لائے۔ صف ثانی مین میکائیل علیہ السلام بھی ایکہزار فرشتون سے مدد کو آئے اور رسول مقبول صلعم کے داہنے بازو کیطرف کھڑے رہے جدہر خلیفہ اول بھی تھے اور صف ثالث مین اسرافیل علیہ السلام تھے انکے ساتھ بھی ایکہزار ملائک کی فوج تھی اور اسرافیل آپ کے بائین جانب کھڑے ہوے اور مین بھی اسی طرف موجود تھا۔ جسوقت حق تعالی نے مشرکین کو شکست فاش دی تو اسوقت رسول مقبول صلعم نے مجکو اپنے گھوڑے پر سوار کرایا اور گھوڑا میری سواری مین اڑ گیا اور جب زور سے کلیل کرتا ہوا نکلا تو مین اُچھل کر اسکی گردن پر آپڑا۔ مین نے دعا کی یا اللہ اسوقت تو مدد کر تب تائید ایزدی گھوڑا کسیقدر سنبھلا۔ اور مین سیدھا ہوکر برابر بیٹھ گیا۔ اور قتل کفار مین مصروف ہوا کافر میرے ہاتھ سے اسقدر قتل ہوے که میرا ہاتھ بغل تک خون سے رنگین ہوگیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لشکر اسلام مین سر میمنہ ابوبکر رض تھے۔ لشکر کفار کے میمنہ کا سرکردہ ہبیرۃ بن ابی وہب اور میسرہ کا زمعۃ بن الاسود تھا ایک اور روایت مین ہے کہ کفار کے لشکر میمنہ کا افسر حارث بن عامر تھا اور میسرہ کا عمرو بن عبد تھا۔*

جب دونون طرف کی فوجین صف آرا ہوئین تو زمعۃ بن الاسود گھوڑے پر سوار ہوکر جانب وادی سے نکلا اُسکے پیچھے اسکا بیٹا بھی تھا۔ زمعہ اپنی شان وشوکت کی نمایش کی غرض سے گھوڑے کو کاوہ دینے لگا۔ یہ دیکھکر رسول مقبول صلعم نے

---

* مگر واقدی رحمہ اللہ لعبد کو پھر یہ ثابت کرتے ہین کہ روز بدر نہ مسلمانون کے لشکر کے میر میمنہ کا نام تحقیق ہوتا ہے کہ کون تھا اور نہ کفار ونکے فوج کے میر میمنہ و میر میسرہ کا نام معلوم ہوتا ہے کہ کون سرکردہ تھا۔

دعا کی اے میرے پروردگار مجھپر تو نے اپنی کتاب نازل فرمائی اور مجاو حکم کیا
کہ مین کافرون سے لڑون اور مجھ سے وعدۂ فتح کیا ہے یعنی لشکر مشرکین پر
میری فتح پائیگا ۔ تیرا وعدہ ہرگز خلاف نہین ہوسکتا اور یہ قریش تکبر و نخوت کرتے
ہوے مجھ سے لڑنیکو آئے ہین اور تیرے رسول کی تکذیب کرتے ہین ۔ اے
میرے پروردگار اب مین تجھ سے نصرت کا طلبگار ہون جسکا تو نے مجھ سے وعدہ
کیا ہے ۔ اے میرے پروردگار تو ہی اپنے دوستونکی مدد کرتا ہے کافرون کو
کل صبح کو شکست دے اور انکو ہلاک کر ۔ جب مشرکین کی فوج سے عتبہ باہر نکلا
اُسکے پیچھے اسکا بھائی شیبہ اور اُسکا بیٹا ولید اُسوقت ابوجہل گھوڑی پر سوار ہوکر کھڑا ہوا تھا جب
عتبہ ۔ ابوجہل کے سامنے آیا تو اُسنے ابوجہل کے گھوڑے کی کوچون پر تلوار ماری
پس وہ گھوڑی تڑپ کر زمین پر گر پڑی عتبہ نے کہا اے شخص آج کا دن سوار ہونیکا
نہین ہے تمام قوم تیری پیادہ ہے اور تو سوار پس ابوجہل پیادہ ہوگیا ۔ اسکے بعد
عتبہ نے اپنا ۔ مبارز (مقابل) طلب کیا ۔ چونکہ نبی صلعم فوج کی صفین مرتب کر چکے تھے
اور نیند کا بھی غلبہ تھا اسلیے آپ اپنے عریشہ مین آرام فرمانے لگے مگر آپ نے
اپنی فوج کے سردارونکو یہ حکم دیا تھا کہ جبتک مین حکم ندون جہاد مین کوئی سبقت
نکرے بالغرض اگر دشمن قریب بھی ہو جائین تو تیر مار کر ان کو ہٹا دینا مگر تلوار نہ کھینچنا
جب عتبہ بالکل قریب ہوگیا اور مقابل طلب کرنے لگا تو ابوبکر رضہ نے آپ کو
جگایا اور عرض کیا یارسول اللہ کفار بہت قریب آچکے ہین اور ہم سے بھڑ گئے
آپ فوراً بیدار ہوے اور خدا سے دعا کرنے لگے یا اللہ اب وقت مدد و
نصرت کا ہے ۔ ابوبکر رضہ نے عرض کیا یارسول اللہ ضرور اللہ تعالے آپکو
فتح دیگا اور کامیاب کریگا اور آپکا منھ روشن کریگا ۔ اور کافرون کو رسوا و ذلیل
و مغلوب کریگا ۔

جب آنحضرت صلعم نے حکم جہاد کا دیا تو انصار نے جنگ میں پیشقدمی کی مگر آپ نے
انکو حکم دیا کہ پہلے مہاجرین پیشقدمی کریں بعد پھر سب ملکر کافروں کے قتل مین سرگرم
ہون - مسلمان نہایت جوش وخروش کے ساتھ وردیان پہنے ہوے سرگرم
قتال کفار ہوے - جب طرفین مین جنگ ہونے لگی تو اسود بن عبد الاسود
مخزومی مسلمانون کے حوض کے قریب آگیا اور کہنے لگا مین نے مسلمانون کے
حوض سے پانی پینے کا عہد کرلیا ہے مین ضرور اُس حوض سے پانی پیونگا اور
اسکو توڑونگا یا اُسکے قریب قتل کیا جاونگا - یہ کہکر اسود نے حملہ کیا اور حوض کی
قریب آہی گیا - اسکے روکنے کو حضرت حمزۃ بن عبد المطلب رضہ آگے بڑھے
اور اُسکو ایک ایسی تلوار ماری کہ اُسکا ایک پانون کٹ گیا - مگر وہ اُچھل کر
اپنی قسم کے پورا کرنیکے لیے حوض مین جا ہی توپڑا اور اُس سے پانی بھی
پی لیا - اُس نے اپنے دوسرے پانون سے جو صحیح وسالم تھا حوض کو بگاڑ
دیا مگر حضرت حمزہ رضہ بھی اُسکے پیچھے اجل کے طور پہ لپٹے ہی رہے اور
آپ نے اُسکو حوض ہی مین قتل کیا - اب پورے طور پر جنگ چھڑگئی اب دونون
طرفسے ایک ایک آدمی نکلکر لڑنے لگا چنانچہ جب کافرون کے لشکر سے
عتبہ نکلا تو حمزہ رضہ اُس کے مقابل ہوسے اور اُسکو قتل کیا - پھر کافر کی

رسول مقبول صلعم کے اصحاب مین سے چار شخص علحدہ علحدہ قسم کی وردیان پہنے ہوے
سرگرم قتال تھے - حمزہ بن عبد المطلب رضہ نے اپنے خود مین پر شتر مرغ لگا یا تھا - ابودجانہ رضہ
کا سر بند سرخ تھا - اور زبیر رضہ کے سر پہ زرد رنگ کا سیرپیچ (عمامہ یا پٹکا) تھا
اور علی علیہ السلام کے سر پر سفید رنگ کی پشمینہ کا سر بند تھا - زبیر رضہ فرماتے ہین کہ روز بدر
فرشتونکی سرون پر بھی زرد رنگ کی عمامہ تھی اور وہ ابلق گھوڑون پر سوار تھی - واقدی -

فوج سے شیبہ نکلا[*] عبیدہ بن الحارث اُسکے مقابل ہوے عبیدہ بن الحارث انحضرت صلعم
کی تمام اصحاب مین مسن تھے شیبہ نے آپ کے پائون پر ایک تلوار ماری تب حمزہ
اور حضرت علی علیہ السلام نے اُسکو قتل کیا - اس جنگ مین صرف حضرت علی علیہ السلام
کی ہاتھ سے بیس کفار قتل ہوے اُنکی تفصیل حسب ذیل ہے -
ولید[1] بن عتبہ - عبداللہ[2] بن المنذر بن ابی رفاعہ - اور حرملہ[3] بن عمرو - عاص[4] بن سعید
عامر[5] بن عبد اللہ - حارث[6] بن ربیعہ - نوفل[7] بن خویلد بن اسد - حنظلہ[8] بن ابی سفیان
بن حرب - نضر[9] بن حارث بن کلدہ - زید[10] بن ملیص - عمیر[11] بن عثمان بن عمرو بن کعب
بن سعد بن تیم - یزید[12] بن تمیم - ابوقیس[13] بن الولید - مسعود[14] بن ابی امیہ - عبداللہ[15] بن
ابی رفاعہ - حاجز[16] بن سائب بن عویمر بن عائذ - اوس[17] بن المعیر بن نودان -
منبہ[18] بن الحجاج - عاص[19] بن منبہ - ابوالعاص[20] بن قیس - کسی ایک صحابی نے

---

[*] چونکہ شیبہ عبیدہ کی ہاتھ سے زخمی تو ہوا ہی تھا حضرت حمزہ رضہ اور حضرت علی ع نے اُسکو قتل کیا - واقدی - [1] جب قریش کو
ابوجہل کی قتل ہونیکا اندیشہ ہوا تو اُنھون نے ابوجہل کو اپنی حلقہ مین کر لیا - اور اُسکی زرہ ایک مرتبہ عبداللہ
بن منذر کو پہنائی گئی - علی علیہ السلام نے اُسکو ابوجہل سمجھکر قتل کیا پھر ایک دوسری شخص کو وہ زرہ
پہنائی گئی اُسکو حمزہ رضہ نے قتل کیا - اسکے بعد حرملہ کو وہ زرہ پہنائی گئی اُسکو علی ع نے قتل کیا واقدی -
[2] یہ شخص قبیلہ انمار سے تھا اور قریش کا حلیف بھی تھا - واقدی [3] یہ شخص ابن العدویہ کی
نام سے بھی مشہور ہے واقدی [4] ایک روایت مین ہے کہ زید بن ملیص بلال رضہ
کے ہاتھ سے قتل کیا گیا واقدی - [5] دوسری روایت مین ہے کہ اوس
ابن المعیر کو حضرت علی ع نے بشرکت عثمان بن مظعون کے قتل کیا - واقدی
[6] دوسری روایت مین ہے کہ اسکو عثمان بن مظعون یا ابواسید الساعدی رضہ
نے قتل کیا - واقدی

تنہا اتنے کافر نہین مارے - جب بنی مخزوم نے دیکھا کہ مسلمان بیدریغ ہماری فوج کو
قتل کرنے مین سرگرم ہین اور ابوجہل کی تاک مین ہین کہ اسکو بھی قتل کرین اُنھون نے
اسی خیال کی پیش بندی کر کے لوگون سے کہا کہ ہمکو ابو الحکم یعنی ابوجہل کے قتل ہونیکا
اندیشہ ہے ہماری یہ راے ہے کہ اُسکو اکیلا نچھوڑین کیونکہ مسلمان اُسکے خون کے
پیاسے ہین - پھر بنی مخزوم نے جمع ہوکر ابوجہل کو اپنے حلقہ مین کرلیا - اور یہ مشورہ کیا
کہ ابوجہل کی زرہ کسی اور کو پہنائی جاے اگر وہ شخص قتل ہو جائیگا تو مسلمانون کے دل سے
ابوجہل کے قتل کا خیال جاتا رہیگا - ابوجہل کے بچنے کیلیے اس سے بہتر کوئی ذریعہ
نہین ہے - پھر اُنھون نے دو تین آدمیون کو ابوجہل کی زرہ پہنائی اور وہ متواتر
قتل ہوتے گئے - جب اُنھون نے ابوجہل کی زرہ خالد بن الاعلم کو پہنانا چاہا تو خالد بن
اعلم نے اُسکے پہننے سے صاف انکار کر دیا - جب ابوجہل بنی مخزوم کے حلقہ مین تھا
تو اتفاقاً معاذ بن عمرو بن الجموح رض کی اُسپر نظر پڑی معاذ بن عمرو بن الجموح رض نے مستقل
ارادہ کرلیا کہ آج مین یا تو ابوجہل کو قتل کرونگا یا اسکے پاس مارا جاؤنگا بس معاذ
نکلے اور دوڑکر اُسپر حملہ کیا اور ایک ایسی تلوار ماری کہ ابوجہل سخت زخمی ہوکر
قریب المرگ ہوگیا اب ابوجہل سر کوفتہ مار کیطرح پیچ کھانے لگا -

ابوجہل کی قتل کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ دو نوجوان لڑکون نے جنکی ڈاب مین
تلوارین پڑی ہوئی تھین - نبی صلعم کے ایک اصحاب سے پوچھا اے چچا قریش مین
ابوجہل کون ہے اُنھون نے کہا اے میرے بھتیجے تم کیا کروگے اُنھون نے کہا
ہمنے سُنا ہے کہ وہ مردود نبی صلعم کو گالیان دیتا ہے ہم اُسکو قتل کرینگے اُنھون نے
اشارہ سے بتلا دیا کہ فلان ابوجہل ہے - یہ سنکر وہ نوجوان لڑکے فوراً ابوجہل پر حملہ آور ہوے اور اُسکو قتل بھی کیا - ابن مسعود رض
فرماتے ہین کہ جنگ ختم ہونیکے بعد رسول مقبول صلعم نے ابوجہل کی نعش تلاش کرنیکا حکم دیا جب ہم اُسکی تلاش مین نکلا

* صحیح ستہ کی کتابون مین بیان کیا گیا ہے کہ یہ دونون لڑکے عفرا کے بیٹے تھے اور اُنکا نام معوذ اور معاذ تھا -

تو اُسوقت ابوجہل مین کسیقدر جان رہگئی تھی مین نے اُسکی گردن پہ اپنا پانٔون رکھکر خدا کا شکر ادا کیا اور یہ کہا «الحمد للہ الذی اخزاک» خدا کی حمد کرنی چاہیے جس نے تجکو ذلیل وخوار کیا - پھر مین اسکا سر کاٹ کر نبی صلعم کے پاس لایا -

جب رسول مقبول صلعم بفتح وظفر مع مال غنیمت واپس ہوے تو جو لوگ بدر مین حاضر نہین ہوسے تھے آپ نے اُنکو بھی غنیمت عطا کی - چنانچہ قبیلہ بنی عبدشمس بن عبدمناف سے حضرت عثمان رضہ حاضر نہوسے تھے مگر آنحضرت صلعم نے اُنکو حاضرین بدر مین شمار کیا اور حصہ عطا فرمایا - غرض اور اور لوگون کو بھی اسیطرح غنیمت سے حصہ دیا گیا -

سنہ ۳ھ

غزوہ احد[*]

جبکہ وہ مشرکین جو حاضر بدر ہوتے تھے مکہ کو پھرے تو یہان دار ندوہ[۲۲] مین وہ قافلہ کے لوگ مقیم تھے جسکو ابوسفیان شام سے اپنے ساتھ لایا تھا - چونکہ ابوسفیان اس قافلہ کو دار ندوہ مین حاضر رہنے کا حکم دیگیا تھا اسلیے اس قافلہ کے لوگ کہین جا نہ سکے تھے - اسی عرصہ مین قریش کے بڑے بڑے[۲۳] نامی سردار ابوسفیان بن حرب کے پاس جمع ہوے اور اُس سے کہا اگر تیری یہ مرضی ہو کہ اہل مکہ محمدؐ سے لڑنے کے لیے تیری مدد کرین تو وہ اس بات پر آمادہ ہین اور وہ فوراً تجکو ایک لشکر

---

[*] یہ جنگ روز شنبہ ساتوین شوال سنہ ۳ھ مین واقع ہوئی - اور آنحضرت صلعم نے ایام احد مین ابن ام مکتوم کو مدینہ خلیفہ مقرر کیا تھا - [۲۲] دار ندوہ مکہ مین ایک مقام کا نام ہے جہان اکثر لوگ مشورہ کیلیے جمع ہوا کرتے تھے - [۲۳] چنانچہ ان لوگونمین اسود بن مطلب بن اسد - جبیر بن مطعم - صفوان بن امیہ - عکرمہ بن ابی جہل - حارث بن ہشام - عبداللہ بن ابی ربیعہ - حویطب بن عبدالعزی اور حجیر بن ابی اہاب جمع تھے -

گران تیار کر دیسکتے ہین - اور تجکو بھی لازم ہے کہ تو محمد سے لڑنے پر کمر بستہ ہوجائے کیونکہ
تو تو دیکھ ہی چکا ہے کہ بدر مین ہمارے کیسے کیسے نامی اور مقتدر سردار ونکو مسلمانون نے
قتل کیا - اب ہمکو لازم ہے کہ محمدؐ سے اُسکا بدلہ لین - ابو سفیان نے کہا کیا سب قریش
اس بات پر راضی ہین اُنھون نے بمتفق اللفظ ہو کر کہا وہ سب اس بات پر جان و
مال سے موجود ہین - ابو سفیان نے کہا جب ان لوگون کا یہ ارادہ ہی تو اس ارادہ
پیش رو ہونمین سب سے اول مجکو شمار کرنا چاہیے - اور مین ضرور اپنے مقتولونکا
بدلہ لونگا کیسے کیسے میری قوم کے لوگون کو مسلمانون نے تہ تیغ کیا جسمین میرا پیارا بیٹا
حنظلہ بھی قتل کیا گیا - جب ان سب لوگون نے احد کیطرف چلنے کا ارادہ کیا تو انھون نے
اور بہت سے لوگون کو اس جنگ مین شریک ہونیکی مختلف صورتون سے تحریک کی
جو لوگ چلنے پر راضی ہوے تھے اُنسے یہ بھی کہا گیا تھا اگر تم قتل بھی ہو جاؤ گے تو ہم
برابر تمھارے اہل وعیال کی پرورش کرینگے چنانچہ یہ آیت ”ان الذین کفروا
ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللہ“ انھین لوگون کے بارہ مین نازل ہوئی ہے صفوان
اور جبیر بن مطعم نے ابو عزہ سے درخواست کی کہ تیرا بھی اس جنگ مین شریک ہونا
مناسب ہے اول تو ابو عزہ نے انکار کیا اور کہا کہ چونکہ محمد صلعم نے جنگ بدر مین
مجھپر بہت بڑا احسان کیا ہے جسکے بارے مین سبکدوش نہین ہو سکتا ہون
اور مین نے محمد سے اقرار بھی کر لیا ہے کہ مین آپ پر کبھی کسی دشمن کو چڑھا نہ لاؤنگا
آخر ان لوگون نے اُسکو بہت مجبور کیا ناچار ابو عزہ کو چلنا ہی پڑا - جب کفار تیار
ہو کر روانہ ہوے تو حضرت عباس بن عبد المطلب رضؓ نے آنحضرت صلعم کی خدمتمین
ایک خط لکھا اور قبیلہ بنی غفار مین سے ایک شخص کو اجرت دیکر قاصد ہی پر مقرر کیا اور

ترجمہ - کفار اپنا مال واسباب اس کی مدد ہی مین اسلیے صرف کرتے ہین کہ لوگون کو یعنی مومنین کو راہ خدا سے روکین

اپنے خط کو ایک سربمہر لفافہ مین بند کرکے روانہ کیا۔ قاصد نے ایک شبانہ روز مین وہ نامہ رسول اللہ صلعم کو پہنچا دینے کا اقرار کیا تھا جب قاصد مدینہ پہنچا تو آنحضرت صلعم مدینہ سے روانہ ہوگئے تھے مگر قاصد باب مسجد قبا پر آنحضرت صلعم کو ملا اور وہ نامہ آپ کو دیا آپ نے اپنے منشی ابی بن کعب کو دیکر فرمایا کہ اسکو پڑھو۔ ابی بن کعب نے آپکی حضور مین وہ نامہ پڑھا۔ آپ نے وہ مضمون سُنکر ارشاد فرمایا کہ اسکا مضمون ظاہر نہونے پائے۔ پھر آپ وہان سے سعد بن ربیع کے مکان پر تشریف لائے اور اُس سے پوچھا کیا یہان اور کوئی شخص تو موجود نہین ہے اُسنے کہا یا رسول اللہ کوئی نہین ہے۔ آپ نے سعد بن ربیع کو عباس بن عبد المطلب رض کے نامہ کے مضمون سے مطلع فرمایا اور اس راز کے اخفا کی آپ نے تاکید کی جب آپ باہر نکلے تو سعد کی زوجہ نے سعد سے پوچھا کہ اے سعد رسول اللہ صلعم نے تجھ سے کیا کہا ہے سعد نے کہا اے کمبخت تجکو ان باتون سے کیا کام ہے اُس نے کہا بہلا تو مجھ سے کیون چھپاتا ہے مین نے اپنے کانون سے وہ باتین سنی ہین۔ پس سعد کو اندیشہ ہوا کہ اگر اتفاقاً یہ راز ظاہر ہو جائے تو رسول اللہ صلعم کو غالباً میرا ہی گمان ہوگا اسلیے وہ اپنی عورت کو مارتا ہوا آپ کی خدمت مین لے آیا اور آپسے اپنی عورت کا قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا خیر اب جو کچھ ہونا تھا ہوگیا اب اسکو مارنے سے کیا فائدہ چھوڑ دے غرض پھر وہ خبر عام طور پر مشہور ہوگئی سعد کی مخالف اس افشاء راز کا اوپر الزام لگاتی ہین اس سفر مین کفار قریش کے ساتھ عورتین بھی تھین۔ وہ عورتین اپنے ہاتھو نمین دف لیکر بجاتی ہوئی نکلین اور گا بجا کر اپنے مردونکو ابھارتی تھین اور انکو طیش دلاکر آمادہ جنگ کرتی تھین اور راہ مین چلتی ہوئین مقتولان بدر کا حالت مظلومی مین قتل کیا جانا یاد دلاتی تھین جس سے قریش کا غصہ بڑھتا جاتا تھا۔ جب مقام ابوا پر قریش کا گزر ہوا تو وہ آپسمین کہنے لگے کہ ہم نے بہت بڑی غلطی کی جو ہم عورتونکو

آپنے ساتھ لیتے آئے ۔ خدانخواستہ اگر ہماری شکست ہوجائے تو ہماری عورتونکی
بہت بڑی ذلت ہوگی مگر اسکی ایک تدبیر ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ محمدؐ کی ماں کی قبر
یہاں سے اُسکی لاش کو نکال لینا چاہیے ۔ اگر مسلمان ہماری عورتون کی تذلیل کرین
تو ہم بھی اُنکو آگاہ کردین کہ اے محمد ہماری عورتون کی تذلیل کا ہرگز ارادہ نکرنا کیونکہ
تیری ماں کی بوسیدہ ہڈیاں ہمارے پاس ہین ہم اُسکی سخت تذلیل کرینگے ۔ غالباً اس
تدبیر سے تمھاری عورتین ذلت سے محفوظ رہ سکتی ہین ۔ قطع نظر اسکے اس تدبیر سے
ایک یہ بھی فائدہ ہوگا کہ درصورت ہمارے فتحیاب ہونیکے اگر ہم محمدؐ کو اُسکی ماں کی
بوسیدہ ہڈیاں دیکر کچھ مال طلب کرینگے تو ہمکو مال بھی ملسکتا ہے ۔ کیونکہ محمد کو اپنی
ماں کی بوسیدہ ہڈیون کی تذلیل ہرگز گوارا نہوگی ۔

پھر قریش مکہ سے نکل کر مقام ذی الحلیفہ مین روز پنجشنبہ پانچوین ماہ شوال ۳ھ کو
پہنچے ۔ انکے ساتھ تین ہزار اونٹ اور دو سو گھوڑے کوتل تھے ۔ اسی شب کو
رسول اللہ صلعم نے اپنی فوج سے دو آدمیون فضالہ بن انس اور فضالہ بن مونس کو
بطور جاسوسی کے روانہ فرمایا ۔ انس اور مونس نے مقام عقیق مین قریش سے آکر ملکے
اور اُنکے ساتھ ساتھ مقام بالوط تک رہے ۔ اسکے بعد آنحضرت صلعم کی خدمت مین
حاضر ہوکر قریش کے مفصل حالات بیان کیا ۔

موضع عرض* مین مسلمانون کا ایک جو کا کھیت تھا اور ایک جرف یعنی
نالے سے جسکو آجکل عرصۃ البقل کہتے ہین اس کھیت کی آبپاشی ہوا کرتی تھی ۔ اس
کھیت کے مالک بنو سلمہ ۔ بنو حارثہ ۔ بنو ظفر ۔ اور بنو عبدالاشہل تھے ۔ چونکہ اس روز
یعنی شب پنجشنبہ کو اس کھیت کے مالک نے اپنے آلات زراعت مدینہ کو پہنچانیکے لیے

* عرض ایک مقام کا نام ہے جو وطا اور احد کی درمیان واقع ہے مگر احد سے بہت قریب ہے ۔

گئے تھے۔ اسلیے کھیت خالی تھا اور مشرکین نے نہایت بیدردی سے اپنے جانورونکو ان کھیتون مین چھوڑ دیا۔ اونٹون اور گھوڑون کے لوٹنے اور چلنے پھرنے سے یہ مسلمانون کے تمام کھیت تباہ ہوگئے۔ اور شب جمعہ کو اُنھون نے تمام کھیتون کو کاٹ کاٹ کر اپنے جانورون پر لادلیا۔ جب جمعہ کو مشرکین آرام سے اپنے اپنے خیمون مین اُترے تو جناب سیدنا محمد صلعم نے حباب بن منذر الجموح کو اس غرض سے روانہ فرمایا کہ وہ مشرکین کی فوج کا ساز و سامان کا اندازہ کر آئے۔ چونکہ آپ نے حباب کو خفیۃً بھیجا تھا اسلیے آپ نے حباب کو تاکید کردی تھی کہ واپس آنیکے بعد بھی وہ کسیکو اس خبر سے مطلع نکرے۔ ہان اگر مشرکین کی فوج مین خفیہ داخل ہوکر اور اسکا اندیشہ نہین ہے۔

آپ کی حسب الارشاد حباب مشرکین کی فوج مین خفیہ داخل ہوکر اور اُسکا اندازہ کرکے واپس ہوے۔ جب سیدنا محمد صلعم نے حباب سے قریش کے حالات دریافت فرمایا تو عرض کیا یا رسول اللہ میرے اندازہ مین قریش کی فوج تین ہزار سے کچھ کم و بیش ہوگی اور گھوڑے بھی شاید دو سو یا اُس سے زیادہ ہونگے۔ اور اُنکی زرہین میرے تخمینہ مین تقریباً سات ہونگی۔ آپ نے حباب سے پوچھا کیا اُنکے ساتھ عورتین بھی ہین اُس نے کہا ہان اور اُنکے ساتھ دف اور ڈھول بھی ہین اور وہ گاتی بجاتی بھی ہین۔ آپ نے فرمایا اے حباب وہ عورتون کو اس غرض سے اپنے ساتھ لائے ہین کہ وہ مردونکو لڑنے پر اُبھارین اور اُنکی عورتین مقتولان بدر کے مرثیے رجز مین پڑھکر اپنے مردونکو غصہ دلاتی ہین۔ اور تو کسی سے اُنکا حال بیان مت کر۔ پھر آپ نے یہ فرمایا "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" یعنی حق تعالی ہمکو کفایت کرتا ہے کیونکہ وہ بہترین کفیل ہے۔ شب جمعہ کو قبیلہ اوس و خزرج مین سے چند نامی سردار مثل سعد بن معاذ۔ اسید بن حضیر۔ اور سعد بن عبادہ مع چند لوگون کی بخوف

شبخون مشرکین کے مسجد مین دروازہ نبی صلعم پر شب باش رہے اور تمام رات حراست
مین گزار دی - اور شنبہ کے روز سے دونون فوجون مین برابر جنگ ہونے لگی
اگرچہ کفار بہت قتل ہوتے تھے مگر پھر بھی وہ نہایت ہمت و استقلال سے مسلمانون
سے برابر لڑتے ہی رہنے اور جوانمردی کی داد دیتے رہے - لیکن باوجودیکہ کفار بہت
غیظ و غضب سے جوش مین آآکر لڑتے رہے مگر آخرکار اللہ تعالی نے مسلمانون کو
فتح و نصرت سے کامیاب کیا -

اس جنگ مین مسلمانون مین سے کل چوہتر آدمی شہید ہوے جنمین سے
چار شخص مہاجری اور انکا برادرزادہ اور حبیبت کے دونون لڑکے قریش سے تھے
اور باقی کل انصار تھے - اور یہ تعداد متفق علیہ ہے - بنی ہاشم مین حضرت امیر حمزہ بن
عبد المطلب رضہ کو وحشی غلام نے شہید کیا - اسکے بعد پھر یہ غلام یعنی وحشی مسلمان بھی
ہوگیا - اُسکے مسلمان ہونیکے بعد بھی آنحضرت صلعم نے وحشی سے کہدیا تھا کہ تو ہمیشہ
میرے سامنے نہ آیا کر کیونکہ تیرے دیکھنے سے مجکو میرے چچا حمزہ رضہ یاد آجاتے ہین
اور وحشی کو تادم مرگ اس امر کا افسوس رہا - اور بنی امیہ مین سے عبد اللہ بن جحش بن
ابن رباب کو ابو الحکم بن اخنس بن شریق نے شہید کیا - بنی اسد مین سے حاطب کا
غلام سعد اور بنی مخزوم مین سے شماس بن عثمان بن الشرید کو ابی بن خلف نے شہید کیا
یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو سلمہ بن عبد الاسد اسی جنگ مین زخمی ہوے تھے اور وہ
تادم واپسین اُسی زخم کی بیماری مین مبتلا رہے مگر اُنکی وفات کے بعد انکو غسل
دیا گیا - اور قبیلہ بنی عبد الدار سے مصعب بن عمیر کو ابن قمیہ نے شہید کیا - قبیلہ
مزینہ سے بھی دو شخص شہید ہوے ایک وہب بن قابوس دوسرے اُن کے
بھتیجے یعنی حارث بن عقبہ بن قابوس - قبیلہ بنی عبد اللہ شہیل سے بارہ آدمی شہید
ہوے - عمرو بن معاذ بن نعمان - حارث بن انس بن رافع - عمارۃ زیاد بن السکن

سلمہ بن ثابت بن وقش کو ابوسفیان بن حرب نے شہید کیا۔ عمرو بن ثابت بن وقش
رفاعہ بن وقش اور یمان یعنے ابو حذیفہ کو دونوں نوجوان کے اختلاط کے وقت مسلمانوں
نے خطا پر شہید کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عتبہ بن مسعود نے انکو خطا سے شہید کیا۔ صیفی بن
قیظی۔ حباب بن قیظی۔ عباد بن سہل۔ ایاس بن اوس بن عتیک بن عمرو بن عبد الاعلم
ابن زعور ابن جشم کو ضرار بن الخطاب نے شہید کیا۔ اور عبید بن التیہان کو عکرمہ بن ابی جہل
نے شہید کیا۔ غرض اس جنگ میں اور بہت سے اصحاب شہید ہوئے۔ رضوان اللہ
علیہم اجمعین۔

کافروں میں سے قبیلہ اسد سے عبد اللہ بن حمید بن زہیر بن الحارث بن اسد کو ابو دجانہ
نے تہ تیغ کیا اور سیدھا جہنم کا راستہ بتادیا۔ بنی عبد الدار سے طلحہ بن ابی طلحہ جو لشکر کا
علم بردار تھا اسکو علی بن ابیطالب نے واصل جہنم کیا۔ عثمان بن ابی طلحہ کو حمزہ بن
عبد المطلب رض نے قتل۔ ابو سعید بن ابی طلحہ کو سعد بن ابی وقاص رض نے۔ مسافع بن
طلحہ بن ابی طلحہ اور حارث بن طلحہ کو عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح نے قتل کیا۔ کلاب
بن طلحہ کو زبیر بن العوام رض نے شہید کیا۔ جلاس بن طلحہ کو طلحہ بن عبید اللہ نے تہ تیغ کیا
ارطاۃ بن عبد شرحبیل کو علی ابن ابیطالب ع نے قتل کیا اور جبکہ صواب غلام نے علی پر
حملہ کیا تو اسکو قزمان نے قتل کیا۔ ابو عزیز بن عمیر کو بھی قزمان نے قتل کیا۔ بنی زہرہ سے
ابو الحکم بن الاخنس بن شریق کو علی بن ابیطالب نے قتل کیا۔ سباع بن عبد العزی الخزاعی کو
حمزہ بن عبد المطلب رض نے شہید کیا۔ بنی مخزوم سے ہشام بن ابی امیہ بن المغیرہ اور
ولید بن العاص بن ہشام کو بھی قزمان نے قتل کیا۔ امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ کو
حضرت علی رض نے قتل کر کے درک اسفل کو پہنچا دیا۔

اس جنگ میں بہت سی آیتیں نازل ہوئیں۔ چنانچہ یہ آیت ولقد نصرکم اللہ
ببدر وانتم اذلہ فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون الآیۃ اسی جنگ میں نازل ہوئی۔ تم کو

اللہ تعالی نے جنگ بدر مین کیسی فتح دی حالانکہ تم بہت ذلیل یعنی قلیل تھے اسلیے
کہ بدر مین کل مسلمانون کی تعداد تین سو سے کچھ زیادہ تھی - اور تمکو اللہ تعالی کی اس
نعمت کا شکر کرنا چاہیے - اور یہ آیت جنگ اُحد ہی مین نازل ہوئی یعنی "انی ممدکم
بثلاثة آلاف من الملائکة منزلین بلی ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورہم ہذا یمددکم
ربکم بخمسة آلاف من الملائکة مسومین وما جعلہ اللہ الا بشری لکم" اور یہ آیت
"الذین ینفقون فی السراء والضراء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس" بھی
اسی جنگ مین نازل ہوئی - یعنی وہ لوگ جو تنگدستی اور فراغدستی کی حالتین فی سبیل اللہ
خرچ کرتے ہین اور تحمل سے غصہ کو ظاہر نہین ہونے دیتے اور لوگونکو معاف
کر دیتے ہین وہی لوگ اچھے ہین - یعنی جنگ مین جن مسلمانونکو ایذائین پہنچی تھین
اُنھون نے تحمل کیا بلکہ جن لوگون سے اُنکو تکلیف پہنچی اُنکو معاف کر دیا - غرض اسی
جنگ مین اور بہت سی آیتین نازل ہوئین [۴۴] یہ وہی جنگ تھی جسمین جناب رسالتمآب صلعم
بھی زخمی ہوے یعنے عتبہ نے آپکو چار پتھر مارے تھے ایک پتھر کی ضرب سے آپکا
رباعیہ [۴۵] دانت نیچے کا ٹوٹ گیا اور حضرت کے رخسار ونیز بھی سخت صدمہ پہنچا یعنی
مغفر کی کڑیان رخسارہ مین گھس گئی تھین اور آپکی رانون پر بھی گزند پہنچا تھا یعنی
آپکی رانین چھل گئی تھین اور چہرا اپھٹ گیا تھا - چونکہ ابو عامر نے ایک مصلحت کیلیے
متعدد گڑھے کھودے تھے اور آنحضرت صلعم نادانستہ ایک گڑھے کے کنارہ پر
کھڑے ہوے تھے چونکہ ابن قمیہ آپکی تلاش مین تھا اور باواز بلند کہتا تھا قسم ہے

---

[۴۴] ہمنے غزوہ احد کا حال بالکل مختصر لکھا ہے اگر تفصیل سے اس جنگ کے واقعات وحالات بیان
کیے جائین تو تخمینا دو سو صفحہ مین بیان ہونگے اور اس مختصر رسالہ مین اُسکی گنجایش نہین ہین

[۴۵] نیچے اور اوپر کے دو دو دانتونکو رباعیہ کہتے ہین -

اگر آج کے روز مین محمدؐ کو دیکھ لون تو زندہ نچھوڑونگا - آپکو گڑھے کے کنارہ کھڑے ہوے دیکھکر ابن قمیہ نے حملہ کیا - آپ اُسکے حملہ کے صدمہ سے غار مین گر پڑے اسی سے آپکی رانین چھل گئین - اسپر بھی ابن قمیہ نے آپ پر تلوار کا وار کیا مگر آپ محفوظ رہے - پھر طلحہ رضؓ نے آپکو غار سے اُٹھا لیا - اور جناب علیؑ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا - اور آپکی پیشانی پر بہت سخت زخم لگا تھا اور اُسی زخم کی خون کی روانی سے آپکی ڈاڑھی بار بار تر ہو جاتی تھی - چنانچہ سالم معلی حذیفہ رضؓ آپ کے چہرہ اقدس سے خون دھوتے تھے اور آپ فرماتے تھے یہ قوم کیونکر فلاح و آسودگی حاصل کریگی جو اپنے نبی ہادی کے ساتھ اسطرح پیش آئے - اُسوقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی ولیس لک من الامر شئی الخ اے محمد صلعم تمکو اس امر مین کچھ دخل نہین دینا چاہیئے ہم اُنپر متوجہ ہون خواہ اُنپر عذاب نازل کرین -

جن کافرون نے آپ کو زخمی کیا تھا اُنمین سے بعض تو اُسی روز قتل ہوے اور جو بچ گئے تھے وہ بہت ذلت سے مرے اور مارے گئے -

سنہ ۳ھ

قصہ سریتہ القردہ!!

چونکہ قریش لوگ شام کیطرف سے آتے جانے مین ڈرتے تھے - چنانچہ صفوان بن امیہ نے آپس کے مشورہ مین کہا کہ محمد اور اُنکے اصحاب نے ہماری تجارت او[ر]

!! سریہ اُس لشکر کو جنگ کو کہتے ہین جسکے ہمراہ رسول اللہ صلعم نہ ہوتے تھے - بلکہ آپ اُس لشکر پر کوئی اور امیر مقرر فرما کر روانہ کرتے تھے اور غزوہ اُس لڑائی کو کہتے ہین جسمین خود حضرت بھی شریک ہوتے تھے غرض غرہ جمادی الثانی سنہ ۳ھ کو یہ لشکر روانہ کیا گیا -

ور مقامات تجارت کو تباہ و برباد کر دیا ہے کیونکہ اہل ساحل سے اُن لوگون نے مصالحت رکھی ہے اسلیے وہ دریا کے کنارہ کنارہ وہان آیا کرتے ہین اب ہمکو اصحاب محمد کی نسبت کچھ تدبیر کرنی چاہیے - غرض یہ سب ملکر چلے نعیم بن مسعود الاشجعی جو اپنی قوم کے دین پر تھا مدینہ کو گیا تھا اور کنانہ بن ابی الحقیق کے یہان محلہ بنی نضیر مین مقیم ہوا اور اُسکے ساتھ بطریق مہمانی کے شراب پینے مین مشغول ہوا اسی شراب خواری کی محفل مین سلیط بن نعمان بن اسلم بھی شریک تھے* - اور وہ اکثر بنی نضیر کے یہان آتے جاتے تھے اور اُنکے ساتھ شراب بھی پیتے تھے - پس نعیم نے بحالت نشہ صفوان کی روانگی کا حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ وہ ایک قافلہ کو ساتھ لیکر روانہ ہوا ہے - سلیط یہ سنتے ہی آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے اور اس خبر سے آپکو مطلع کیا - پس آنحضرت صلعم نے زید بن حارثہ کو ایک سو سوار دیکر روانہ فرمایا زید بن حارثہ رض فوراً روانہ ہوے اور جاکر اُسکو ملا لیا - قافلہ والون مین سے چند لوگ بھاگ گئے اور صرف ایک یا دو آدمی رہگئے تھے جو آخر کو گرفتار کر لیے گئے - اور اُنکے مال و اسباب کے اونٹ بھی لے لیے گئے - جب یہ لوگ آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے اور وہ مال آپ کے حوالہ کر دیے تو آپ نے اُسکو پانچ حصون مین تقسیم کیا جسکا ایک خمس (⅕) بیس ہزار درہم تھا - باقی مال آپ نے اہل سریہ پر تقسیم کر دیا - فرات بن حیان جو رہبر تھا آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے اُسے فرمایا کہ اسلام قبول کر اُسنے اسلام قبول کرکے اپنی جان بچائی

سنہ ۴ھ

قصہ بیر معونہ *

---

* اسوقت تک شراب حرام نہین ہوئی تھی - * یہ جنگ سنہ ۳ھ کے اخیر مین واقع ہوئی ایک اور روایت سے سنہ ۴ھ کے اوائل کا ثبوت ہوتا ہے -

اس واقعہ کی بنا یہ ہوئی کہ ایک مرتبہ عامر بن مالک بن جعفر ابو البراء جو ملاعب الاسنہ کے
لقب سے بھی مشہور تھا آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور دو گھوڑے اور دو
اونٹ آپکو بطور تحفہ دینا چاہا۔ مگر آپ نے یہ کہکر اُسکا تحفہ واپس کیا کہ مین مشرک کا
تحفہ قبول نہین کر سکتا۔ پھر آپ نے اُسپر اسلام پیش کیا گو عامر نے اسلام قبول تو
نہین کیا مگر اُسنے صاف طور پر انکار بھی نہین کیا۔ عامر نے آپ سے عرض کیا
یا رسول اللہ اگر آپ اپنی طرف سے کسیکو میرے ساتھ روانہ فرمائین تو مین امید کرتا ہون
کہ میری قوم بھی اسلام سے مشرف ہوگی۔ آپ نے فرمایا مجھکو اہل نجد پر اطمینان
نہین ہے اور مجھکو اُنکی بدسلوکی کا اندیشہ ہے عامر نے کہا مین اس بات کا ذمہ دار
ہون اگر وہ آپ کے سرکردہ فوج سے کوئی بدسلوکی کرنا چاہینگے تو مین آپ کی
لوگونکی مدد کرونگا۔ پس آپ نے اُسکی درخواست کو منظور فرمایا اور ستر نوجوان کو
جو قراء قرآن ٭ کہلاتے تھے بسر کردگی منذر بن عمرو الساعدی رض روانہ فرمایا
جب یہ فوج بیر معونہ ٭٭ پر پہنچی تو مشرکون نے اُنکو شہید کردیا۔ واقدی رحمہ اللہ کہتے
ہین کہ تعداد اِن شہیدونکی چالیس سے ساٹھ تک تھی۔ رسول مقبول صلعم نے
منذر رض کو ایک نامہ بھی دیا تھا۔ منذر نے بیر معونہ پر پہنچنے کے بعد اپنی سواریکے
جانورونکو چرنیکو چھوڑدیا عمرو بن امیہ اور حارث بن صمہ جانورون کو چرانے کیلیے
مقرر کیے گئے اور منذر رض حرام بن ملحان کے ہاتھ آنحضرت کا نامہ عامر بن طفیل کے

٭ قراء قرآن کی اس جماعت کا یہ معمول تھا کہ ہر شام کو مدینہ کے مضافات وحوالی مین جاکر
قرآن کی تعلیم مین مشغول رہتی اور صبح کو لوٹتے ہوے لکڑیان چنکر آنحضرت صلعم کی محلات مبارک مین پہنچاتی
اس جماعت کے گھر والے یہ جانتے تھے کہ یہ رات بھر مسجد نبوی مین رہتی ہین اور مسجد کے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ اپنی اپنی گھرونمین
آرام سے سوتے ہین۔ ٭٭ بیر معونہ ایک چشمہ کا نام ہے جو قبیلہ بنی سلیم اور بنی عامر کی بستیونکے درمیان واقع ہے۔

پاس بھیجا جب حرام بن ملحان نے اُنکو نامہ پہنچایا تو عامر بن طفیل نے اُسکو قتل کر دیا اور سب لوگونکو جمع کرنے لگا اور سب کو مسلمانون کے قتل کی رغبت دلانے لگا۔ قبیلہ عامر کے لوگون نے یہ عذر پیش کیا کہ چونکہ مسلمانونکو ابو البراء نے امن دیا ہے اسلیے ہم اس کام مین تیری شرکت نہین کر سکتے مگر عامر نے دوسرے قبیلون سے مدد مانگی اور اُسکی مدد کے لیے قبیلہ سلیم۔ قصیہ۔ رعل۔ مضر۔ بنی لحیان۔ زعب۔ ذکوان اور عصیہ اُٹھ کھڑے ہوے اور عامر بن طفیل کو اپنا سردار بنا کر مسلمانون پر حملہ کیا اور محاصرہ بھی کر لیا اور آخر کو اُنھون نے سب کو شہید کر دیا۔ جب یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہنچی تو آپکو شہیدان بیر معونہ کا بہت سخت رنج ہوا اسلیے آپ پندرہ روز تک اُن مشرکون کیلیے جنھون نے بیر معونہ کے شہیدون کے ساتھ بدسلوکی کی تھی بددعا کرتے رہے؀ ایک اور روایت مین ہے کہ آپ نے اُنپر چالیس روز تک بددعا کی۔ اُنھین دنون مین آپ پر یہ آیت نازل ہوئی "لیس لک من الامر شیء او یتوب علیہم او یعذبہم فانہم ظالمون" یعنی اے محمد اس مین تجھکو کوئی اختیار نہین اور نہ تجھکو اسمین کسی قسم کا تردد کرنا چاہیے

؀ وہ یہ دعا تھی۔ اللھم اشدد وطأتک علی مضر اللھم علیک ببنی لحیان و زعب و رعل و ذکوان و عصیہ فانہم عصوا اللہ و رسولہ اللھم علیک ببنی لحیان وعضل والقارۃ اللھم انج الولید بن الولید و سلمۃ بن ہشام و عیاش بن ربیعہ والمستضعفین من المومنین و غفار غفر اللہ لہا و اسلم سالمہا اللہ۔ یعنی اے باری تعالی قبیلہ مضر پر تو اپنا غضب نازل کر اور اے باریتعالی قبیلہ بنی لحیان اور زعب اور رعل اور ذکوان اور عصیہ سے بدلہ لے کیونکہ اُنھون نے خدا و رسول کی نافرمانی کی ہے اور اے باریتعالی قبیلہ بنی لحیان اور عضل اور قارہ سے بھی بدلہ لے اور اے پروردگار ولید بن الولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ اور دوسرے ضعیف مسلمانونکو نجات دے اور قبیلہ غفار کو اللہ تعالے مغفرت نصیب کرے اور قبیلہ اسلم کو سلامتی سے رکھے۔

شاید کہ اللہ تعالیٰ اُنپر متوجہ ہو جسکی وجہ سے وہ اسلام سے مشرف ہون یا اللہ تعالیٰ
اُنپر عذاب نازل کرے اسلیے کہ وہ ظالم اور فاجر ہین جسوقت مشرکون نے اصحاب
بیر معونہ کو گھیر لیا تو وہ کہنے لگے اے پروردگار اس وقت ہمارے پاس کوئی نہین ہے
جو ہمارے رسول کو ہمارے حال سے اطلاع کرے اور اسکو ہمارا اسلام پہنچاے - اور
جو لوگ اونٹونکو چرانے لیگئے تھے اُنکے اونٹ گم ہوگئے تھے اسلیے وہ لوگ اپنے
اونٹونکی تلاش مین تھے جب یہ لوگ بیر معونہ کے قریب پہنچے تو قبیلہ بنی عامر کی ایک لڑکی نے
پوچھا کیا تم محمد کے لوگ ہو انھون نے کہا ہان لڑکی نے کہا اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو
تو اُدھر نجاؤ کیونکہ مشرکین نے محمد کے سب لوگون کو قتل کردیا ہے - اُنہین سے
ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا اور دیکھنے لگا تو حقیقت مین وہان مسلمانون کی لاشین پڑی
ہوئی تھین اُس نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ لڑکی نے سچ کہا ہے ہمارے سب
لوگ قتل ہوگئے ہین - پھر اُنھون نے آپسمین مشورہ کیا ایک کی یہ راے ہوئی
کہ چلکر رسول صلعم کو اس واقعہ کی اطلاع دینی چاہیے ایک نے کہا تم جاؤ اور
میری طرفسے بھی آپ کو سلام کہدو لیکن مین واپس نہ چلونگا اور اپنا نام بھی اُنھین
شہیدونمین ضرور داخل کرونگا - یہ کہکر وہ جوان اُنکی طرف بڑھا اور چند مشرکین کو
تہ تیغ کرکر خود بھی شہید ہوگیا - اور باقی تینون مدینہ کو واپس ہوے اور جب یہ
لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو وہان انکو رات ہوگئی تھی اور راہ مین قبیلہ بنی سلیم کے
دو آدمی انکو ملے انھون نے موقع پاکر اُن دونون کو قتل کردیا اور جب آنحضرت صلعم
کی خدمتمین پہنچے تو اُنھون نے تمام واقعہ بیان کیا اور یہ بھی بیان کیا کہ راستہ مین
ہمکو دو آدمی ملے تھے ہمنے انکو قتل کردیا آپ نے بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ
مین نے اُن کو امن دی تھی - پھر آپ نے اُن دونون مقتولون کا
خونبہا دیا -

۵ھ وقبل ۵ھ

غزوہ خندق

۵ھ کی اختتام کے بعد قریش نے بہت سی جماعتین جمع کین اور اکثر قبائل عرب کو
آنحضرت صلعم سے لڑنیکے لیے اجرت پر رکھنے لگے اور قبائل غطفان و اسد و سلیم
و قریش جو اُنکی رعایا مین تھے اُنمین سے ایک جم غفیر لیکر مدینہ کو روانہ ہوے
اس لڑائی مین یہودی بھی کفار قریش کے شریک ہوکر حضرت سے لڑنے آمادہ
ہوے۔ جب رسول مقبول صلعم کو اُنکے بغاوت انگیز ارادونکی خبر پہنچی تو آپ نے
مدینہ کے اطراف خندق کھودوانی شروع کی۔ جب آپ کے اصحاب نے دیکھا کہ آپکو
خندق کے کھودنے مین بڑا اہتمام اور جلدی ہے تو اُنھون نے جان لیا کہ ضرور
مشرکین ہمارے مقابلہ کو آتے ہونگے خندق کے کھودنے مین آپ نے ایک
ایک خاندان کیلیے حد مقرر کردی کہ وہ وہان تک کھودے۔ سلمان فارسی جو
بڑے قوی ہیکل تھے مہاجرین و انصار نے چاہا کہ اُنکو اپنا شریک بنالین سیدنا
محمد صلعم نے اُنکے اس تنازع کا فیصلہ اس طرح کیا کہ تم کیون جھگڑتے ہو سلمان
میرے اہلبیت یعنی میرے خاندان مین ہے۔ جب آنحضرت صلعم نے خندق کی
کھدائی سے فراغت پائی تو مشرکین بھی آپہنچے اور مدینہ کا محاصرہ کرلیا بعض
لوگ جو منافق تھے اُنکو اندیشہ ہوا کہ ابکی مرتبہ محمد صلعم کو فتح ہونا دشوار ہے
چنانچہ انصار مین سے ایک شخص جسکا نام معتب بن قشیر تھا کھڑے ہوکر کہنے لگا
کہ محمد جو ہم سے ممالک قیصر و کسریٰ کی فتح و نصرت کے وعدہ کرتا ہے محض غلط اور جھوٹ ہے
یہ تمام فریبی باتین ہین محمد کی انھین باتون نے ہمکو یہان تک مجبور کردیا کہ ہم اپنے
گھرونمین آرام سے نہین رہ سکتے اور اب حاجت کو جانا بھی دشوار ہوگیا۔

سفیث کی ان باتونپر ایک گروہ بھی اُسکا شریک ہوگیا اُسوقت اللہ تعالی نے یہ آیت
نازل فرمائی۔ "واذ اتقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ
الا غرورا" جبکہ مشرکین کی فوج لڑائی پہ تُلی ہوئی تھی ایک روز شام کے وقت
نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ گھوڑے پہ سوار ہوکر مسلمانون کیطرف بڑھا اور چاہتا تھا
کہ اپنے گھوڑے کو خندق کے اُس پار کودالیجاے اور مسلمانون کو قتل کرے
مگر وہ اپنے ارادہ مین کامیاب نہوا بلکہ خود ہی مرگیا اسلیے کہ جب اُسنے گھوڑے کو
خندق سے پھندا کر لیجانا چاہا تو مع گھوڑے کے خندق مین گر پڑا جسکے صدمہ سے
اُسکی اور اُسکے گھوڑے کے بند بند جدا ہو گئے۔
لڑائی ختم ہونیکے بعد مشرکین اپنے اپنے خیمون کو چلے گئے چونکہ اس روز کی
لڑائی مین آنحضرت صلعم کے اصحاب نے سخت تکلیف اُٹھائی تھی وہ بھی اپنی اپنی جگہ پر
تھک تھکا کر بیٹھ گئے تھے۔ اسی شب کو آنحضرت صلعم نے بعض لوگون کے نام لیکر
آواز دی مگر کسی نے آپکو جواب نہین دیا پس آپ لشکر مین پھرنے لگے جب حذیفہ کی
پاس آپکا گزر ہوا تو آپ نے حذیفہ کو ایک ٹھوکر مار کر فرمایا کیا تو نے میری آواز
نہین سنی حذیفہ نے عرض کیا یارسول اللہ بیشک مین نے آپکی آواز تو سنی مگر چونکہ
جاڑہ کی شدت سے مین اپنی جگہ سے ہل نہین سکتا تھا اسلیئے مین نے آپ کو
جواب نہین دیا قصور معاف فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اے حذیفہ بسم اللہ کہکر
اُٹھ حسب الحکم حضرت کے حذیفہ رض بسم اللہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوے پھر حضرت نے
حذیفہ رض سے فرمایا مین چاہتا ہون کہ تو جلد جاکر مشرکین کا حال دریافت کر اور یہ

ترجمہ منافقین اور وہ لوگ جنکے دلون مین مرض یعنی کفر ہے وہ یہ کہتے ہین کہ اللہ اور
رسول نے ہمسے جو وعدہ کیا ہو وہ محض دھوکا ہے۔

ضرور دریافت کرنا کہ کل صبح کو اُنکے کیا ارادے ہین گو مجکو بھی اُنکی خبر معلوم ہوتی ہی
اور بخبر رہے وہ حال کسی سے نہ کہنا۔ آپ کے حسب الارشاد خدیفہ رض روانہ ہوے
اور جاکر مشرکین کی ایک غول مین ملگئے یہ سب آگ جلاکر تاپ رہے تھے اُنھون نے
سمجھا کہ یہ بھی کوئی ہماری ہی فوج کا آدمی ہے اسلیے اُنھون نے خدیفہ سے کچھ
نہین پوچھا۔ اُسوقت ابوسفیان کی پاس سے اُن لوگون کے پاس ایک شخص آیا
اُنھون نے پوچھا کیا خبر ہے اُس نے کہا تم مین کوئی غیر آدمی تو نہین ہے اگر
نہین ہے تو تم ایک ایک کا ہاتھ پکڑلو اور پہچان لو کہ وہ کون ہے اسلیے کہ مین
تمسے ایک مخفی بات کہنا چاہتا ہون پھر اُنھون نے اپنے اپنے ہم جلیس کا ہاتھ پکڑلیا
خدیفہ نے بھی اُنھین سے ایک کا ہاتھ پکڑلیا۔ اسکے بعد اُنھون نے اُس مخبر سے
کہا کہ اب بیان کر۔ اُس نے کہا ابولبابہ بنی قریظہ کا سردار اور حیبن بن اخطب
یہان آئے ہین اور وہ بیان کرتے ہین کہ تم ہمارے پاس ستر آدمی بھیجدو اور
اُن سے کہدو کہ جب بنی قریظہ محمد کے لوگون پر حملہ کرین تو تمھارے لوگ بھی اُنکی
مدد کرین۔ یہ سُنکر خدیفہ رض اُٹھے اور ابوسفیان کیطرف کی طرف ہاتھ ہوتے ہوے
جانے لگے ابوسفیان اُسوقت اپنی پیٹھ سینک رہا تھا خدیفہ رض نے چاہا کہ اُسکو
یہین تہ تیغ کرین مگر اُنکو اُسوقت رسول اللہ صلعم کی وصیت اور فہمایش یاد آگئی
اسلیے وہ چل کھڑے ہوے جب اپنی لشکر گاہ مین پہنچے تو اُسوقت آنحضرت صلعم
نماز مین مشغول تھے۔ پھر آپ اپنے خیمہ مین پہنچکر خدیفہ رض کو بلوا بھیجا اُنھون نے
حضرت کے حضور مین کافرونکے تمام پوست کندہ حالات بیان کر دیے اور یہ بھی
کہا یا رسول اللہ بنی قریظہ کے یہودونے عہد شکنی کی ہے اور یہ بھی عرض کیا کہ جب
مین ابوسفیان کیطرف سے ہوتا ہوا آنے لگا تو اُسوقت وہ اپنی پیٹھ سینک رہا تھا
اور مجکو اُسوقت یہ موقع حاصل تھا کہ اگر مین چاہتا تو اُسکو قتل کر سکتا مگر مجکو آپکی

وصیت یاد آئی - یہ سُنکر آپ نے عبداللہ بن رواحہ اور سعد بن معاذ اور خوات بن جبیر کو بنی قریظہ کے پاس روانہ کیا اور کہا کہ تم اُنکے پاس جاؤ اور اُنکو ڈراؤ اور اُنکا عہد یاد دلاؤ اور اُن سے یہ بھی کہدو کہ ہمکو تمھاری عہد شکنی کی پوری پوری خبر معلوم ہوئی ہے اگر تم اپنی عہد شکنی پر قایم رہوگے تو تمھارا جو کچھ حال ہمین معلوم ہوا ہے وہ تمھارے تباہ کرنیکے لیے ہمکو بہت کافی ہے جب یہ لوگ اُنکے پاس پہنچے اور حضرت کا پیام پہنچایا تو اُنھون نے جواب دیا کہ تم نے تو ہمارا بازو توڑ ڈالا ہے[1] اور پھر مصالحت کے طلبگار ہو - سعد بن معاذ جو زمانہ جاہلیت مین اُنکے ہم حلیف تھے بنی قریظہ سے کہا اے گروہ بنی قریظہ میرے خیال مین تم اُس سے زیادہ آفت مین مبتلا ہونگے جسمین کہ تمہارے بھائی بنی نضیر مبتلا ہوے - پھر یہود محمد صلعم کی شان مین بے ادبیان کرنے لگے اور آپ پر فریب اور دروغگوئی کا الزام لگاتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ محمد ہم سے اب صلح کرنا چاہتے ہین جبکہ ہماری سختیان اور مصیبتین انتہا کو پہنچ گئین - اُنھون نے اُسوقت ایک مثل بھی کہی[2] اور صاف جواب دیا کہ ہم محمد سے ہرگز صلح نہین کرینگے البتہ ہم اپنے بھائیون یعنی بنی نضیر کا بدلہ ضرور لینگے - سعد بن معاذ اور اُنکے ساتھی یہودیون کی اس بدزبانی سے بہت رنجیدہ ہوے اور آپ کے پاس آکر اُنکی متمردی کا حال بیان کیا - آپ نے فرمایا اس خبر کو ظاہر نکرو اور اچھی بات ظاہر کرو لڑائی دھوکے کا کام ہے[3] - اور آنحضرت صلعم نے اپنے اصحاب کے پاس آکر

[1] بازو ٹوٹنے سے اُنکی مراد اپنے بھائی بنی نضیر کا تباہ ہونا تھی -

[2] یعنے جب کوئی سخت مصیبت کے بعد کام نبتا ہے تو اُسوقت عرب یہ مثل کہا کرتے ہین التقت حلقتا البطان یعنے گھوڑے کی دونون کڑیان بہت تنگ مل گئین -

[3] عربی مین یہ مقولہ کہا جاتا ہے الحرب خدعۃ اس سے ظاہر ہوگا کہ حضرت نے حذیفہ اور اُن دونونکو مخبری کیلیے منتخب کیا تھا اور حضرت کے لشکر مین ہر قسم کے لوگ تھے اور مخالف کے مقابلہ مین اس قسم کی تدبیرین یعنے دغا بازی کی نہین بلکہ تدبیر ہے -

باظہار مسرت تین مرتبہ تکبیر (اللہ اکبر) کہی حضرت کی لشکر گاہ کے لوگ یہی سمجھے کہ کوئی خوشخبری ہی اور بعض لوگون نے آکر پوچھا بھی تو حضرت نے سعد بن معاذ کیطرف اشارہ کیا انھون نے نہایت خوش بیانی سے مشرکین یہود کی پریشانی بیان کی جب مشرکین نے تکبیر کی آواز سنی تو انکو یقین ہوا کہ محمدؐ کو کوئی خوشی کی بات ضرور معلوم ہوئی ہے۔ پھر جب مشرکین آمادہ جنگ ہوے تو ایک ایسی زوردار آندھی چلی کہ جسمین انکے خیمون کی میخین اکھڑ گئین اور انکے گھوڑون نے رسیان توڑ ڈالین کفار کے دلونمین اسقدر رعب بیٹھ گیا کہ گھبراکر انھون نے کوچ کی ندا کردی اور بھاگنے لگے مگر آندھی بھی برابر چل رہی تھی اور مقام روحا تک ان کے پیچھے آندھی چلتی رہی۔

قصہ افک؟ سنہ ۵ھ

جناب رسالتمآب صلعم غزوہ مریسیع سے جسکو غزوہ بنی المصطلق بھی کہتے ہین!! واپس ہوے تو ایک دن رات کو حضرت عائشہ رضہ قضاے حاجت کے لیے باہر گئی تھین ایک مہرہ انکے گلے کے کسی زیور کا کہین ٹوٹ پڑا راہ سے اسکی تلاش مین پھر گئین اور اسکی تلاش مین دیر لگی اسوقت لشکر کوچ کر گیا تھا اور جو لوگ حضرت عائشہ رضہ کے ہودے کے اٹھانے اور اونٹ پر رکھنے کے لیے مقرر تھے انھون نے خالی ہودے کو اونٹ پر رکھدیا۔ حضرت عائشہ رضہ ان دنون کم عمر بہت ہلکی دبلی پتلی

؟ افک کے معنی جھوٹھ اور تہمت لگانے کے ہین عائشہ صدیقہ رضہ کو منافقین نے تہمت لگائی تھی بعض مخلصین بھی نادانی سے اسمین شریک ہوگئے تھے۔

!! اس جنگ مین حضرت کی ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ رضہ ہو ساتھ تھین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ جنگ مین بھی اپنی ساتھ بیبیونکو لیجایا کرتے تھے

تھین اس سبب سے ہودے کے اٹھانیوالے کو خالی اور بھرے ہودے کی تمیز
نہ ہوسکی جب جناب صدیقہ رضہ مہرہ پا کر واپس ہوئین تو لشکر چلا گیا تھا انھون نے اوڑ لپیٹکر
لیٹ رہین اور سو گئین - ایک صحابی جنکا نام صفوان بن معطل تھا انکو حضرت کا حکم تھا
کہ جب لشکر روانہ ہووے تب تم چلا کرو اسیواسطے اُن کا خیمہ لشکر کے اخیر مین نصب
کیا جاتا تھا تا کہ جو چیز رہ جاوے اُسکو وہ لیتے آئین جب صفوان جہان عائیشہ رضہ لیٹ
رہی تھین پہنچے تو اُنھون نے حضرت عائیشہ کو اس حالتمین دیکھکر " انا للہ و انا
الیہ راجعون " چلا کے کہا پس آپ جاگ پڑین اور اپنا مُنھ چھپا لین اسکے بعد صفوان نے
اپنی اونٹنی بٹھلائی حضرت عائیشہ اُسپر سوار ہو گئین پھر صفوان نے اونٹنی کی مہار
پکڑلی اور لشکر مین حضرت عائیشہ رضہ کو پہنچا دیا - منافقین نے صفوان سے حضرت
عائیشہ رضہ کو متہم کیا - پھر یہ قصہ مدینہ مین مشتہر ہو گیا اور اس امر کا چرچا پھیلنے لگا -
بعض مخلصین بھی اس بلا مین مبتلا ہو گئے چنانچہ حسان بن ثابت انصاری اور مسطح
بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش بھی اسمین شریک سمجھے گئے - ابھی حضرت عائیشہ کو اس
بات کی خبر نہ تھی اتفاقاً مدینہ پہنچنے کے بعد اُنھین بخار آنے لگا ابھی اس بخار سے آپکو
کامل طور پر افاقہ نہین ہوا تھا کہ ایک بار وہ رات کو مسطح کی مان کے ساتھ قضاے حاجت
کیلیے باہر گئی تھین[1] - راہ مین مسطح کی مان نے مسطح کو بہت کچھ برا کہا اور کوسا اور
کہنے لگی کہ خدا مسطح کو ہلاک کرے - حضرت عائیشہ رضہ نے فرمایا مسطح کو تو کیون
کوستی ہے وہ صحابی ہے بدر مین وہ حاضر ہوا تھا - مسطح کی مان نے کہا کیا تمھین
ابھی تک اس بات کی خبر نہین کہ وہ کس طوفان اور ہنگامہ مین شریک ہے پھر

---

[1] اُس زمانہ تک مکانون مین پاخانہ تعمیر ہونیکا رواج نہ تھا اسیلیے سب عورت و مرد قضاے حاجت کیلیے جنگل کو چلے جایا کرتے تھے -

اُس نے قصہ افک بیان کیا۔ یہ سنتے ہی حضرت عائشہ رضہ کے ہوش جاتے رہے
رنج سے بخار بھی زیادہ چڑھ آیا۔ پھر صبح کو آپ رسول اللہ صلعم سے اجازت لیکر
اپنے باپ کے گھر چلی گئیں اور جناب صدیقہ رضہ یہ قصہ بیان کر کر رونے لگیں
ایک دن اور دو رات برابر روتی رہیں آنسو تھمتے ہی نہ تھے۔ صبح کو عائشہ رضہ کے
پاس انصار کے قبیلہ کی ایک عورت آئی اور رونے میں اُنکی شریک ہوئی۔
پھر رسول اللہ صلعم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا چنانچہ جب حضرت نے
اسامہ رضہ سے مشاورت کی تو اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپکے
اہل میں بجز خیر کے اور کوئی گمان نہیں کرسکتے۔ جب آپنے امیرالمومنین علی بن ابیطالب سے
اس باب میں مشورہ کیا تو اُنھوں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ کوئی تردد کی
بات نہیں ہے۔ عائشہ رضہ کے سوا آپ اور عورتوں سے نکاح کرسکتے ہیں لیکن
آپ پہلے اپنی خادمہ بریرہ سے یہ حال دریافت فرمائیں البتہ وہ اس حال سے
کسیقدر واقف ہوگی۔ حضرت کو اس واقعہ کا بڑا رنج ہوا پھر آپنے بریرہ کو بلوا کر
اس واقعہ کی کیفیت دریافت کی۔ بریرہ نے حضرت عائشہ رضہ کی بہت تعریف
کی اور بیان کیا یارسول اللہ وہ ابھی کم سن لڑکی ہے اور وہ اسقدر بھولی اور
بے خبر ہے کہ آٹا خمیر کرکے رکھدیتی ہے بکری کا بچہ آکے کھا جاتا ہے یعنی حضرت
عائشہ رضہ دنیا کی چھل بل پیچ پاچ نہیں جانتیں۔ آخر سب اصحاب نے اس
باب میں کلمہ خیر ہی کہا ایک دن آپ نے اس واقعہ کے متعلق خطبہ بھی فرمایا
اور کہا کہ میں اپنے اہل میں نیکی کے سوا اور کچھ نہیں جانتا ہوں اور لوگ جس
شخص کا نام لیتے ہیں وہ میری حاضری کے وقت میرے یہاں آیا گیا ہے۔
عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ میں اس زمانہ میں اپنے آپ پر رسول مقبول صلعم کی مہربانی
بہت کم پاتی تھی چونکہ میں ابھی تک اس واقعہ سے خبردار نہیں ہوئی تھی اسلیے

مجکو بھی تعجب تھا۔ جب مین اپنی مان کے گھر آئی اور اس واقعہ کو سُنکر رونے لگی تو اسوقت رسول مقبول صلعم بھی تشریف لائے تھے مجکو آپ نے روتے دیکھکر فرمایا اے عائشہ کیون گھراتی ہے اگر تجھسے گناہ نہین ہوا ہے تو خداوند عالم ظاہر کر دیگا اور اگر گناہ ہوا ہے تو توبہ کر خدا بخشدیگا۔ عائشہ رضہ نے اپنے باپ سے کہا کہ حضرت کو جواب دین اُنھون نے کہا مین آپکو جواب نہین دیسکتا۔ پھر حضرت عائشہ رضہ نے اپنی مان سے کہا کہ تم جواب دو میری مان نے بھی انکار کی۔ پھر خود ام المومنین رضہ نے کہا مین نہین جانتی کہ تمکو اس سنی سنائی بات پر کیونکر یقین ہوگیا۔ اگر مین یہ کہون کہ مین بیگناہ ہون اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مین بے گناہ ہون مگر تمھین یقین نہ آئیگا اور اگر مین اقرار کرون۔ اور خدا جانتا ہے کہ مین بالکل بیگناہ ہون تو تمکو یقین آجائے گا۔ یوسف علیہ السلام کے باپ کا حال میرے واقعہ کے مطابق ہے یعنی یعقوب علیہ السلام نے یوسف کے بھائیون کا بیان سنکر یہ فرمایا تھا " فصبر جمیل واللہ المستعان علی ماتصفون[1] " عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ مین اپنے کو اس قابل نہین سمجھتی تھی کہ میرے برات کیلیے اللہ تعالیٰ وحی نازل کریگا بلکہ میرا یہ خیال تھا کہ میرے معاملہ مین خواب کے ذریعہ سے حضرت کو میری برات کی اطلاع ہوجائیگی۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی کرمی ہے کہ آپ اس معاملہ کی نسبت باتین کرتے ہوے وہین بیٹھے تھے کہ آپ پر وحی نازل ہوئی۔ جب حضرت پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کی ایک عجب حالت ہوجاتی تھی جس سے لوگ فوراً پہچان لیتے تھے کہ اب حضرت پر وحی نازل ہوئی ہے اور جاڑہ کے موسم مین آپکی یہ حالت ہوتی تھی کہ آپ پسینا پسینا ہوجاتے۔ جب آپ کی

---

[1] ترجمہ صبر ہی اچھا ہے اور تم جو باتین کرتے ہین اُسپر اللہ سے مدد مانگنی چاہیے یعنی یوسف ؑ کو انکے بھائیون نے کنوین مین گرا دیا اور یعقوب ؑ سے عرض کیا کہ یوسف کو بھیڑیے نے کھا لیا تو یعقوب ؑ نے اسوقت یہ آیت پڑھی۔

یہ حالت دور ہوئی تو آپ نے ہنسکر فرمایا اے عائشہ خدا یتعالیٰ نے تمھاری پاکی اور صفائی نازل فرمائی اور آپ نے سورۂ نور کی آیتین آخر رکوع تک پڑھ سنائین[1] یہ سن کر مین بہت خوش ہوئی اور اللہ کا شکر بجالائی ۔ اسکے بعد جناب رسالتمآب صلعم اپنے مکان کو تشریف لے گئے اور اُن لوگون کو جنھون نے یہ طوفان برپا کر رکھا تھا اور جو جو اسمین شریک تھے طلب کر کے اُنکو اسّی اسّی درے (کوڑے) حد قذف کی لگوائے ۔

انبیاؤن کے اہلبیت کے معاملات مین ایسی ایسی واقعات ہونے مین بہت سی حکمتین ہوتی ہین ۔ چنانچہ صحیح بخاری مین قصہ افک کی شرح مین بہت سی حکمتین بیان کی گئی ہین اُنمین سے انتخاب کر کے چند حکمتین اور فوائد بیان کیے جاتے ہین ۔

۱ ۔ یہ کہ مومنین کو جو مصیبت پہنچتی ہے وہ بڑے ثواب اور رفع درجات کا باعث ہوتی ہے اور محض غلط تہمتون سے متہم ہونا سخت مصیبت ہے ۔

۲ ۔ یہ کہ جب مومنین کا حال ایسے حالات مین منکشف ہوجاے اور خدا یتعالیٰ کے بیان سے واضح ہوجاے جس سے اُنکے علو مرتبہ اور رفع شان کا ثبوت ہوتا ہے تو اور مومنین کو یہ کہنا چاہیے ’’سبحانک ھذا بہتان عظیم‘‘[2] اور گمان نیک رکھین اور یہ کہین کہ ہم ایسی باتین اپنی زبان پر نہین لا سکتے ہین کیونکہ یہ صریح جھوٹ ہے ۔

۳ ۔ یہ کہ جب بیگناہ مسلمانون پر کوئی جھوٹی تہمت لگائی جاے تو اُنکو چاہیے کہ اپنے

---

[1] ’’ان الذین جاؤا بالافک عصبۃ منکم‘‘ یعنی بیشک جن لوگون نے بہتان لگایا تمھین مین سے اُنکی ایک جماعت ہے ۔

[2] یہ جملہ اس آیت کا ٹکڑا ہے ’’ولولا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بھذا سبحانک ھذا بہتان عظیم‘‘ ۔ کاش کہ جب تم نے یہ بات سنی تھی تو یہ کہتے کہ ہم ایسا کلام اپنی زبان پر نہین لا سکتے اور یہ کہتے کہ یہ بڑا بہتان ہے ۔

دل کو اس واقعہ سے تسلی دینا۔

۴۔ یہ کہ جب کسی شخص پر کوئی مصیبت پڑے تو وہ صبر جمیل کرے کیونکہ جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بجز عجز و نیاز کے جناب باری میں اور مدد مانگی اسکے اور کوئی بات ظہور مین آئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مسطح بن اثاثہ کے درمیان قرابت تھی یعنی مسطح آپکی خالہ کی بیٹی تھے اسی وجہ سے جناب صدیق رضی اللہ عنہ اُنکے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے یعنی اُنکے لیے کچھ خرچ مقرر فرمایا تھا جب وہ افک مین شریک ہوے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ کی برات کے بعد فرمایا قسم ہے اللہ کی اب مین مسطح کو ایک حبہ نہ دونگا۔ مگر اُسی زمانہ مین ایک آیت استغفار کرنے کی نسبت نازل ہوئی تھی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی ہمین بھی تمنا ہے اور ہمین ایسا کام نکرنا چاہیے پس آپنے اس آیت کے سننے سے مسطح کا خرچ جاری کردیا۔

سنہ ۶

صلح حدیبیہ

سنہ ۶ مین جب آنحضرت نے اس آیت کے مضمون کے مطابق حج کی ندا کرادی تو سب لوگ جمع ہوے وہ آیت یہ ہے اذن فی الناس بالحج یاتوک رجالاً علیٰ کل ضامر یاتین من کل فج عمیق اے محمد تو لوگون مین حج کے لیے ندا کردے تاکہ وہ تیرے پاس پیادہ و سوار ہوکر دور و دراز سے چلے آئین یہ سنکر عبداللہ بن جحش جو حضرت کی پھوپھی کے بیٹے تھے اُٹھ کھڑے ہوے اور عرض کیا یارسول اللہ کیا ہر سال حج کرنا ہوگا عبداللہ کے اس سوال سے حضرت بہت غضبناک ہوے اور فرمانے لگے قسم ہے خدا کی اگر مین تیرے جواب مین ہان کہدیتا تو البتہ اللہ تعالیٰ تم پر ہر سال حج واجب کردیتا اور تم اُسکو ادا نکرسکتے اور مین تمکو نصیحت کیے دیتا ہون کہ آیندہ سے تم باصرار حجت سے ایسے سوالات نکیا کرو چنانچہ اس بارہ

یہ آیت نازل ہوئی ؎ یا ایہا الذین آمنوا لاتسئلوا عن اشیا ان تبد لکم تسوکم و ان تسئلوا عنہا حین ینزل القرآن تبد لکم عفا اللہ عنہا واللہ غفور رحیم و قد سالہا قوم من قبلکم فاصبحوا بہا کافرین ؎ یعنی اے مومنین تم ایسے سوالات نکیا کرو اگر وہ بیان کیے جائین تم سے اُسکی تعمیل ناممکن ہوگی جسکی وجہ سے تم نافرمان قرار پاؤ گے نزول قرآن کیوقت اگر تم ایسی باتین پوچھوگے تو وہ تمھارے لیے ظاہر ہوجائینگی اور ابتو اللہ تعالی نے تمھاری ان باتون سے درگزر کیا ہے کیونکہ اللہ تعالی بڑا آمرزگار اور بردبار ہے۔ اور یہ بات کچھ تمھین پر منحصر نہین ہے بلکہ تم سے پہلے اور لوگون نے بھی اپنے وقت کے پیغمبرون سے ایسے سوالات کرچکے ہین مگر وہ منکر بھی ہوگئے۔

غرض لوگ حج کی تیاری مین مصروف ہوے آپ کو یہ خیال نہ تھا کہ مشرکین آپ کے مانع ہونگے جب آپ میقات یعنی ذی الحلیفہ سے لبیک کہتے ہوے چلے تو اہل مکہ کو یہ خبر پہنچی کہ محمدؐ مع اپنے اصحاب کے بارادہ حج اور ہماری مقابلہ کیلیے آرہے ہین تو اُنھون نے مشورہ کیا کہ آپ کو حج کرنے ندین اور حالانکہ آپ کو جنگ کا بالکل خیال نہ تھا اور نہ آپ کو منظور تھا کیونکہ وہ زمانہ ماہ محرم کا تھا یعنی ماہ محرم اُن مہینون مین سے ہے جسمین قتال حرام ہے آپ نے اپنی ساتھیون سے فرمایا تم مین جس کسیکو راستہ کی پوری واقفیت ہو وہ آگے ہوجائے ایک شخص آگے ہولیا مگر آپ اُسپر اعتماد نکرکے ایک اور دوسرے شخص کو جو قبیلہ جہینیہ سے تھا مقرر فرمایا اُس نے آپ کو سیدھے حدیبیہ مین لاکر اُتار دیا جب اہل مکہ کو یہ خبر پہنچی کہ محمد صلعم حدیبیہ مین آگئے ہین تو اُنکو یہ بات بہت ناگوار معلوم ہوئی۔ یہان سے آپ نے حضرت عثمان رضؓ کو اہل مکہ کے پاس روانہ فرمایا اور حضرت عثمان رضؓ سے یہ کہدیا گیا کہ اُنسے صرف تین روز کی اجازت طلب کرین اس

مدت مین اہل مکہ تین دن کیلیے مکہ خالی کر دین آپ کی حکم کے مطابق حضرت عثمان رض
روانہ ہوے اور موضع بلاح مین آپ نے سواران قریش سے ملاقات کی۔ ابان
بن سعید بن العاص نے آپکو مکہ مین لیگیا اور حضرت عثمان رض مکہ مین ابوسفیان
بن حرب کے یہان ٹھیرے رہے اور رسول مقبول صلعم کا پیام پہنچایا یہ سُنکر
ابوسفیان باہر نکلا اور تمام مکہ والون کو جمع کیا۔ اُنھون نے پوچھا اے ابوسفیان
تیرا ابن عم یعنی چچیرا بھائی تیرے پاس کیا خبر لایا ہے ابوسفیان نے کہا وہ ایک
شر انگیز بات کا پیام لایا ہے اُنھون نے پوچھا وہ کیا بات ہی ابوسفیان نے کہا
کہ وہ یہ کہتا ہے کہ مین اہل یثرب کیلیے تین روز تک مکہ خالی کر دون۔ ابتمھاری
کیا راے ہے اُنھون نے کہا یہ ہرگز نہین ہوسکتا جب محمدؐ ایک دفعہ مکہ سے نکالا
گیا ہے تو وہ پھر یہان نہین آسکتا۔

الغرض حق تعالی نے اس مقام پر اپنے نبی کو بیعت لینے کا حکم دیا آپ ایک
درخت کے نیچے سب لوگون کی بیعت لینے کے لیے بیٹھ گئے۔ اگرچہ بعض لوگون نے
بیعت سے انکار کیا اور بہانہ بھی کیا۔ چونکہ حضرت عثمان رض حاضر نہ تھے آپ نے
فرمایا عثمان تو میرے ہی کام پر گیا ہے میرا یہ دوسرا ہاتھ عثمان ہی کا ہاتھ ہے
اور مین اس ہاتھ سے عثمان کی طرفسے اپنے دوسرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہون
اہل مکہ کو معلوم ہوا کہ اب محمدؐ نے اپنے اصحاب سے بیعت بھی لی ہے کہ وہ
لڑائی سے نہ پھرین۔ اسلیے اُنھون نے آپ کے پاس دو آدمیون کو روانہ
کیا تا کہ آپ کا حال دریافت کرے سیدنا محمدؐ صلعم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا
کہ ہدی یعنی شتران قربانی کو آگے بڑھائین اور لبیک کہتے ہوے چل نکلین
وہ دونون جاسوس یہ حال دیکھکر لوٹ گئے اور مکہ والون سے کہا یہ لوگ تو
صرف حج کے لیے آئے ہین لڑائی کے ارادہ سے نہین آئے ہماری راے ہین

اُن کا روکنا مناسب نہین ہے کیونکہ وہ محض اپنی مذہبی عبادات کی ادای رسوم کیلیے آئے ہین۔ اُنھون نے کہا بیشک تم نے محمدؐ سے سازش کی ہے۔ پھر انھون نے اُن جاسوسون کو آپ کے پاس اس غرض سے روانہ کیا کہ وہ آپ سے صلح پیش کرین۔ آپ نے اُنکی درخواست کو قبول فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ہمکو بھی سب باتون سے صلح زیادہ پسند ہے۔ انصار و مہاجرین صلح کی خبر سُنکر اپنے عزیزو اقارب کی ملاقات کی غرض سے مکہ مین داخل ہوے قریش نے اُن کو گھیر لیا جب حضرت کو اپنے اصحاب کے گرفتار ہونیکی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے اور لوگونکو اُنکی مدد کے لیے روانہ کیا یہ لوگ اکثر قریش کی مُشکین باندھکر حضور اقدس مین لائے رات کو مکہ والون مین سے چھ آدمیون نے آپ کے لشکر پر تیراندازی شروع کی چونکہ یہ رات کا وقت تھا اسیلئے لوگ گھبرائے اور صبحکو مکہ کیطرف روانہ ہوئے اور قریب جبل کے دونون فریقون مین لڑائی ہونے لگی آخر حقتعالی نے مشرکین کو سخت شکست دی اور مومنین نے اُنکو بھگا دیا اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی "وہو الذی کف ایدیہم عنکم و ایدیکم عنہم ببطن مکہ من بعد ان اظفرکم علیہم"*

جب اہل مکہ نے جان لیا کہ اب ہم سخت ذلیل ہو گئے ہین تو ہمکو بجز صلح کی اور کوئی چارہ نہین اسیلئے اُنھون نے سہیل بن عمرو القریشی کو جو بنی عامر بن لوی کا بھائی تھا صلح و موافقت کی غرض سے آپ کے پاس روانہ کیا جب

* ترجمہ۔ یعنی وہ خدا وہ ہے جس نے مکہ کے درمیان اُنکے ہاتھون کو تم سے روکدیا اور جبکہ تم اُنپر غالب ہوچکے اُسوقت تمھارے ہاتھونکو اُنسے روکدیا یعنی اللہ تعالی کی یہ بہت بڑی عنایت ہے جو تمکو غالب کرنیکے بعد تمکو محفوظ رکھا۔

سہیل لشکر اسلام مین پہنچا تو اُس نے معاہدہ صلح کی ندا کردی اور پکار کر کہدیا ای
لوگو عوام مین تمھارے پاس لایا ہون انھین صرف میری ہی مرضی نہین ہی بلکہ مکہ کے
متقتدر اعزہ و امرا کی بھی یہی خواہش ہے یعنی وہ صلح پر راضی ہین حضرت نے
سہیل سے فرمایا کس بات پر صلح ہوگی سہیل نے کہا آپ جہان سے آئے ہین
وہان لوٹ جائیے اور جس جگہ ہدی یعنی شتران قربانی روکے گئے ہین وہین
قربانی کیجائے آپکو یہ ہرگز اختیار نہین ہے کہ قربان گاہ کیطرف ایک قدم بھی آگے
رکھین اور اس صلح کی کُل مدت دو برس ہوگی اس مدت مین ہمارے اور آپکے
درمیان امن رہیگا یعنی نہ آپ ہمکو ایذا پہنچائین اور نہ ہم آپ کو ایذا پہنچائین اور
یہ بھی شرط ہے کہ اگر آپکا کوئی آدمی ہمارے یہان آجائے تو ہم آپ کو واپس
نہ دینگے اور اگر ہمارا کوئی کومی آپ کے یہان بھاگ کر آجائے تو آپ کو واپس
دینا ہوگا - آپ نے فرمایا اے سہیل اگر مین یہ شرطین قبول کرون تو میرا کیا فائدہ
ہوگا اُس نے کہا آپ کا یہ صریح فائدہ ہے کہ اب کے سال آپ کیلیے تین روز
مکہ خالی کردیا جائیگا اگرچہ بعض اصحاب نے آپکو ان شرائط کی قبول کرنیسے منع کیا
مگر آپ نے اُن اصحاب کو دخل دینے سے منع فرمایا حضرت نے تخلیہ مین انسے
یہ ارشاد فرمایا اگر انکے یہان کا کوئی آدمی ہمارے یہان آجائیگا اور ہم واپس کردین
تو حق تعالی اُسکا محافظ و مددگار رہوگا اور اول تو ہمارے یہان کا کوئی آدمی
اُنکے یہان جائیگا نہین اور جو جائیگا یقیناً اُسکو ہمارے دین سے پہلو تہی ہوگی ایسا آدمی
ہمارے کس کام کا اُسکے وہی کافر مالک ہونگے -

غرض جب حضرت نے انکی سب شرطین قبول کین تو سہیل نے کہا آپ ہمین ایک
نوشتہ لکھدیجیے پس حضرت علیہ السلام نے اپنے کاتب کو بلوایا اور صلحنامہ لکھنیکا
حکم دیا اور یہ فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھکر شروع کرا اسپر سہیل نے یہ اعتراض

آیا کہ اول تو رحمٰن اور رحیم کو ہم جانتے ہی نہین کہ وہ کیا ہے - دوسرے یہ کہ معاملات
ہمارے اور آپ کی درمیان ہین پس ایسے معاہدات مین وہ بات لکھنی چاہیے
جسکو ہم بھی سمجھ سکین یعنی انکا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے معاہدات و دیگر دستاویزات
کی شروع مین "باسمک اللهم" لکھا کرتے تھے آپ نے کاتب سے فرمایا ایسا ہی لکھو
"باسمک اللهم" لکھنے کے بعد آپ نے کاتب سے فرمایا اب یہ لکھو یعنی یہ وہ نوشتہ ہے
جسپر محمدؐ رسول اللہ اور اہل مکہ کا تصفیہ قرار پایا ہے پھر سہیل نے کاتب کا ہاتھ
پکڑ لیا اور کہا یہ نہین لکھنا چاہیے کیونکہ اگر حقیقت مین آپ اللہ کے رسول ہین تو ہم
بڑے ظالم ٹھیرینگے اسلیے کہ ہم نے اللہ کے رسول کو طواف بیت اللہ سے
باز رکھا محمد بن عبد اللہ لکھیے اور اسلیے کہ یہ معاملات بندون کے ہین خدا کے رسول کی
اسمین دخل دینے کی کیا ضرورت ہے - حضرت نے سنکر کاتب سے فرمایا اچھا
ایسا ہی لکھ یعنی "یہ نوشتہ ہے جسپر محمد بن عبد اللہ اور اہل مکہ نے باہم یہ فیصلہ
کیا ہے جسوقت کہ اہل مکہ نے محمد کو خانہ کعبہ مین آنے سے روکا تھا - پس انھون نے
دو برس تک اس بات پر مصالحہ اور معاہدہ کیا ہے کہ محمد کو اہل مکہ نے جس جگہ
روک دیا ہے وہ وہین اونٹون کی قربانی کرین - اور مکہ مین داخل نہ ہون اور
کعبہ کا طواف نکرین اور اہل مکہ سے جو شخص اُسکے (محمد صلعم) پاس مسلمان ہوکر
آئے وہ اُنکے حوالہ کر دیا جائے اور جو کوئی اُسکے (محمد صلعم) اصحاب سے مکہ کی
طرف جائے تو وہ انھین کا ہے اور محمد بن عبد اللہ کے لیے اہل مکہ پر لازم ہے
کہ وہ لوگ سال آیندہ اُسکے (محمد صلعم) واسطے تین روز تک مکہ خالی کردین
اور اہل مکہ کیواسطے محمد بن عبد اللہ پر لازم ہے کہ کوئی مسلمان مکہ مین با ہتیار
داخل نہو"۔

مستثنی

معہ وہ ہتھیار جو میانمین رکھے جاتے ہین انکا ساتھ لیجانا جائز ہوگا۔

پھر صلحنامہ مہر ہوکر سہیل کے حوالہ کیا گیا۔ بعد ازان رسول مقبول صلعم نے مکہ سے کوچ کیا اور مدینہ مین بخیر و عافیت داخل ہوے اثنائے راہ مین حقتعالیٰ نے آپ پر یہ خبر نازل کی کہ عنقریب مین تمکو ایک اور فتح عنایت کرونگا اس سے مراد فتح خیبر تھی اور اس فتح مین جو غنیمت ملیگی وہ انھین لوگون پر تقسیم ہوجائے جو حاضر حدیبیہ ہون۔

سنہ ۷ھ وقیل سنہ ۶ھ

غزوہ خیبر!!

جب جناب رسالتمآب صلعم صلح حدیبیہ سے کامیابی کے ساتھ مکہ سے مراجعت فرما کر مدینہ مین تشریف لائے تو آپ چند روز مدینہ مین قیام کرنے کے بعد جنگ خیبر کی تیاری کیلیے مسلمانون کو حکم دیا اور آپ نے یہ بھی منادی کرادی کہ جو لوگ محض بقصد ثواب بلا طمع غنیمت جہاد کیا چاہتے ہین وہی لوگ چلین۔ مومنین یہ سنکر خدا پر بھروسہ کرکے سامان سفر کی تیاری مین مصروف ہوے اور یہ سمجھ گئے کہ خدا کا وعدہ بالکل سچا ہے اس جنگ مین ہم ضرور کامیاب ہونگے۔ پس آنحضرت صلعم

!! مدینہ کی جانب شمال و مشرق تین چار روز کی راہ پر چند قلعے نہایت مضبوط و مستحکم طور کے تھے انمین سے بڑا ایک بڑا قلعہ جو ایک سخت و دشوار گزار پہاڑی پر واقع تھا قموص کے نام سے مشہور تھا اور وہ سب متعدد قلعے ملکر خیبر کے نام سے مشہور تھے انھی غزوہ مین ضمناً انکے نام بھی بیان کیے گئے ہین۔ خیبر مین کئی قومین مثلاً بنی نضیر اور بنی قریظہ رہتی تھین اور خیبر کے یہودیون کو مسلمانون سے سخت عداوت تھی۔

سنہ ۷ھ محرم کے اخیر مین خیبر کیطرف روانہ ہوے آپکے ساتھ ایکہزار چارسو فوج تھی
جسمین دو سو سوار تھے - پھر آپ پہنچے مقام رجیع مین اُتر کر بنی اسد اور بنی غطفان سے
کہلا بھیجا کہ ہمارے اور اہل خیبر کے درمیان سے نکل جاؤ پہلے پہل اُنھون نے
اس بات کو نہ مانا بلکہ اُنھون نے رسول مقبول صلعم سے لڑنے مین خیبریون کی
بہت مدد کی اور ایک مہینہ تک وہ خیبریون کے ساتھ ہو کر لڑتے رہے مگر جب
اُنھون نے دیکھا کہ مسلمان فتح پر فتح کر رہے ہین اور اہل خیبر مغلوب ہو رہے
ہین تو وہ الگ ہو گئے اور حضرت سے ملگئے - آنحضرت صلعم برابر فتح کرتے
ہوے بڑہے سب سے پہلے قلعہ کو فتح کیا جو حصن ناعم کے نام سے مشہور تھا - پھر اسکے بعد قلعہ
قموص جسکا قلعہ دار ابی الحقیق تھا فتح ہوا اس قلعہ کے فتح کرنے مین بہت مال و اسباب
ملا اور اکثر یہودی گرفتار ہوے - چنانچہ انھین قیدیون مین صفیہ بنت حی ابن اخطب
قید ہو کر آئین جو آخر کو آپکی بی بیون مین داخل ہو گئین - قلعہ قموص کے فتح ہونیکے بعد
ایک اور قلعہ فتح کیا گیا جو حصن صعب کے نام سے مشہور ہی بہ نسبت اور قلعون کے
یہ قلعہ نہایت مستحکم تھا اور اُسکے اطراف و جوانب کی زمین نہایت سرسبز و شاداب تھی
یہان کی پیداوار بھی بہت اچھی ہوتی تھی اخیر پر اور دو قلعے مفتوح ہوے جو حصن وطیح
اور حصن سلالم کے نام سے مشہور تھے - یہود جو مسلمانون سے ہر روز لڑا کرتے
تھے ایک روز یہودیون کا نامی سردار مرحب جو بڑا شجیع و تیر انداز اور حملہ آور تھا
رجز کہتا ہوا نکلا اور مسلمانون کو مار کر اُنکے لشکرگاہ تک بھگا دیا[1] - اگرچہ اس حملہ مین

[1] اُس شخص کو حضرت علی علیہ السلام نے قتل کیا - اس شخص کے اور علی ع کے درمیان
جو باتین اور سوال و جواب ہوے ہین ہم اُسکو نہایت تفصیل کے ساتھ علی ع کے حالات
مین انشاء اللہ بیان کرینگے -

چند مسلمان شہید بھی ہوئے مگر اسپر بھی مسلمان نہایت ثابت قدمی و استقلال کی ساتھ آگے بڑھتے ہی گئے - جب محمود بن مسلمہ انصاری جو بڑے شجیع تھے اسی حملہ مین شہید ہوئے تو اُنکے بھائی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ غمگین ہو کر رسول مقبول صلعم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ مین نے آج کا سا مصیبت انگیز روز کبھی نہین دیکھا ہے حضرت نے اُنکو تسلی دیکر فرمایا کیون گھبراتے ہو اللہ تعالی اب قریب ہمکو فتحیاب کرنیوالا ہے بس آج ہی یہود یونکو اسقدر کامیابی ہوئی ہے اور ابھی سے اُنکی قوت کا خاتمہ ہے اور آیندہ کبھی وہ سر نہ اٹھا سکینگے اور ہمیشہ مغلوب و ذلیل رہینگے -

جب دوسرے روز مرحب پھر مقابلہ کو آیا تو وہ علی کے ہاتھ سے قتل کیا گیا اب کافرون کے پانون اُکھڑے اور بھاگنے لگے مسلمان بھی اُنکا تعاقب کرتے ہوئے قلعہ مین گھس ہی گئے اور اُنکو اسقدر قتل کیا کہ کافرونکے کُشتونکے ڈھیر ہوگئے اب اُنکے لیے بغیر صلح اور امن کی کوئی چارہ نہین رہا اسلیے اُنھون نے ناچار صلح کی طلبگار ہوئے اور "امن امن" پکارنے لگے حضرت نے اس شرط پر صلح اختیار کی کہ وہ اپنا کوئی مال چھپا نہ رکھین اور اگر کوئی اس شرط کے خلاف کریگا تو وہ قتل کیا جائیگا چنانچہ اُس قلعہ مین قبیلہ بنی نضیر سے ابو الحقیق کے دونون لڑکے موجود تھے اُنھون نے حضرت کے روبرو اپنا کل مال و اسباب حاضر کیا حضرت نے اُنسے فرمایا کہ ابتو تمھارے پاس کوئی مال نہین ہے کہا ہان تب آپ نے فرمایا وہ چاندی کا منقش کاسہ جو مدینہ سے نکالے جانیکے وقت تمھارے پاس تھا کہان ہے - اُنھون نے قسم کھا کر کہا ہمنے اُس کو بیچڈالا حضرت نے فرمایا دیکھو سمجھ لو اگر تمھارے پاس سے اسکے سوا

1 ربیع بن اکثم الاسدی بھی اسی روز شہید ہوا اور سعد بن عبادہ رضہ بھی اسی روز زخمی ہوئے -

اور کوئی مال برآمد ہوگا تو مین بری ہون یعنی پھر تمھارا خون حلال ہوگا اُنھون نے
اس امر کو قبول کیا آپکو بذریعہ وحی کے بعد کو معلوم ہوا کہ اُنھون نے اُس کاسہ کو
فلان جگہہ گاڑ دیا ہے حضرت نے اپنے لوگون کو اُس کاسہ کی جہان کہ وہ گاڑ دیا
گیا تھا نشاندہی دی اور فرمایا کہ فلان جگہہ وہ رکھا ہوا ہے نکال لاؤ۔ مال برآمد
ہونیکے بعد آپ نے اُنکے گرفتار کیے جانیکا حکم دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ وہ قتل
کیے جائین۔ پھر خیبر کے یہودیون نے حضرت سے عرض کیا یا محمد کیا آپ ہمکو
یہین آباد رکھنا چاہتے ہین یا اور ہمارے بھائیون کیطرح ہمکو بھی اریحا اور اذرعات
مین جا بسنا چاہتے ہین حضرت نے اُنسے نصف پر معاملہ کرکے اُنکو وہین آباد
رہنے کا حکم دیا۔

جب ام المومنین حضرت صفیہ رض گرفتار ہوکر آئین تو حضرت نے بلال رض سے
فرمایا کہ صفیہ کو میرے خیمہ مین پہنچا دو بلال رض صفیہ کو مقتولین خیبر کی لاشونکیطرف سے
لے چلے۔ جب بلال رض صفیہ رض کو حضرت کے خیمہ مین پہنچا کر خدمت مبارک مین حاضر
ہوئے تو حضرت بلال رض پر خفا ہوئے اور فرمایا کیا بلال تونے اپنے دل سے
رحم کو نکالدیا ہے۔ تجکو کس نے کہا تھا کہ اُس کمسن لڑکی کو ادھر سے لیجائے
بلال رض نے عرض کیا یا رسول اللہ مین نے چاہا تھا کہ جو امر صفیہ پر شاق گزرے وہ
اُنکو دکھا دون مگر قصور معاف فرمائیے آپ نے بلال رض کے قصور سے درگزر کیا
جب رسول مقبول صلعم خیمہ مین تشریف لائے تو صفیہ سے فرمایا کہ تیرے عزیز و
اقارب تو سب قتل ہوگئے ہین مین تجکو اسلام لانے پر مجبور نہین کرتا ہون ہان اگر تو
اسلام قبول کریگی تو مین تجکو اپنے پاس رکھونگا یعنی مین تجھ سے نکاح کرونگا صفیہ رض نے
عرض کیا یا رسول اللہ جب مین مدینہ مین تھی تو اُسوقت ہی سے میرے دل مین اسلام
کی خواہش تھی اور اب یہودیون مین نہ میرا باپ ہے نہ بھائی ہے نہ شوہر اب مین

یہ ہو دیون مین جاکر کیا کہ دنگی اب محکو اللہ اور رسول اور اسلام سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہین رہا ہے۔

اسکے بعد آنحضرت صلعم نے مدینہ کو کوچ کا حکم دیا جب حضرت اونٹ پر سوار ہوئے تو صفیہ رضہ کو حکم دیا کہ وہ حضرت کی سواری پر پیچھے بیٹھین جب صفیہ رضہ سوار ہونے لگین تو حضرت نے اپنا زانو ٹیک دیا تاکہ وہ آپ کے پانون پر پانون رکھکر سوار ہو جائین صفیہ کے سوار ہونے کے بعد حضرت انکی چادر درست کرنے لگے یعنی اچھی طرح ڈھانکنے لگے۔ آپ کے اصحاب یہ حال دیکھکر آپسمین کہنے لگے کہ اگر حضرت صفیہ کو منھ پر نقاب ڈالنے کا حکم دین تو یہ سمجھو کہ وہ امہات مومنین مین داخل ہو گئین اور اسوقت آپ کے ساتھ چلنا زیبا نہین اور اگر حضرت انکو منھ پر برقع ڈالنے کا حکم نہ دین تو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ مثل کنیزون کے ہین چونکہ آپ کے اصحاب سفر و حضر مین آپ سے باتین کرنا پسند کرتے تھے اسلیے آپ کے ساتھ ساتھ چلی جاتی تھی ناگاہ آپ نے صفیہ کو منھ پر برقع ڈالنے کا حکم دیا سب اصحاب آپسے دور دور چلنے لگے بفتح و ظفر کامیابی کے ساتھ مدینہ پہنچے۔

سنہ ۸ ھ

غزوۂ فتح مکہ

جب جناب سیدنا محمد صلعم نے فتح مکہ کی غرض سے عام مسلمانونکو تیاری کا حکم دیا تو آپ کے ساتھ چلنے کے لیے نو ہزار پانسو مسلمان تیار ہو گئے۔ اسوقت ایک شخص جسکا نام حاطب بن ابی بلتعہ جو آل حرام بن خویلد کا حلیف تھا قریش مکہ کو آپ کے اس ارادہ سے مطلع کرنیکی غرض سے ایک خط لکھکر روانہ کیا اور اس نے یہ خط ایک عورت کے ہاتھ سے بھیجا تھا۔ سیدنا محمد صلعم کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا

کہ آپ ہی کے لوگو نہین سے ایک نے قریش مکہ کو اس بات کی اطلاع دی ہے چنانچہ اُس نے ایک عورت کے ہاتھ وہ خط روانہ بھی کر چکا ہے حضرت نے فوراً ابن زبیر رضؓ اور حضرت علی رضؓ کو روانہ کیا کہ وہ عورت کو گرفتار لین۔ یہ دونون صاحب اُس عورت کے گرفتار کرنے کی غرض سے روانہ ہوے اور اُسکو جا لیا۔ جب اُنھون نے اُس سے خط کا حال پوچھا تو اُس عورت نے انکار کیا پھر اُسکی جامہ تلاشی لی گئی کوئی کاغذ کا پرچہ نہین نکلا آخر یہ دونون واپس ہونے لگے لیکن پھر دونون صاحبون کو خیال ہوا کہ رسول مقبول صلعم نے کبھی کوئی ایسی بات نہین کی جو جھوٹی ثابت ہوئی ہو آپ کا کلام بہت سچا ہے مگر ہماری تفتیش کا نتیجہ قصور ہے پھر اُنھون نے اُس عورت پر جبر کیا بلکہ ڈرانے کی غرض سے اپنی تلوارین بھی کھینچ لین آخر اُس عورت نے ڈر کر صاف کہدیا اگر تم مجھکو امن دو تو مین سچ سچ کہتی ہون اور یہ بھی شرط ہے کو مجھکو رسول مقبول صلعم کے پاس نہ لیجاؤ۔ اُنھون نے اُسکی درخواست منظور کی اُس نے اپنے سر کے بالون سے خط نکال کر حوالہ کر دیا۔ حضرت علیؓ اور زبیر رضؓ نے وہ نامہ لیکر عورت کو چھوڑ دیا اور حضرتؐ کو وہ نامہ پہنچا دیا۔ حضرت نے حاطب کو بلوا کر پوچھا کہ اے حاطب تو نے یہ کام کیون کیا وہ اپنے قصور پر معترف ہوا اور اپنے قصور کی معافی مانگنے لگا۔

الغرض جب رسول مقبول صلعم سامان سفر تیار کرنیکے بعد مع لشکر مومنین مکہ کو روانہ ہوے اور جحفہ* مین بخیر و عافیت پہنچے تو قریش مکہ کو آپ کے آنے کی خبر

* جحفہ ایک مقام کا نام ہے اسی مقام سے اہل مدینہ حج کیلیے احرام باندھتے ہین اسیطرح اور ملکون کی باشندونکے لیے مختلف مقامات مقرر ہین چنانچہ اہل یمن کیلیے یلملم سے احرام باندھنے کا حکم ہے۔ اہل ہند بھی اسی مقام سے احرام باندھتے ہین۔

معلوم ہوتی - اس خبر کے دریافت کرنیکے لیے ابوسفیان آیا مگر وہ ناکامیابی کی ساتھ پھر گیا - ابوسفیان کی عورت نے اسکو بہت کچھ برا بھلا کہا - پھر ابوسفیان بغرض دریافت حال مومنین کے آیا - سیدنا محمد صلعم نے بھی چند تیر انداز نوجوانون کو روانہ فرمایا تھا اور اُنسے یہ بھی کہدیا تھا کہ اگر مکہ کے باہر اسطرف کوئی مشرک آتا ہوا معلوم ہو تو اسکو نہ مارنا - تیر انداز چھوٹے چھوٹے نالون کی آڑ سے اپنے کو چھپاتے ہوئے نکلے جب ابوسفیان پر اُنکی نظر پڑی تو اُنھون نے چاہا کہ اُسکو تیرونکا نشانہ بنائین چونکہ حضرت عباس رضہ بھی اپنے عزیز و اقارب کے ملنے کی غرض سے مکہ کو گئے تھے اسوقت وہ واپس آرہے تھے اُنھون نے تیر اندازونکا یہ ارادہ دیکھ کر فرمایا تھوڑی دیر کے لیے تم اپنے اس ارادہ سے باز رہو - اُنھون نے اپنا ہاتھ روک لیا - پھر حضرت عباس رضہ نے ابوسفیان سے فرمایا اے ابوسفیان یہ قوم تجھکو قتل کریگی اسی مین تیری نجات ہے کہ تو لا الہ الا اللہ کہدے - ناچار ابوسفیان نے لا الہ الا اللہ کہا مگر چونکہ اُسکے دلمین لات و عزی کی محبت تھی اسلیے یہ کلمہ اُسکی زبان سے صاف طور پر نہین نکلتا تھا جب جناب رسالتمآب صلعم نے حضرت عباس اور ابوسفیان کو آتے ہوے دیکھا تو فرمایا کہ یہ شخص مستسلم ہے یعنی وہ اپنی خواہش سے مسلمان نہین ہوا بلکہ صرف دکھانیکے لیے کلمہ کہا ہے آپ نے اُنکو حکم دیا کہ ابوسفیان کو اپنے خیمہ مین لیجائین - عباس رضہ نے ابوسفیان کو آنحضرت کے سفید خچر پر سوار کرا کر تمام لشکر مین پھراتے ہوے اپنے خیمہ مین لاکر اُتارا اور اُسکو فوج مین اسطرح اسلیے پھرایا تھا کہ لوگ جان لین کہ یہ بھی مسلمان ہو گیا ہے - غرض اس سے اُسکے اسلام کی تشہیر منظور تھی - آخر ابوسفیان عباس رضہ کے خیمہ مین شب کی شب لبسر کی صبح کو موذن نے اذان کہی اور لوگ نماز کیلیے تیاری کرنے لگے - ابوسفیان اُنکی

آواز سنکر گھبرایا اور عباس رضہ سے کہا اے عباس لوگ اسقدر کیون گڑبڑ کر رہے
ہین آپ نے کہا سب مسلمان نماز کیلیے ہوشیار ہوے ہین اور اپنی اپنی حاجات سے
فارغ ہوکر وضو کر رہے ہین - ابوسفیان نے عباس رضہ سے کہا اے عباس
مجکو بھی محمد صلعم کی خدمتمین لیچلو مین چاہتا ہون کہ درستگی سے آپ کے سامنے
ارکان اسلام سیکھون اور ادا کرون - عباس رضہ نے ابوسفیان کو آپکی خدمتمین
لے گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان کچھ عرض کیا چاہتا ہے حضرت نے فرمایا
اے ابوسفیان تو کیا چاہتا ہے اُس نے کہا اے محمد کیا تمھارا یہ ارادہ ہے کہ کل کے
دن ہماری عورتون کو ان مسلمانون کیلیے لونڈیان بناتین حضرت نے فرمایا ہان وہ
اسی قابل ہین کہ اُنسے ایسا ہی سلوک کیا جائے کیونکہ وہ اپنے خدا اپنے نبی کو جھٹلاتی
ہین تب عباس رضہ نے کہا اے ابوسفیان اسلام قبول کر اُس نے کہا پھر لات وعزی
کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے اسوقت حضرت عمر رضہ بھی کھڑے ہوے تھے اور فرمانے
لگے اے دشمن خدا ہم تیرے لات وعزی سے بہت اچھے ہین قسم ہے اللہ کی اگر
تو یہ کلام میرے سامنے رسول اللہ صلعم کی غیر حاضری مین کرتا تو مین تجکو قتل کرتا -
ابوسفیان نے کہا اے عمر تو مسلمان ہونےسے پہلے کبھی ہم سے ایسی جرات کی باتین
نہین کرسکتا تھا اب تجکو اتنی جرات کہان سے آئی - حضرت عمر رضہ نے فرمایا چونکہ جب مین
حالت کفر مین تھا تو اسلیے مین بزدل تھا صرف اسلام کے سبب سے مجھ مین یہ
جرات آئی - پھر ابوسفیان رسول مقبول صلعم کیطرف متوجہ ہوا اور صاف طور پر یہ کہا
اشہد ان لا الہ غیرہ وانک عبدہ ورسولہ وانی لقد کفرت باللات والعزی *

---

* ترجمہ - مین اس بات پر گواہی دیتا ہون اور اقرار کرتا ہون کہ اللہ کے سوا کوئی معبود پرستش کے لایق نہین ہے اور آپ
بلاشبہ اسکے بندہ اور برگزیدہ رسول برحق ہین اور بخدا اب لات وعزی سے انکار کرتا ہون

چونکہ حضرت عباس رض اور ابوسفیان مین قرابت اور دوستی تھی اسلیے آپ کو بہت خوشی ہوئی چنانچہ آپ نے فرط خوشی سے تکبیر کہی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت نے حکم دیا کہ تیار ہو جائیں جب سب لوگ تیار ہو گئے اور علم اٹھا لیے تو اوس وقت عباس رض حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ یہ ابوسفیان ایک پیرانہ سال اور شریف آدمی ہے آپ اسکے مرتبہ کا بھی لحاظ فرمایئے حضرت نے فرمایا تم اور ابوسفیان سوار ہو کر مکہ مین جاؤ اور پکار کر کہدو جو شخص ابوسفیان کے مکان مین داخل ہو جائیگا وہ مستامن سمجھا جاے گا۔ ابوسفیان نے متعجب ہو کر پوچھا یا رسول اللہ میرے گھر مین اسقدر گنجایش نہین ہے جو اتنے لوگ سما سکین۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا اور وہ شخص بھی مستامن سمجھا جائیگا جو اپنا دروازہ بند کر لے اور جو کوئی خانہ کعبہ کیطرف متوجہ ہوگا اُس کو بھی امن دیا جاے گا۔

مگر چند کافرون کو آپ نے مستثنی فرمایا کہ اُنکو کسی صورت مین اور کسی جگہ مین امن نہین دیا جائیگا یعنی اگرچہ وہ لوگ پردہ کعبہ سے بھی لٹک جائین چنانچہ حضرت نے مفصلہ ذیل کفار کو مستثنی فرمایا۔

ابن سعد بن ابی سرح۔ مقیس الکنانی۔ عکرمۃ بن ابی جہل۔ ابن خنظل۔ سارہ یعنی بنی ہاشم کی آزاد کی ہوئی لونڈی حضرت کے حکم کے مطابق عباس رض مع ابوسفیان کے روانہ ہوے اُنکے روانہ ہونے کے بعد جناب رسالتمآب صلعم کو خیال ہوا کیا تعجب ہے کہ اہل مکہ عباس کے ساتھ بُرائی سے پیش آئین جیسا کہ عروہ بن مسعود الثقفی کے ساتھ اُسکے قبیلہ والون نے بدسلوکی کی تھی۔ اگرچہ حضرت نے عباس رض کو واپس آنیکے لیے کئی آدمی کو روانہ فرمایا مگر وہ دور نکل گئے تھے۔ پیچھے رسول مقبول صلعم نے اُنکے پیچھے اپنی فوج کے میمنہ اور میسرہ کی ٹکڑیان بنا کر

ہوئے اور آنحضرت صلعم خاص مہاجرین و انصار کی ٹکڑی میں تھے۔ عباس اور ابوسفیان فوج کو دیکھکر کھڑے ہو گئے۔ مگر ابوسفیان فوج کو دیکھکر سہم گیا۔ عباس رض نے کہا اے ابوسفیان تو سچ سچ بیان کر اگر تو اسلام لانے کے بعد اپنے دین کی کسیطرح کی پاسداری کریگا تو تجکو امن نہ دیا جائیگا۔ ابوسفیان نے کہا اے عباس حقیقت مین میرا یہی ارادہ تھا کہ اس حیلہ سے بچ جاؤنگا مگر تمھارے حالات سے مجکو یقین ہوا کہ بیشک یہ دین برحق ہے۔ اب مین سچے دل سے اسلام کا حامی اور مددگار ہون اور اپنی جان نثار کرنے پر آمادہ ہون۔ حضرت علیہ السلام کے فرمان کی بموجب مکہ مین پہنچکر ابوسفیان نے وہی اعلان کیا جو حضرت نے فرمایا تھا اور بلند آواز سے کہتا تھا اے آل غالب بجز اسلام کے تمکو امن نہین ملسکتا۔ یہ سنکر ابوسفیان کی عورت اسکے آگے آئی اور لپٹ گئی اور ڈاڑھی پکڑکر طمانچہ مارنے لگی اور یہ کہتی تھی اے قوم اس بڈھے کو پہلے قتل کرو یہ اپنے آبائی دین سے خارج ہو گیا ہے اور اُنکو برا بھلا کہتا ہے۔

غرض مشرکین پر جب حملہ کیا گیا تو وہ بھاگنے لگے اور امن کے طلبگار ہوے اور اسلام لانے پر راضی ہوے۔ بجز معدودے چند کے سب اسلام لائے اور مرد اور عورتین آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگین۔

سنہ ۸ھ

غزوہ حنین؀

فتح مکہ کے بعد حضرت محمد صلعم چند راتین وہان رہے۔ پھر حنین کیطرف روانہ

؀ غزوہ حنین کو آپ رمضان مین روانہ ہوکر چنانچہ بمقام قدید مین آپکی منادی نے یہ ندا کردی من صام فلا اثم علیہ ومن افطر فلا اثم علیہ یعنی جو کوئی روزہ رکھے تو منع نہین ہے اور اگر کوئی نہ رکھے تو بھی کچھ گناہ نہین ہے۔

ہوئے جب حضرت مقام قدید مین اُترے تو آپنے کوئی بیٹہہ کی جنر طلب کی ایک کاسہ
لایا گیا یہ نہین بیان کیا گیا کہ پیالہ مین پانی تھا یا دودھ تھا غرض حضرت صلعم اُس پیالہ مین
جو کچھہ تھا پی لیا جب قبیلہ ہوازن کو آپکے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو انھون نے آس
پاس کے مشرکین کو اطلاع دی پس سب مشرکین مقام حنین مین مجتمع ہوئے جسمین
بنی ثقیف بھی آکر ملگئے حضرت بھی بخیر و عافیت حنین مین داخل ہوئے چونکہ حضرت کے
ساتھ فوج بکثرت تھی اسلیے ایک اصحاب زعم سے بول اُٹھے کہ آج ہم بسبب کثرت
فوج کے مغلوب نہین ہو سکتے۔ جناب رسالتمآب صلعم یہ سنکر بہت خفا ہوے اور
یہ آیت بھی نازل ہوئی " اذ اعجبتکم کثرتکم فلن تغن عنکم شیئاً وضاقت علیکم الارض
بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ؁
جب مقابلہ ہوا تو اول مرتبہ تو مشرکین بھاگے اور اُنکی چند عورتین بھی گرفتار
کرلی گئین مگر اُن مشرکین مین سے ایک بڑے مقرر (دُرَید) نے اُنکو پھر
آمادہ کیا جس سے مشرکون نے مسلمانون پر اس زور سے حملہ کیا کہ مسلمانون کے
پانون جم نہ سکے اور بھاگتے ہی بنی گویا اللہ تعالی نے اُس زعم اور تفاخر کی سزا دی
آنحضرت صلعم کے ساتھ صرف چند آدمی رہگئے تھے یعنی کوئی دو تین اصحاب باقی تھے
چنانچہ انھین ایک امین بن ام امین آپ کے مولے تھے جب بنی ثقیف کی ایک
جماعت آپ پر حملہ کرنیکے ارادہ سے بڑھی تو امین بن اُم امین نے اُنکا مقابلہ کیا
آخرکار ایک کافر نے اُنکو شہید کیا مگر وہ بھی جان بحق ہوتے ہوے اپنے قاتل کو
بھی تمام کرتے گئے۔

؁ ترجمہ۔ تم اپنی کثرت فوج کو دیکھکر تعجب کرتے ہو اور ناز کرتے ہو حالانکہ وہ کثرت تمھارے کوئی کام
نہ آئی باوجودیکہ زمین اسقدر کشادہ ہے مگر تم پر محدود ہوگئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب جو آنحضرت کے لغلہ (خچر) کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور عباس بن عبد المطلب رض جو آپکی رکاب تھامے ہوئے تھے عباس رض جنکی آواز بہت بلند تھی زور سے پکار کر کہا "یا معشر الانصار الذین آووا ونصروا ویا معشر المہاجرین الذین بایعوا تحت الشجرۃ"[1] یہی وقت مددگاری کا ہے اور جناب رسالتمآب صلعم صحیح و سالم ہین یہ سنتے ہی سب لوگ الٹ پڑے اور سخت تلوار چلی جسمین بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور مشرکین بھی تہ تیغ ہوئے - اُسیوقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی "ثم انزل اللہ سکینۃ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنودا لم تروہا وعذب الذین کفروا وذالک جزاء الکافرین"[2]

اِسکے بعد مسلمان فتحیاب ہوئے اور مشرکین بھاگنے لگے چنانچہ قبیلہ ہوازن کے مفروروں کے پیچھے حضرت نے ابو عامر الشعری کو اُنکے ساتھ چند اور آدمی دیکر روانہ فرمایا - ابو عامر الشعری رض مقام اوطاس مین ہوازن سے ملے اور اُنکے درمیان بہت سخت لڑائی ہوئی مگر مشرکین نے ابو عامر کو شہید کر دیا لیکن اللہ تعالی نے پھر اُنکو شکست فاش دی آخر اُنکو بھاگنا پڑا اور اُنکی عورتین اور لڑکے اور لڑکیان گرفتار ہوکر آئین آپ نے اُنکو انصار و مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیا چونکہ اُس جنگ مین اونٹ اور بکریان بکثرت غنیمت مین آئی تھین حضرت نے روسائے عرب کی تالیف قلوب کی نظر سے چاہا کہ غنیمت مین سے اُنکو حصہ دیا جاے پس آپنے

---

[1] ترجمہ - اے گروہ انصار تم وہ لوگ ہو کہ اپنے نبی برحق کو جگہ دی اور مددکی اور اے گروہ مہاجرین تم وہ سچے مسلمان ہو کہ تم نے درخت کے نیچے اپنے نبی سے بیعت کی -

[2] ترجمہ - اللہ تعالی اپنے نبی برحق اور مومنین پر تسلی نازل کی اور اپنی تائید غیبی سے ایک ایسا لشکر بھیجا جسکو تم نہین دیکھ سکتے تھے اور کافرون پر عذاب بھیجا اور کافرونکی یہی سزا ہے -

ابوسفیان بن حرب اور سہیل بن عمرو قرع بن حالبس الحنظلی اور عیینیہ بن حصین الفزاری کو سو سو اونٹ عطا فرمائے۔

۹ھ

غزوہ تبوک؟

غزوہ طائف کے بعد رسول مقبول صلعم چند روز تک مدینہ مین مقیم رہے جہان خبر ملی کہ ملک شام مین اشاعت دین کا خیال ہے تو آپ نے مسلمانون کو حکم دیا کہ اشاعت دین کیلیے ملک شام کو چلنے کے لیے تیاری کرین۔ اور یہ گرمیون کا موسم تھا اور اکثر مومنین اس زمانہ مین تنگدست بھی تھے اسلیے یہ سفر انکو ناگوار معلوم ہوا اور جو مالدار تھے انمین اکثر منافق تھے حضرت نے اُن لوگون کو جو تونگر تھے یہ حکم دیا کہ محتاج مسلمانوں کیلیے اپنے مال و اسباب سے حصہ دین تاکہ نادار لوگونکی کافی مدد ہوجاے عبداللہ بن مغفل المزنی چند آدمیونکو اپنے ہمراہ لیکر آنحضرت صلعم کی خدمتمین حاضر ہوے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو سواریان عنایت کیجیے ہم آپ کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہین حضرت نے فرمایا میرے پاس سواریان موجود نہین ہین اگر ہوتین تو مین تم سے چھپا نرکھتا یہ سنکر وہ لوگ بہاتے ہوے روتے ہوے جانے لگے۔ جو لوگ آپکے ساتھ اس جنگ مین شریک نہین ہوے تھے حق تعالی نے اُنکا عذر قبول کیا۔

جب حضرت روانہ ہوکر تبوک مین داخل ہوے تو آپکو معلوم ہوا کہ جن لوگون نے جنگ کا ارادہ کیا تھا اب وہ سرداران روم اور دمشق کے ممالک کیطرف گئے ہوے ہین اسلیے حضرت دو مہینے تک تبوک مین مقام کیا۔ انھین ایام مین حضرت یہ

؟ یہ جنگ ۹ھ کے اوائل مین واقع ہوئی۔

برابر آیتین نازل ہوتی رہین اور جن لوگون نے اس جناب کی شرکت سے پہلوتہی کی تھی اللہ تعالی نے اُنکو مذمت کی ساتھ یاد کیا اور اُنکا نام منافق رکھا۔ اُن منافقین کے عزیز و اقارب جو حضرت کے ساتھ شریک تھے اِن آیات کو سُنکر طیش مین آنے لگے اور کہنے لگے جب ہماری برادری کے لوگ جو بڑے نامی اور مقتدر ہین اُن کا ذکر ذلت سے کیا جاتا ہے تو بالضرور ہم بھی اُنھین مین ہین اور ہم بھی اُسکے مصداق ٹھہرتے ہین چنانچہ بنی عامر بن عوف کا بھائی عامر بن قیس جو حضرت کے ساتھ تھا یہ سُنکر جلاس بن سوید بن صامت بن عمرو بن عوف سے کہا جناب محمد صلعم سچ فرماتے ہین۔ پھر ان دونون کی بحث حضرت کے سامنے پیش ہوئی حضرت نے اُن کا اقرار صالح لیا۔ عامر نے جو سچ بات پر حلف اُٹھایا تھا اپنے دونون ہاتھ آسمان کیطرف اُٹھا کر یہ دعا کی "اللھم انزل علی نبیک المتصادق منا الصدق"[1] حضرت نے اُسکی دعا کے اختتام پر آمین کہا۔ پھر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی "یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلاھم وھموا بما لم ینالوا وما نقموا الا ان اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ فان یتوبوا یک خیرا لھم وان یتولوا یعذبھم اللہ عذابا الیما فی الدنیا والآخرۃ وما لھم فی الارض من ولی ولا نصیر"[2] اس جنگ مین چھ آدمی شریک نہین ہوئے تھے

---

[1] ترجمہ۔ اے باریتعالی تو اپنے نبی برحق پر ہمارا صدق نازل (ظاہر) کر۔

[2] ترجمہ۔ وہ لوگ اس بات پر قسم کھاتے ہین کہ اُنھون نے وہ بات نہین کہی حالانکہ اُنھون نے بعد اسلام لانیکے کلمہ کفر ضرور کہا ہے اور اُنھون نے ایک ایسے امر کا قصد کیا تھا جو اُنکی امکان مین نہین تھا یعنی وہ لوگ نبی کی قتل کرنے کا ارادہ کر چکے تھے اور یہ اُس احسان کا بدلہ ہی جو کہ اُنپر خدا و رسول نے کیا ہی اگر وہ ان باتون سی باز رہین اور توبہ کرین۔ تو البتہ اُنکے حق مین بہتر ہے درصورت روگردانی کے اللہ تعالی اُنکو دین اور دنیا مین سخت عذاب دیگا۔ پھر روے زمین پر کوئی اُنکو مددگار و معاون نہ ملیگا۔

جن غزوات اور سریہ کا کسیقدر تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اُسکے علاوہ جہانتک ہمکو اُنکے نام مع تعداد مل سکے ہین وہ ذیل مین درج کیے جاتے ہین -

تفصیل غزوات

غزوہ بنی قینقاع - غزوہ قرارۃ الکدر - غزوہ بنی غطفان ذا آمر - غزوہ بنی سلیم غزوہ رجیع - غزوہ بنی قریظہ - غزوہ بنی لعیان - غزوہ بنی مصطلق - غزوہ موتہ غزوہ طائف - غزوہ بنی نضیر -

اس غزوہ مین بنی نضیر (ایک یہودی قوم کا نام ہے) کے باغات وغیرہ جلا دیے گئے اور وہ جلا وطن بھی کیے گئے - چنانچہ حسان رض نے اُسوقت یہ شعر پڑھا -

شعر

وہان علی سراۃ بنی لوی ۔۔۔ حریق بالبویرۃ مستطیر

ترجمہ

بنی لوی[*] کے سردارون یعنے مسلمانون کو بویرہ (نام مقام) مین آگ لگا دینا بہت سہل کام معلوم ہوا -

تفصیل سریات

سریہ لشکر ابی سلمہ - سریہ رجیع - سریہ ابو عبیدہ - چنانچہ ابو عبیدہ رض روانہ ہوے

---

[*] بنی لوی حضرت کے اجداد مین ایک شخص کا نام ہے اس کتاب کی اخیر مین ہمنے حضرت کے نسب نامہ کا ایک شجرہ لگا دیا ہے اُس کو ملاحظہ فرمایئے -

اور توشہ ختم ہو گیا تو لشکری لوگ ایک ماہی کو جسکا نام عنبر تھا کئی روز تک کھاتے رہے اور یہ ماہی جسامت مین بڑی تھی۔ اس ماہی کی ایک ہڈی نصب کی گئی تھی جسکے نیچے سے شتر سوار چلا جاتا تھا اور اُسکے حدقہ چشم مین منون آٹا خمیر کیا جاتا تھا۔

سنہ ۱۰ ھ

حجۃ الوداع؟

جب موسم حج آیا تو آنحضرت صلعم کے نقیب نے تمام مسلمانون مین حج کے لیے منادی کر دی۔ حضرت نے فرمایا اس سال حج مین مین بھی چلنے والا ہون پھر مومنین حضرت کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوے۔ حضرت اپنے ساتھ سو اونٹ ہدی کے لے لیے اور مکہ مین پہنچکر یہ حکم دیا کہ جو کوئی ہدی نہ لایا ہو وہ حج سے باہر ہو کر اُسکو عمرہ کر ڈالے اور جسکے ساتھ ہدی ہے وہ حج کو تمام کرے۔ بعض یہ روایت کرتے ہین کہ حضرت اپنے ساتھ ساٹھ بدنہ لائے تھے اور اپنے ہاتھ سے اُنکو نحر کیا اور ہر بدنہ سے ایک ایک ٹکڑا کاٹ کر پکانے کا حکم دیا پھر آپ نے اُس گوشت سے نوش فرمایا اور باقی کے لیے یہ حکم فرمایا کہ اور لوگ کھائین اور کھلائین۔ یہ وہ حج تھا کہ جسمین کسی مشرک کی صورت نظر نہین آتی تھی۔ اُسوقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" یعنی آج مین نے تمھارا دین کامل کیا اور تم پر اپنی نعمتین پوری کین اور مین تمھارے دین سے راضی ہوا۔ پھر حضرت نے مقام منیٰ پر سب مومنین کے روبرو یہ خطبہ فرمایا۔

؟ یہ آخری حج تھا دوسرے حج کا زمانہ آنے نہین پایا تھا کہ حضرت کی وفات ہو گئی۔ چنانچہ حضرت نے اُس حج مین جو خطبہ فرمایا اُسمین آپنے یہ فرما دیا کہ شاید آیندہ حج مین مین شریک نہ ہو سکونگا۔

"اے مسلمانو میری بات سنو - البتہ مین یہ جانتا ہون کہ اس سال کی بعد اس مقام پر شاید مین تمسے نہ مل سکون - اور مین تمھین یہ وصیت کرتا ہون تمھاری جانین تمھارے مال ہمیشہ کے لیے تم پر حرام ہین یعنے ہر ایک کا فرض ہے کہ دوسرے کی جان اور مال کو اپنے اوپر حرام سمجھے - یعنی جسطرح تمھارا خون اور مال ایک دوسرے پر اس متبرک دن (یوم نحر) اور اس مبارک مہینے (ماہ ذیحجہ) اور اس مقدس شہر (مکہ) مین حرام ہے اسیطرح آیندہ کیلیے تمھارا خون تمھارا مال ایک دوسرے پر ہر جگہ اور ہر وقت حرام ہے - اب مین اپنا فرض (یعنے تبلیغ احکام) پورا کر چکا - اور اب مین تم سے یہ کہے دیتا ہون کہ تمھارے پاس جس کسی کی امانت ہو وا کردی اور جو خون ایام جاہلیت مین کسی کا کسی پر تھا اب وہ باطل ہوگیا - اے مسلمانو تمھارے واسطے تمھاری عورتون پر حق ہے اور عورتون کا تمپر حق ہے - عورتون پر یہ واجب ہے کہ وہ فحشہ نہ کرین یعنی بدکاری زناکاری نکرین اگر وہ ایسا کرین تو یقیناً تمکو یہ حق حاصل ہے کہ تم اُنکی صحبت ترک کردو اور اُنکی تادیب کرو - مگر سخت آزار نہ پہنچاؤ اگر وہ اپنے فعل شنیعہ سے باز آئین اور توبہ کرین تو تم پر اُنکا کھانا کپڑا حسب دستور واجب ہے - اور تم پر یہ واجب ہے کہ اُنکے ساتھ خوشی وخرمی سے بسر کرو کیونکہ وہ تمھاری نگہبان اور مددگار ہین اُنکو اپنی ذات خاص پر کچھ اختیار نہین ہے وہ تمھارے پاس بمنزلہ امانت و ودیعت خداوندتعالی ہین اُسی کے نام سے تمپر وہ حلال ہین اور اب میری باتون کو خوب سمجھ لو شاید کہ مین پھر تم سے اس مقام پر نہ مل سکون - اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی سمجھا جاوے اور کسی مسلمان کو یہ حق حاصل نہین ہے کہ اپنے بھائی مسلمان پر کسی قسم کا تشدد کرے اور جبر سے اُسکا مال حاصل کرے - اور جو مسلمان لطیب خاطر اپنے مسلمان بھائی کو کوئی مال دے تو وہ حلال ہے - پھر آپنے

فرمایا "اللہم قد بلغت" پھر آپ متوجہ ہو کر فرمانے لگے اگر تم میرے بعد کفر کیطرف پھر جاؤگے اور ایک دوسرے کو قتل کروگے تو مین آخرت مین بھی تمسے نہ ملونگا اور مین تم مین دو چیزین چھوڑے جاتا ہون اگر تم اسکو نہ چھوڑوگے تو تم کبھی گمراہ نہ ہوگے یعنی کتاب اللہ اور عترت - پھر حضرت نے فرمایا "اللہم قد بلغت" یعنی اے میرے پروردگار مین نے تیری رسالت لوگونکو پہنچادی - اسی مقام مین ایک مقام پر حضرت نے علی رض کی نسبت یہ فرمایا "من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم انصر من نصرہ واخذل من خذلہ" یعنے مین جسکا مولی ہون علی بھی اسکا مولی - یا اللہ مدد کر اس شخص کی جو اسکی مدد کرے اور ذلیل کر اسکو جو اسکو ذلیل سمجھے - اسی واقعہ سے شیعہ یہ استدلال کرتے ہین کہ حضرت صلعم کا یہ کہنا ہی جناب امیر کی خلافت پر دال تھا -

سنہ ۱۱ھ

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات

صفر کے مہینے سنہ ۱۱ھ مین رسول مقبول صلعم ام المومنین زینب بنت حجش رض کے مکان مین بیمار ہوے حضرت باری باری سے اپنی بی بیون کے گھر مین رہا کرتے تھے - جس روز آپ میمونہ رض کے یہان تھے آپکا مرض بڑھ گیا - اسوقت حضرت نے اپنی سب بیبیونکو جمع کرکے یہ فرمایا "مین چاہتا ہون کہ میری تیمارداری عائشہ رض کے یہان ہو" سب نے متفق ہو کر عرض کیا جیسی حضرت کی مرضی ہو - آپ جہان چاہین رہین -

ابو موہبۃ مولی (غلام) رسول اللہ صلعم فرماتے ہین کہ رسول مقبول صلعم نے مرض الموت کے بنا پر مجھکو ایک شب جگایا - اور مجھکو ساتھ لیکے بقیع کو

مقبرہ کی زیارت کیلیے تشریف لیگئے - زیارت سے آنیکے بعد ہی آپ بیمار ہو
اور حضرت عائشہ رضہ کے یہان آپکی بیمار داری ہونے لگی - اسی بیماری مین ایکمرتبہ
حضرت نماز کیلیے باہر نکلے آپ مین چلنے کی طاقت نہین تھی اسواسطے حضرت
فضل بن عباس اور علی ع کے مونڈھون پر ہاتھ رکھکر مسجد مین تشریف لیگئے - اور
منبر پر بیٹھکر حمد و ثنا کے بعد آپ شہیدان احد کیلیے استغفار کی - اسکے بعد آپنے
یہ فرمایا "ایہا الناس اے لوگو اگر مجھ پر کسی کا کوئی حق ہو تو وہ میرے روبرو آکر
طلب کرے اگر مین نے ناحق کسی کی پشت پر کوڑے لگایا ہے تو میری پشت بھی موجود
اگر مین نے کسیکو گالی دی ہے تو وہ مجھ سے اسکا عوض طلب کرے یا اگر مین نے
کسیکا مال لیا ہے تو وہ مجھ سے طلب کرے کیونکہ مین خدا کے روبرو کسی کا مواخذدار
ہونا نہین چاہتا ہون" پھر حضرت نے منبر سے اترکر ظہر کی نماز پڑھی نماز کے بعد
آپ نے جو وعظ فرمایا اسمین بالکل وہی باتین تھین جو اگلے وعظ مین فرما چکے تھے
اس دوبارہ وعظ کے وقت ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور بیان کیا کہ آپ کے ذمہ
میرے تین درہم ہین حضرت نے اسیوقت ادا کردیا -

ابن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ ہمارے نبی ہمارے حبیب نے ہمکو ایک مہینا پیشتر
اپنی وفات کی خبر دی جب جدائی کا وقت قریب پہنچا تو آپ نے اپنے اصحاب کو
بلوایا اور سب کو دیکھکر اپنی آنکھومین آنسو بھرلائے اور سب اصحاب کیطرف
متوجہ ہوکر یہ فرمانے لگے مرحبا ہے تمپر خدا تمکو خوش رکھے تمپر رحم کرے تمکو اپنی
حفاظت مین رکھے تم کو اپنی بارگاہ کے مقبولین مین داخل کرے - مین تم کو
اس بات کی وصیت کرتا ہون کہ تم اتقا اور پرہیزگاری سے رہو اور اللہ کو
اپنی تمھارے لیے وصیت کرتا ہون - اور مین تمکو اللہ تعالی سے ڈرانیوالا
ہون اور اسکی رحمت سے خوشخبری دینے والا ہون اور تم کو اس بات سے

آگاہ کرتا ہون کہ ملک خدا اور بندگان خدا پر علو یعنی غلبہ نکرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ فرمایا ہے ''ولکم تلک الدار الآخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین،،؟ سب اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ اب آپ ہم سے کب جدا ہونگے حضرت نے فرمایا اب میری اور تمھاری جدائی کا وقت بہت قریب ہے۔ اصحاب نے عرض کیا آپکو غسل کون دیگا آپ نے فرمایا میرے اہلبیت مجکو غسل دین۔ پھر عرض کیا گیا کس کپڑے کا آپ کو کفن دیا جاے اور کون آپ پر نماز پڑھے۔ حضرت نے فرمایا میرے ہی کپڑون مین مجکو کفن دو اور نماز جنازہ کے امام کے تعین سے آپ خاموش رہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ مجکو میرے اس تخت پر رکھو اور پھر قبر کے کنارہ تخت رکھکر دور ہو جاؤ تاکہ جبرئیل اور اسرافیل اور میکائیل اور اور فرشتے مجھ پر نماز پڑھلین اور تم مجھ پر علحدہ علحدہ نماز پڑھو پھر میری طرفسے سلام ہے۔ اور جو کوئی میرے اصحاب سے اسوقت حاضر نہین ہے انکو بھی میری طرفسے سلام کہدو اور میرے دین پر قایم رہو۔ آپ نے یہ بھی وصیت کی کہ جزیرہ عرب کے مشرکین کو نکال دو جزیرہ عرب مین دو دین جمع نہین ہو سکتے۔ آپ کے مرض الموت مین ایک روز موذن نے صبح کی اذان دی اور تثویب کہی یعنی ''الصلوۃ خیر من النوم،، لوگ آپ کا انتظار کرنے لگے جب دیکھا کہ آپ برآمد نہین ہوتے ہین تو انھون نے موذن کو آپ کے پاس بھیجا جب موذن آیا اور یہ کہا ''الصلوۃ یا رسول اللہ،، تو آپ نے فرمایا مجھ مین باہر نکلنے کی طاقت نہین۔

؟ تمھارے لیے آخرت ہے یعنی ہم آخرت کی راحتین اور نعمتین اُن لوگون کیلئے مہیا کی ہین جو اللہ تعالیٰ کی ملک مین نہ غلبہ کرتے ہین اور نہ فساد کرتے ہین اور حقیقت مین عاقبت متقی لوگونکے لیے ہے مخصوص ہے۔

حضرت اپنی وفات کے روز صبح کو باہر برآمد ہوے اور لوگون کو نماز صبح پڑھائی سب مومنین کو گمان ہوا کہ اب حضرت نے شفا پائی۔ حضرت ابوبکر رضہ آپ کا یہ حال دیکھکر سنح[1] کو تشریف لیگئے اسی روز آپ کا درد بڑھا اور وقت آپہنچا[2] آنحضرت پانی سے اپنا منھ تر کرنے لگے اور یہ فرمانے لگے "واکرباہ" یعنی آہ کیا سختی ہے یہ سنکر فاطمہؑ رونے لگین اور یہ فرماتی تھین "واکربی لکربک یا ابتی" جواب مین آپ نے فرمایا صلعم "لاکرب علی ابیک بعد الیوم" یعنی آج تمھارے باپ پر سختیون کا خاتمہ ہے اور اب آئندہ تمھارے باپ پر کوئی سختی نہوگی۔ امامیہ مذہب کی روایتون کے موافق ۲۸ صفر اور اہل سنت وجماعت کی روایت کے بموجب ربیع الاول کی بارہ تاریخ دوشنبہ کے روز حضرت کی وفات ہوئی۔ حضرت کی وفات کے وقت ابوبکر رضہ حاضر نہ تھے یعنی مقام سنح کو تشریف لیگئے تھے۔ عمر بن الخطاب رضہ تلوار کھینچکر کھڑے ہو گئے اور

---

[1] سنح ایک چھوٹی سی آبادی کا نام ہے جو مدینہ سے قریب تین چار کوس پر واقع ہے اور ابوبکر رضہ کا مکان یہین تھا جب آپ خلیفہ ہوے تو چھ مہینے کے بعد مدینہ مین آکر رہنے۔ کذا فی القاموس و تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۲۰۷۔

[2] یہان پر ایک امر جسکو شیعہ اور سنیون کا جھگڑا کہنا چاہیئے۔ اور یہی ہوا اور وہ یہ ہے کہ حضرت نے "ایتونی بقرطاس" فرمایا یعنی قلم دوات کاغذ لاؤ مین کچھ لکھدون جس مین تو لوگ گمراہی سے محفوظ رہین۔ اسپر حضرت عمر رضہ نے کہا "حسبنا کتاب اللہ" یعنی ہمین اللہ تعالیٰ کی کتاب کافی ہے۔ اور اس کلام کا خاتمہ ہوگیا۔ شیعون کا عقیدہ ہے کہ حضرت اسوقت جناب امیر کی خلافت صاف صاف لکھدیتے تھے جسکو خلیفہ ثانی نے روکدیا اور خلاف حکم نبی حجت کی مگر اہل سنن کہتے ہین کہ حضرت کو جواب کافی معلوم ہوا اسی سے سکوت ہوا۔ غرضکہ جو کچھ ہوا اسمین شک نہین کہ حضرت نے کچھ لکھنا چاہا تھا جس کا سامان حضرت کو نہین دیا گیا خواہ حضرت نے خود ہی لکھنا نہ چاہا ہو یا موقع نہ رہا ہو۔

فرمانے لگے کہ منافقین کہتے ہین کہ رسول اللہ صلعم نے وفات پائی مین کہتا ہون
کہ آپکی وفات نہین ہوئی بلکہ حضرت اپنے خدا کے پاس ایسے ہی تشریف لیگئے ہین
جیسے کہ موسیٰ بن عمر علی نبینا وعلیہ السلام تشریف لیگئے تھے۔ قسم ہے اللہ کی کہ
رسول صلعم بہت قریب واپس ہونگے اور اُن لوگونکو جو آپکی وفات کا دعوے
کرتے ہین سخت سزا دینگے۔ اور میرے بھی سامنے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ آپنے
وفات پائی تو اُسکا سر اور یہ میری تلوار ہے،، واقعی اگر جناب رسالتمآب صلعم کی
مفارقت مین آپ کے اصحاب کا یہ حال ہوا ہوگا تو کوئی تعجب کی بات نہین ہے
اور اور اصحاب کا بھی یہی حال تھا۔ عمر رضہ لوگون سے آپکی وفات کی نسبت باتین
کر ہی رہے تھے کہ ابو بکر رضہ تشریف لائے اور رسول مقبول صلعم کے محل مبارک
مین داخل ہوے۔ چونکہ آپکی وفات کے بعد آپ پر چادر اُڑھادیگئی تھی ابو بکر رضہ
آپ کے چہرہ مبارک سے چادر کھینچ کر دیکھنے لگے دیکھا کہ آپکی روح اطہر نکل
گئی ہے ابو بکر رضہ نے بوسہ دیکر یہ فرمایا ،، بابی انت وامی طیب حیا ومیتاً،، یعنے
میرے باپ اور مان آپ پر قربان آپ دونون حالتون (زندگی اور مردگی)
مین اچھے رہے۔ پھر حضرت ابو بکر رضہ باہر تشریف لائے۔ مگر حضرت عمر رضہ وہی
باتین کیے جاتے تھے ابو بکر رضہ نے اُنکو ایسی باتین کرنے سے منع فرمایا حضرت
عمر رضہ نے خاموش رہنے سے انکار کیا۔ پھر حضرت ابو بکر رضہ لوگون کیطرف متوجہ
ہوے اور سب لوگ حضرت عمر رضہ سے قطع کلام کر کر ابو بکر رضہ کیطرف متوجہ ہوے
اور منبر پر کھڑے ہو کر حمد وثنا کے بعد آپ نے باواز بلند یہ کہا ،، من کان یعبد محمداً
فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت،، یعنے جو شخص محمدؐ کی
عبادت کرتا تھا یقیناً محمدؐ تو مرچکے اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ زندہ ہے
کبھی نہین مریگا۔ پھر حضرت ابو بکر رضہ نے یہ آیت بھی پڑھی ،، وما محمدؐ الا رسول

قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن
یضر اللہ شیئاً وسیجزی اللہ الشاکرین[1]" عمر رض فرماتے ہین کہ ہم سب لوگ گویا کبھی
اس آیت کو سنی ہی نہ تھے ابوبکر رض کے کہنے سے مجکو یقین ہوا کہ حضرت وفات
پا چکے - اور جب مین نے ابوبکر رض کی زبان سے یہ آیت سنی تو مین یہ
گر پڑا مجھ مین اٹھکر کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی -
رسول مقبول صلعم کی قبر کھودنے کے لیے گورکن ابو عبیدۃ بن الجراح اور ابو طلحہ
انصاری طلب کیے گئے مگر ابو عبیدۃ بن الجراح حاضر نہ تھے ابو طلحہ رض نے آپکے
لیے قبر کھودی - سیدنا محمد صلعم کو غسل[2] دینے کے بعد آپ کا جنازہ آپکی وصیت کے
موافق رکھا گیا - پہلے مہاجرین نے آپ پر نماز پڑھی اُنکے بعد انصار - پھر
عورتین اُنکے بعد چھوٹے چھوٹے بچون نے آپ پر نماز پڑھی - آپ کے مقام
دفن مین اصحاب کی مختلف رائین ہوئین ابوبکر رض نے فرمایا مین نے رسول اللہ صلعم
کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہر نبی کی وفات جس جگہ ہوئی وہ وہین دفن کیے گئے"
اسی راے سے سب نے اتفاق کیا - چہارشنبہ کی آدھی رات کو آپ دفن کیے گئے
سیدنا محمد صلعم کو دفن کرنے کے لیے قبر مین حضرت علی رض - فضل بن عباس - اور انکے
بھائی قثم - اور شقران - آنحضرت صلعم کے غلام اوس بن خولی انصاری جو

---

[1] ترجمہ - محمد صرف ایک رسول تھے انکے آگے بھی بہت رسول ہو گئے ہین کیا اگر محمد مر جاے یا قتل ہو جاے تو تم
پچھلے پاؤن پلٹ جاؤگے اور جو کوئی پچھلے پاؤن پلٹ جائیگا اُس سے اللہ تعالی کا کوئی ضرر نہین ہے
اور اللہ تعالی بہت قریب شکر یہ کرنیوالون کو جزاے خیر دیگا -

[2] حضرت کو علی اور عباس اور انکے دونون بیٹے فضل اور قثم - اسامۃ بن زید شقران - اوس بن خولی نے غسل دیا عباس
اور انکے دونون فرزند رسول مقبول صلعم کے جسم مبارک کو پلٹاتے تھے اور اسامہ اور شقران پانی ڈالتے تھے اور علی غسل دیتے تھے -

ابولیلی کے نام سے بھی مشہور ہین اُتریسے[۴۲]

اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون

ایک منازعہ مابین اہل تسنن اور اہل تشیع یہ بھی ہے کہ جب آنحضرت کا انتقال ہوا تو خاندانی اعزہ کے عام وہ لوگ جو خلافت کے دعویدار تھے علیحدہ چلے گئے اور خلافت کی تدبیر کرنے لگے اور موقع پاکر اجماع کرلیا یہ موقع حضرت کی نعش مطہر چھوڑنیکا نہ تھا مگر حضرات خلفا کے طرفدار یہ کہتے ہین کہ یہ کام تجہیز و تکفین کا تو ہو رہی رہا تھا دین کے استحکام کی فکر بھی مقدم تھی ورنہ بڑا اندیشہ تھا کہ بلوہ ہوکر دین مین خرابی پڑجاے اسلیے اسکی فکر کرتے تھے خیر یہ بھی خلافت کا جھگڑا ہے حضرت کے حالات مین صرف اسکا ذکر آجانا کافی ہے اور اُسکے تصفیہ کیلیے اور بڑی بڑی مبسوط کتابین فریقین کی موجود ہین -

جناب رسالتمآب صلعم کے منشی ؟

کبھی اس خدمت کو حضرت عثمان بن عفان رضہ انجام دیتے تھے اور کبھی حضرت علیؑ یہ بھی بیان کیاگیا ہے کہ اس خدمت کو اوروں نے بھی انجام دیا ہے چنانچہ اس خدمت پہ خالد بن سعید - ابان بن سعید علا ابن الحضرمی - ابی بن کعب - زید بن ثابت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح - معاویہ بن ابی سفیان حنظلۃ الاسدی بھی مامور تھے مگر سب سے پہلے اس خدمت کو ابی بن کعب رضہ نے انجام دیا ہے - حضرت علیؑ کی

---

[۴۲] تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۱۵۳ - ۱۵۶ -

و " " ۲ " ۱۶۰ - ۱۶۱ -

[۴۳] تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۱۵۱ .

آپ کے منشی گرامی کے زمانہ میں جب ابوسفیان کے ساتھ صلح ہوتی تھی تو صلحنامہ کے عنوان پر آپ نے محمد رسول اللہ لکھا مگر ابوسفیان نے کہا کہ صرف محمد بن عبداللہ لکھو۔ حضرت علیؑ نے نہیں لکھا اسپر تکرار تھی تو جناب رسالتماب صلعم خود رسول اللہ کا لفظ اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا۔

رسول مقبول صلعم کی ازواج مطہرات کی تعداد مع نام؟

سب سے اول رسول مقبول صلعم نے حضرت خدیجہؓ بنت خویلد سے نکاح کیا اسوقت حضرت کی عمر پچیس برس کی تھی اور حضرت ام المومنین خدیجہ رضہ کی عمر چالیس برس سے متجاوز تھی۔ اور وہ آپ سے پہلے دو نکاح بھی کر چکی تھیں۔ بجز حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ کے آپکی سب ازواج مطہرات منکوحہ ہو چکی تھیں پھر حضرت نے سودہؓ بنت زمعہ بن قیس سے نکاح کیا اُسکے بعد حضرت عائشہ بنت ابوبکر الصدیق رضہ سے۔ اور پھر حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضہ سے۔ آپکی پانچویں بی بی کا نام زینبؓ بنت خزیمۃ بن الحارث ہے چھٹی بی بی کا نام ام سلمہ بنت ابی امیہ مخزومی تھا۔ ساتویں بی بی کا نام زینب بنت جحش تھا۔ آٹھویں بی بی کا نام جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرارہ تھا۔ نویں بی بی کا نام ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب ہے۔ دسویں بی بی کا نام صفیہ بنت حی بن اخطب تھا۔ گیارہویں بی بی کا میمونہ بنت الحارث الہلالیہ تھا۔

کذا فی خلاصۃ الاخبار۔ و تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۱۵۱-۱۵۲-

جناب رسالتمآب صلعم کی چار لونڈیان تھین - اول ماریہ قبطی انھین سے ابراہیم رض پیدا ہوے - دوم ریحانہ - سوم جمیلہ - چوتھی لونڈی کا نام بیان نہین کیا گیا صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ اُنکو زینب بنت جحش رض نے حضرت کو ہدیۃً دیا تھا -

رسول مقبول صلعم کی اولاد کی تعداد معہ نام

آنحضرت صلعم کی اولاد مین پانچ بیٹے اور چار بیٹیان تھین - صرف ایک حضرت ابراہیم رض ماریہ بنت شمعون سے تھے - اور باقی سب اولاد آپکی خدیجہ رض کے بطن سے تھی - بیٹون اور بیٹیون کے نام حسب ذیل ہین -

قاسم - طیب - طاہر - اور عبداللہ - زینب رقیہ - ام کلثوم - فاطمہ - رسول مقبول صلعم کے سب فرزندونکی وفات صغرسنی مین واقع ہوئی مگر بیٹیان جوان بھی ہوئین اور بیاہی بھی گئین ؟

رسول مقبول صلعم کے گھوڑونکے نام !!

پہلے پہل حضرت نے مدینہ مین قبیلہ فزارہ کے ایک اعرابی سے دس اوقیہ کو ایک گھوڑا خریدا تھا جس کا نام سکب تھا - جنگ احد مین آپ اسی گھوڑے پر سوار تھے حضرت کا ایک گھوڑا تھا جو ملاوح کے نام سے مشہور تھا یہ گھوڑا پہلے ابی بردہ بن ابی نیار کے پاس تھا - ایک دوسرے گھوڑے کا نام مرتجز تھا پہلے یہ گھوڑا بنی مرہ کے پاس تھا اسی پر خزیمہ بن ثابت رض شہید ہوے - مقوقس نے آپ کو

؟ تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۱۷ و جلد ۲ صفحہ ۱۴۹ - ۱۵۰ -

!! تاریخ کامل جلد ۱ صفحہ ۱۵۱ - ۱۵۲ -

ایک گھوڑا ہدیۃً دیا تھا جسکا نام لزاز تھا۔ ربیعہ بن ابی البراء نے حضرت کو ایک
گھوڑا تحفۃً دیا تھا یہ گھوڑا لحیف کے نام سے مشہور ہوا۔ فروہ بن عمرو الجذامی نے
بھی ایک گھوڑا آپ کو ہدیۃً دیا تھا جو ظرب کے نام سے مشہور ہوا۔ حضرت کے
ایک اور گھوڑے کا نام ورد تھا جسکو تمیم الداری نے بطور تحفہ پیشکش کیا تھا۔
مگر آپ نے حضرت عمرؓ کو یہ گھوڑا عنایت کر دیا۔ حضرت کا ایک اور گھوڑا تھا
جسکا نام یعسوب تھا۔

سیدنا محمد صلعم کے ہتیاروں کے نام[1]

حضرت کی ایک تلوار کا نام ذوالفقار تھا جو غزوہ بدر میں ملی تھی۔ اور مفصلہ ذیل
تلواریں یعنی ذوالفقار۔ بتار۔ حتف۔ ایک اور تلوار غزوہ بنی قینقاع میں غنیمت
ملی تھیں۔ دو اور تلواریں تھیں ایک کا نام مخذم اور دوسری کا نام رسوب تھا
جنگ بدر میں جو آپ کے پاس تلوار تھی وہ عضب کے نام سے مشہور تھی۔ حضرت کے پاس
تین بھالے اور تین کمانیں تھیں ایک کمان کا نام روحا تھا اور ایک بیضا کے
نام سے مشہور تھی اور ایک کمان نبعی[2] صفرا کے نام سے مشہور تھی۔ حضرت کی ایک
زرہ کا نام سعدیہ تھا اور دوسری کا نام فضہ اور تیسری کا نام ذات الفضول
تھا فضہ غزوہ بنی قینقاع میں غنیمتاً ملی تھی۔ جنگ احد میں حضرت کے جسم مبارک پر
فضہ اور ذات الفضول دونوں تھیں۔ حضرت کے پاس ایک سپر تھی جسمیں ایک
بکری کی تمثال تھی۔ مگر آخر تک وہ آپ کے پاس نہیں رہی۔

---

[1] تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۱۵۲۔

[2] نبع درختی است کہ ازوی کمان سازند و از شاخہائے دیگر سہام سازند۔ کذا فی الصراح۔

حضرت علی علیہ السلام کے حالات

حضرت علی علیہ السلام حضرت ابوطالب کے بیٹے ہین جو جناب رسالتمآب کے چچا تھے حضرت ابوطالب کی اسلام کے متعلق بھی فرقہ اسلام مین اختلاف ہے مگر امامیہ گروہ کا انکے مومن اور مسلم ہونے پر اتفاق ہے -

حضرت علی علیہ السلام کی دو کنیتین ہین ایک ابوالحسن اور دوسرے ابوتراب مگر آپ کو اپنے نامومین سے سب سے زیادہ پیارا اور محبوب نام ابوتراب تھا - اگر آپ کو کوئی ابوتراب کے نام سے پکارتا تو آپ کو بہت ہی مسرت حاصل ہوتی کیونکہ حضرت کی یہ خواہش تھی کہ وہ ابوتراب کے نام سے پکارے جائین - آپکو اس نام کے اسقدر عزیز ہونیکا سبب اور اُسکی وجہ تسمیہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ ایک روز آپ سے اور جناب فاطمہ سے کچھ تکرار ہوی آپ مسجد مین جاکر خاک پر لیٹ رہے - اتفاقاً جناب رسالتمآب صلعم حضرت فاطمہ کے پاس تشریف لیگئے اور آپ سے پوچھا کہ علی کہان ہین جناب سیدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ علی مسجد مین ہین - سیدنا محمد صلعم حضرت علی کے پاس تشریف لائے چونکہ آپ آزردہ خاطر تھے اور خاک پر لیٹے ہوے تھے آپکی پشت مبارک خاک آلودہ ہوگئی تھی - رسول مقبول صلعم آپکی پشت سے خاک صاف کرنے لگے اور یہ فرمانے لگے "اجلس اباتراب" اُٹھ بیٹھو ابوتراب - تب سے آپ ابوتراب کے نام سے پکارے جانے لگے -

حضرت علی اُن لوگونمین ہین جنکے قطعی جنتی ہونے کی رسول مقبول صلعم نے بشارت دی - اُن سب لوگون مین آپ اول ہین جنھون نے اسلام قبول کیا - ابن عباس اور انس اور زید بن ارقم اور سلمان فارسی ایک اور جماعت کا سب سے اول آپکے اسلام لانے پر اتفاق ہے - یعنی نبی صلعم دوشنبہ کو مبعوث ہوے اور

سہ شنبہ کو علیؑ نے اسلام قبول کیا۔ اسوقت آپکی عمر دس برس کی تھی۔ اور علی اختلاف الاقوال یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسوقت آپکی عمر نو برس یا آٹھ برس کی تھی یا اس سے بھی کم تھی[1] حسن بن زید بن الحسن بیان کرتے ہین کہ حضرت علیؑ نے اپنے بچپنے مین بھی بتون کی پرستش کبھی نہین کی۔

وہ احادیث جو آپکی فضیلت مین وارد ہین

جناب امام احمد بن حنبل فرماتے ہین[2] کہ جناب رسالتمآب صلعم کے کسی صحابی کی فضیلت مین اسقدر حدیثین مروی نہین ہین جسقدر کہ حضرت علیؑ کی شان مین روایت کیجاتی ہین۔

جب آنحضرت صلعم غزوہ تبوک[3] کو جانے لگے تو علیؑ آپ کے پاس تشریف لائے اور رسول مقبول کا دامن پکڑکر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ مجکو ایسے عمدہ کام مین اپنے ساتھ شریک نہین فرماتے ہین اگر حکم ہو تو مین بھی آپ کے ساتھ چلون آپ نے فرمایا یا علیؑ کیا تمکو یہ بات پسند نہین ہے کہ تم میری جانب سے ایسے ہو جیسے کہ موسیٰ بن عمرانؑ کیجانب سے ہارون تھے۔ ہان یہ بات توضرور ہے کہ میرے بعد نبی نہین ہے۔ تمکو مین یہان اپنی جانب سے بطور خلافت کے چھوڑے جاتا ہون۔

فتح خیبر کے ایک روز پیشتر مسلمان کافرون پر متواتر حملے کرتے رہے مگر

---

[1] تاریخ الخلفا صفحہ ۱۱۲۔ و تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۲۵۔

[2] یہ احادیث قریب قریب کل صحیحہ ستہ کی کتابون مین روایت کی گئی ہین۔

[3] غزوہ تبوک کا واقعہ سنہ ۹ھ مین واقع ہوا۔ تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۱۳۷-۲۲۔ روضۃ جلد ۲ صفحہ ۲۰۲-۲۰۴۔

مگر مشرکین نے بھی لڑنے مین مسلمانون کے ساتھ کسیطرحکی کمی نہین کی۔ بلکہ اکثر مرتبہ کافرون نے مسلمانون پر ایسے سخت حملے کیے جنکے زور آور حملون نے مسلمانون کو انکی لشکرگاہ تک ہٹا دیا۔ اور لشکر اسلام کے کسی افسر کو کامیابی نہین ہوتی۔ جب شام کو جنگ ختم ہوتی ہر ہر افسر نے جناب رسالتمآب صلعم سے اپنی اپنی جانفشانی و کوشش کا حال بیان کیا۔ آپ نے یہ فرمایا "کل مین اپنا علم اُس شخص کو عطا کرونگا جس کو اللہ اور اسکا رسول دوست رکھتا ہے اور وہ بھی اللہ اور اُسکے رسول کو محبوب جانتا ہی اور اللہ تعالی نے یہ فتح اُسی کے ہاتھ پہ موقوف رکھی ہے" یہ سنکر آپ کے اصحابنے جو کہ آپ سے زیادہ خصوصیت رکھتے تھے یہ خیال کیا کہ کل رسول مقبول صلعم اپنا علم ہمکو عطا فرمائینگے۔ چونکہ علیؑ اس جنگ مین آپ کے ساتھ نہین آتے تھے اسلیے کسی کو یہ خیال نہین تھا کہ یہ علم حضرت علیؑ کو عطا کیا جائیگا۔ رات کو سب اصحاب اسیمین اسی امر کی نسبت باتین کرتے رہے۔ علی الصباح علیؑ بھی اپنے تیزرو اونٹ پر پہنچے اور رسول مقبول صلعم کی خیمہ کے قریب اُترے بعض روایتون مین یہ ہے کہ جناب رسالت مآب نے بذریعہ حضرت سلمان فارسی کے انکو ملوا بھیجا تھا چونکہ اس زمانہ مین آپ کی آنکھون مین درد تھا اسلیے آپ اُسپر پٹی باندھے ہوے تھے اور درد کی وجہ سے اپنے خیمہ ہی مین لیٹے رہے۔ صبح کو سب اصحاب اس خیال سے کہ وہ علم مجھ ہی کو رسول مقبول صلعم عطا فرمائینگے آپکی خدمتمین حاضر ہوے اور دوست بستہ منتظر فرمان کھڑے ہو گئے۔ آپ نے پوچھا کہ علیؑ کہان ہین۔ اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ بہت سویرے آ تو گئے ہین مگر انکی آنکھون مین سخت درد ہے آپ نے فرمایا انکو میرے پاس بلا لاؤ پھر علیؑ حاضر ہوے آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ تمھاری آنکھونپر پٹی کیسی ہے حضرت علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی تشریف لانیکے بعد میری آنکھونمین درد پیدا ہو گیا پھر رسول مقبول صلعم نے انکو اپنے

نزدیک بلاکر انکی آنکھونمین لب مبارک لگادیا۔ فوراً آپکی آنکھون کا درد ایسا جاتا رہا کہ گویا تھاہی نہین۔[1]

پھر سیدنا محمد صلعم نے اپنا علم حضرت علیؑ کو عطا فرماکر کافرون سے جنگ کرنیکا حکم دیا۔ اسوقت حضرت علی کے جسم پر سُرخ لباس تھا آپ وہ علم ہاتھ مین لیے ہوے گھوڑے پر سوار ہوکر کافرون کی طرف بڑھے اور لڑائی شروع ہوئی جب مرحب سردار یہود کا بھائی مسمی حارس قتل ہوا۔ مرحب اپنے سر پر خود یمانی رکھے ہوے جماعت یہود کو اپنے ساتھ لیکر نکلا جب حضرت علیؑ اُسکے مقابل ہوے تو مرحب نے پوچھا اے جوان تیرا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا میرا نام علی بن ابیطالب اور حیدر ہے۔ پھر اُس نے کہا میرا نام مرحب ہے تمکو بہت لوگون سے لڑنے کا اتفاق ہوا ہوگا مگر آج ذرا ہوشیار رہو۔ یہ کہکر وہ اپنے فخر کے طور پر یہ اشعار پڑھنے لگا۔[2]

اشعار

قد علمت خیبر انی مرحب   شاکی السلاح بطل مجرب

اطعن احیاناً و حیناً اضرب

ترجمہ

خیبر یہ خوب جانتا ہے کہ مین مرحب ہون۔
اور یہ بھی جانتا ہے کہ مین ہتیار باندھنے والا اور پہلوان آزمودہ کار ہون۔
کبھی نیزہ و تیر لگاتا ہون اور کبھی تلوار مارتا ہون۔

---

[1] تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۴۔
[2] تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۔۱۰۶۔

حضرت علی ع نے فرمایا آجتک تجکو کوئی حریف مقابل نہین ملا آج تیرا بچنا ذرا دشوار ہے
پھر آپ نے اپنی بہادری اور فخر مین یہ اشعار پڑھے۔

اشعار

انا الذی سمتنی امی حیدره — کلیث غابات کریہ المنظره

اکیلهم بالسیف کیل السندره[1]

ترجمہ

مین وہ ہون جو میری مان نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔
اور مثل شیر صحرائی کے میری شکل مہیب ہے۔
اب مین ایک سرے سے تلوار سے ناپنا شروع کرتا ہون جیسے کہ کیل سندرہ سے ناپتے ہین
پھر مرحب نے نہایت دلاوری کے ساتھ حضرت علی ع سے تیغ زنی شروع کی۔ اخیر
پر حضرت علی ع نے اُسکے سر پر ایک ایسی تلوار ماری کہ مع خود اُسکے سر کے دو ٹکڑے
ہو گئے۔ جب یہودیون نے دیکھا کہ بڑا شجیع سردار قتل کیا گیا تو اُنکے پانون اُکھڑ گئے
اور بھاگ کر قلعہ مین گھس گئے۔ پھر اُنھون نے قلعہ قموص کا دروازہ بند کر لیا
حضرت علی علیہ السلام بھی اُنکا تعاقب کیے چلے ہی گئے۔ ابو رافع بیان کرتے ہین کہ
مین اُسوقت حضرت علی ع کے ساتھ تھا جب حضرت علی قلعہ کے پاس پہنچے تو آپ نے
دروازہ کا قلابہ پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا ساتھ ہی دروازہ اُکھڑ کر آپ کے ہاتھ مین
آگیا۔ آپ نے دروازہ کو پھینکدیا اور کافرونکو قتل کرتے ہوے قلعہ مین گھس گئے
ابو رافع کہتے ہین کہ اُس دروازہ کو اُٹھانیکے واسطے سات آدمیون نے جسمین
آٹھوان مین بھی تھا بہت کوشش کی اور زور مارا لیکن وہ ہم سب سے پلٹ بھی
نہ سکا۔

[1] سندرہ۔ شتابی۔ و نوعی از پیمانہ نیز گویند و درختیکہ ازان تیر و کمان سازند۔ کذا فی الصراح۔

جسقدر کفار آپکے ہاتھ سے قتل ہوتے تھے شائد دوسرونکے ہاتھ سے نہوتے
ہونگے۔ چنانچہ اسی سے ہم اسبات کا صحیح تخمینہ کر سکتے ہین کہ صرف غزوہ بدرالکبری مین
آپ کے ہاتھ سے کفار کے بڑے بڑے نامی بیس سردار قتل ہوئے۔ *۱۴

جب یہ آیت "ندع ابناءنا و ابناءکم" نازل ہوئی تو جناب رسالتمآب صلعم نے حضرت
علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ اور حسینؑ کو بلوا کر یہ دعا کی "یا اللہ یہ میری اہل ہے۔ جناب
رسالتمآب صلعم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جسکا مین مولی ہون علیؑ بھی اُس شخص کا مولی ہے
یعنی مالک ہے۔ اور علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون۔ سیدنا محمد صلعم نے ایکمرتبہ
اپنے اصحاب سے عقد مواخات (بھائی چارہ) کیا آپکے پاس علیؑ تشریف لائے
اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے دوسرے اصحاب سے بھائی چارہ کیا اور مین
اُس سے محروم رہا۔ آپنے فرمایا یا علیؑ تم تو دارین یعنے دنیا و آخرت مین بغیر مواخاة
کرنیکے میرے بھائی ہو۔

حضرت علیؑ فرماتے ہین قسم ہے اُس ذات کی جسنے بیج کو چیرا اور جان دی۔
نبی امی نے از روے کے مجھ سے یہ فرمایا ہے کہ علیؑ مومن کا محبوب ہے اور
منافق کا مبغوض ہے۔ ابوسعید خدری رض فرماتے ہین کہ ہم منافقین کو صرف علیؑ سے
بغض رکھنے کی وجہ سے پہچانتے تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مین علم کا مدینہ ہون
اور علیؑ اُسکا دروازہ ہے۔

علیؑ فرماتے ہین کہ جب مجکو رسول اللہ صلعم نے یمن کی قضاءت پر مامور کر کے
بھیجنا چاہا تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین ایک جوان آدمی ہون اور احکام

---

*۱۴ جو کفار جنگ بدر مین آپ کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہم اُنکے نام اور اُسکا پورا حال نبی کے غزوات
مین بیان کر چکے ہین۔ اسی کتاب کے صفحات ۵۰-۵۱ کو ملاحظہ فرمائیے۔

قضارت سے مجکو پورے طور پر واقفیت نہین ہے یہ سنکر آپ نے میرے سینہ پر اپنا دست مبارک رکھکر یہ دعا کی یا اللہ اسکے دل کو ہدایت پر قائم رکھ اور اسکی زبانکو ثبات عطا فرما - علیؓ فرماتے ہین قسم ہے اس ذات کی جسنے بیج کو چیرا اور اس سے درخت پیدا کیا اس روز سے مجکو کسی متخاصمین کے مقدمہ کے فیصل کرنے مین کسی قسم کا شک واقع نہوا - آپکی عدالت کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اکثر لوگونکی خواہش تھی کہ قضارت پر حضرت علی ہی مقرر کیے جائین[1] -

چونکہ آپ سب سے زیادہ عالم متبحر تھے اسلیے آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے علم دین کے مسائل پوچھو - ابن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ مدینہ اور اُسکے اطراف مین کوئی شخص علیؓ سے زیادہ علم فرائض نہین جانتا تھا - ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب ام المومنین حضرت عایشہ رضہ کے روبرو آپ کے علم وفضل کا ذکر آیا تو فرمایا کہ علیؓ سے بڑھکر کوئی عالم نہین ہے - عبد اللہ بن عیاش بن ربیعہ فرماتے ہین کہ علمی مسائل مین جو مسئلہ قاطع بالدلیل چاہتا تھا وہ مجکو علیؓ بتا دیتے تھے - علیؓ سے کہا گیا کہ جسقدر حدیثین آپ سے روایت کیجاتی ہین رسول اللہ صلعم کے کسی اصحاب سے اسقدر حدیثین روایت نہین کی جاتین - آپ نے فرمایا جب مین رسول اللہ صلعم سے کوئی بات یا مسئلہ پوچھتا تھا تو آپ مجکو بتلاتے تھے اگر مین آپ کے پاس خاموش بیٹھا رہتا تو آپ ہی مجھ سے چھیڑکر باتین کرنے لگتے[2] -

علیؓ فرماتے تھے کہ مجھ سے کتاب اللہ کی تفسیر پوچھو کیونکہ مین خوب جانتا ہون

---

[1] چنانچہ اُن لوگونمین جنکو علیؓ کی قضارت کی خواہش تھی اُنمین ابن مسعود رضہ اور حضرت عمر رضہ بھی ہین بلکہ عمر بن الخطاب رضہ یہ بھی فرماتے تھے کہ قضارت کیلیے وہ ہم سب سے اچھے ہین - تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۶

[2] تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۶ -

کہ آیا وہ آیت رات کو نازل ہوئی یا دن کو یا پہاڑ پر یا زمین صاف زمین پر یا شہر میں یا جنگل میں۔ میرے خالق نے مجکو لسان ناطق اور عقل سلیم عطا کی ہے[1]
حضرت عمر بن الخطاب رضہ فرماتے ہین کہ حسنؑ اور حسینؑ نوجوانان اہل جنت کے سردار ہین اور انکا باپ اُنسے بہتر ہے۔ علیؑ فرماتے ہین کہ مین بندہ خدا کا ہون اور رسول اللہ صلعم کا بھائی ہون مین نے سب لوگون سے سات سال پیشتر رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور مین صدیق اکبر ہون۔ اگر میرے بعد کوئی شخص صدیق اکبر ہونے کا دعوے کرے تو وہ بیشک جھوٹا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلعم یار اور حج کعبہ کو روانہ ہوئے راہ مین ایک جگہ آپ نے نماز کیلیے سب لوگون کو جمع ہونیکا حکم دیا سب لوگ جمع ہوئے پھر آپ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑکر یہ فرمایا ور کیا مین سب مومنین کے حق مین اُنکی ذات سے بہتر نہین ہون حاضرین نے ایک ساتھ کہا بیشک۔ پھر آپ نے یہ فرمایا کہ اُنکو چاہیے کہ علیؑ کو بھی اپنی ذات سے بہتر سمجھین ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے ایک فوج بسرکردگی حضرت علیؑ کسی ملک کی فتح کرنیکی غرض سے روانہ کی جب یہ فوج روانہ ہوئی اور اپنے مقصد مین کامیاب ہوئی تو اس فتح مین لونڈیان ہاتھ آئی تھین علیؑ نے اُنمین سے ایک لونڈی اپنے واسطے رکھ لی۔ حضرت علیؑ کا یہ فعل اکثر لوگون کو ناگوار ہوا چنانچہ اُنمین چار آدمیون نے عہد کرلیا کہ جب ہم رسول مقبول صلعم کی خدمت مین پہنچینگے تو آپ کو حضرت علیؑ کے اس فعل سے ضرور مطلع کرینگے۔ فتح کے بعد جب یہ لوگ واپس ہوئے تو رسول مقبول صلعم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے۔ اُن چار ومین سے ایک نے آپ سے حضرت علیؑ کی شکایت کی مگر آنحضرت صلعم نے اسکا کچھ جواب نہ دیا اسکے بعد

---

[1] تاریخ الخلفا صفحہ ۱۲۵-۱۲۶-

دوسرے اور تیسرے نے بھی عرض کیا مگر پھر بھی آپ نے جواب نہ دیا جب چوتھے نے بھی اس بیان کا اعادہ کیا تو آپ نے غضبناک ہوکر فرمایا مجھ سے کوئی شخص علی کی شکایت نکرے اور نہ مین اُس شکایت کو سنونگا کیونکہ مین علی ؑ سے ہون اور علی ؑ مجھ سے ہے اور میرے بعد علی ؑ ہر مومن مسلمان کا ولی ہے۔ آنحضرت صلعم نے آپکے حق مین یہ دعا کی یا اللہ جس جگہہ علی رہے حق کو اُسکے ساتھ رکھ۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلعم نے حسن ؑ اور حسین ؑ کا ہاتھ پکڑ کر یہ فرمایا جو شخص کہ مجھکو دوست رکھتا ہے اُسکو چاہیے کہ ان کو اور انکی مان اور باپ کو بھی دوست رکھے۔ اور یہ درجہ جنت مین میرے ساتھ میرے درجہ مین رہینگے۔

طائف کے روز آنحضرت صلعم نے راہ مین ایک منزل پر حضرت علی ؑ سے بہت دیر تک سرگوشی کی۔ دوسرے اصحاب آپسمین باتین کرنے لگے کہ آج آنحضرت صلعم علی ؑ کے ساتھ بہت دیر تک سرگوشی کرتے رہے۔ یہ سنکر آپ نے فرمایا اس امر مین مین نے اپنی جانب سے علی ؑ کو مخصوص نہین کیا ہے بلکہ مجھکو اس بارہ مین خدا کا حکم ہی ایسا ہے۔

انس بن مالک رضؓ فرماتے ہین کہ ایک وقت جناب رسالتمآب صلعم کے روبرو دسترخوان پر ایک بھونا ہوا پرند رکھا ہوا تھا آپ نے دعا کی یا اللہ تو اپنی مخلوق مین جس شخص کو زیادہ محبوب رکھتا ہے میرے ساتھ کھانیکے لیے بھیجدے۔ آپ یہ دعا کرتے ہی تھے کہ علی ؑ پہنچے اور آپ کے ساتھ اُس پرند کو نوش فرمایا۔

رسول مقبول صلعم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کل آدمی متفرق درختون سے ہین اور علی ؑ اور مین ایک ہی درخت سے ہون۔[۴۳]

---

[۴۳] تاریخ الخلفا صفحہ ۱۱۶

ابن عباس رضہ فرماتے ہین کہ اس آیت "یا ایہا الذین آمنوا" کے مصداق ہین
علی ؑ اعلیٰ اور اشرف ہین - اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے بعض اصحاب کو بعض
جبہ قرآن شریف مین عتاب سے یاد فرمایا ہے مگر اپنی کتاب مین ہر جگہ علی علیہ السلام کو
خیر ہی سے یاد فرمایا ہے -

ابن عباس رضہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کتاب اللہ مین جسقدر آیات علی ؑ کی شان
مین نازل ہوئی ہین کسی دوسرے اصحاب کی شان مین نازل نہین ہوئین چنانچہ
آپکی شان مین تین سو آیتین نازل ہوئی ہین[1]

جناب رسالتمآب صلعم نے علی ؑ کو یہ اجازت دے دی ہے [illegible] مسجد مین تمکو حالت جنابت
مین بھی آنیکا اختیار رہے - میرے اور تمھارے سوا کسی اور کو یہ بات حاصل نہوگی

ام سلمہ رضہ فرماتی ہین کہ جناب رسالتمآب صلعم سے جبکہ آپ غضبناک ہوتے تھے بجز
علی کے آپسے گفتگو کرنے کی کوئی شخص جرات نکر سکتا تھا -

بڑے بڑے جلیل القدر اصحاب نے مثل خلیفہ اول اور ثالث کے آنحضرت صلعم سے
یہ روایت کی ہے کہ صرف علی ؑ کو دیکھ لینا بھی عبادت ہے -

ابن عباس رضہ فرماتے ہین کہ علی ؑ کی شان مین اٹھارہ ایسی منقبتین ہین جو
آنحضرت صلعم کی امت مین کسیکو وہ حاصل نہین ہین - چنانچہ عمر بن الخطاب رضہ فرماتے
ہین کہ علی ؑ کو تین چیزین ایسی عطا کی گئی ہین جنمین سے اگر مجھکو ایک بھی حاصل ہوتی تو مجھکو
سرخ اونٹ کے ملنے سے زیادہ محبوب ہوتی[2] آپسے پوچھا گیا وہ کون سی چیزین ہین

---

[1] تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۷ -

[2] یہ عربونکا خاص محاورہ ہے کہ جب انکو کوئی بڑی دولت ملتی ہے یا وہ خود اسکے ملنے کی تمنا کرتے
ہین تو وہ یہ کہتے ہین "لو لا اعطی حمر النعم" اس جملہ کے یہ معنی ہین کہ کاش مجھکو سرخ اونٹ ملتے -

آپ نے فرمایا ایک یہ کہ جگر بند رسول مقبول یعنی فاطمہؑ آپکی بی بی ہین - دوسرے یہ کہ علیؑ کو اس مسجد مین حالت جنب مین بھی آنیکی اجازت ہے - تیسرے یہ کہ آپکو جنگ خیبر مین علم کا عطا کیا جانا -

رسول مقبول صلعم نے یہ فرمایا ہے کہ جس شخص نے علی کو دوست رکھا گویا اُس نے مجکو دوست رکھا اور جس نے علیؑ کو رنج پہنچایا گویا اس نے مجکو رنج پہنچایا اور جس نے مجکو رنج پہنچایا اُس نے خدا کو رنج پہنچایا - اور جس نے علیؑ کو بُرا کہا گویا اُس نے مجکو بُرا کہا -

ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے علیؑ تم پر عیسیٰ کی مثل صادق آتی ہے - یعنے یہودیون نے تو یون اپنے کو خراب و تباہ کیا کہ انھون نے عیسیٰؑ اور اُنکی مان مریم علیہا السلام کو بہت رنج پہنچایا اور گالیان دین اور نصرانی اس واسطے معتوب بارگاہ ہوے کہ اُنھون نے عیسیٰؑ کو اس مرتبہ پر چڑھایا جس مرتبہ کے وہ لایق نہین تھے - اسیطرح وہ دونون فریق بھی ہلاک ہونگے جو حد سے زیادہ تمھاری اور میری دوستی اور دشمنی پر کمر بستہ ہون [1]

حضرت علیؑ کی بعض فصیلتات و کلمات حکمت آمیز [2]

آپکی نصفت کا اس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ ابو رافع نے جو آپکے

---

[1] تاریخ الخلفا صفحہ ۱۱۷ -

[2] یہ تمام حالات و واقعات تاریخ الخلفا کے صفحات ۱۲۰ - ۱۲۷ مین ملینگے اور اگر اس کتاب کے علاوہ اور کسی کتاب سے کوئی مضمون لیا گیا ہے تو اُسکی بھی تصریح کر دیگئی -

خزانچی تھی بیت المال مین سے ایک قیمتی موتی آپکی بیٹی کو پہنایا تھا۔ چونکہ علیؓ جانتے تھے
کہ وہ موتی بیت المال مین تھا آپنے دیکھ کر فرمایا کہ اس لڑکی کو یہ موتی کہان سے
دستیاب ہوا مین اسکو سزا دونگا کیونکہ یہ موتی بیت المال مین تھا اور یہ عام
مسلمانون کا حق ہے یہ سنکر ابورافع نے عرض کیا یا امیرالمومنین مین نے
پہنایا ہے علیؓ نے ابورافع کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا جب سے کہ مین نے فاطمہؓ سے
نکاح کیا ہے اسوقت سے میرے پاس بجز اس مشک کے چمڑے کے اور کوئی فرش
نہین جسپر ہم رات کو سوجایا کرتے ہین اور اسی پر اونٹون کو چارہ کھلایا جاتا ہے
اور اسی مین پانی بھی بھر کر لایا کرتے ہین۔ اور نہ میرے پاس کوئی خادم [1]
علیؓ کے پاس اصفہان سے کچھ مال آیا تھا آپ نے اُسکے سات حصے کرکے تقسیم
کردیا۔ اسمین ایک روٹی بھی تھی اُسکے بھی آپ نے سات ٹکڑے کرکے تقسیم کردیے
ہارون عنترہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ مین ایک مرتبہ جاڑہ کے موسم
مین علیؓ کے پاس گیا آپ ایک پرانی چادر اوڑھے ہوے بیٹھے تھے اور جاڑہ کی
شدت سے کانپ رہے تھے۔ مین نے عرض کیا یا امیرالمومنین اس بیت المال مین
آپکا بھی تو حصہ ہے پھر آپ کیون ایسی حالت پر رہتے ہین۔ آپ نے فرمایا مین ایسی
چیزین نہین لے سکتا ہون جسمین عوام کا حق ہے اور یہ چادر میرے لیے کافی ہے [2]
جب علیؓ کے سامنے کوئی مقدمہ پیش کیا جاتا تھا تو فوراً آپ فیصل کردیتے
تھے۔ بیچارے متخاصمین کو مدت تک پریشان کرنا آپ کو بہت ہی ناگوار معلوم ہوتا تھا
یعنی اگر کوئی مقدمہ آپ کے پاس پیش کیا جاتا اور آپ اسوقت جس جگہ اور جس

[1] تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۲۰۲ - ۲۰۳ -

[2] تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۲۰۲ - ۲۰۳ -

حال مین ہوتے تو بلا تاخیر آپ انفصال مقدمہ کیلیے وہین بیٹھ جاتے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کہین تشریف لیجا رہے تھے۔ راہ مین ایک مقدمہ کے فریقین نے اپنا مقدمہ بغرض انفصال پیش کیا۔ آپ اسی جگہ ایک شکستہ دیوار (جو بہت ہی قریب الانہدام تھی) کے نیچے اُنکا مقدمہ فیصل کرنیکے لیے بیٹھ گئے کسینے عرض کیا یا امیرالمومنین دیوار بہت ہی قریب الانہدام ہے۔ آپ نے فرمایا کچھ پروا نہین خداوند کریم بڑا نگہبان ہے مقدمہ کے انفصال کے بعد جب آپ اُٹھ کر چلے اور دس پانچ ہی قدم بڑھے تھے کہ دیوار گر پڑی۔

حضرت علیؓ نے موت کا خیال بہت دلایا ہے مگر اُس سے ڈرنیکو بھی منع کیا ہے حضرت فرماتے ہین کہ "اذا بلغ الرجل اربعین سنۃ نادی منادی رحیل" یعنی جب آدمی چالیس برس کا ہوجاتا ہے تو ایک منادی آواز دیتا ہے کہ اب کوچ ہے۔

حضرت نے اللہ تعالی جلشانہ کے اس قول "اذا جاء اجلکم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون" مین بیان فرمایا ہے کہ موت سے حذر کرنا بیکار ہے کیونکہ جو وقت اُسکا مقرر ہے اُسوقت وہ ضرور آئیگی اور کسیطرح رُک نہ سکیگی اور جو وقت اُسکا نہین ہے کوئی شخص اُسکو لا نہین سکتا۔

علاوہ اسکے حضرت کے کلمات حکمت آمیز کی نسبت بہت سی حدیثین ہین کتاب نہج البلاغت مین حضرت کے خطبات ہین جو فصاحت و بلاغت مین آپ ہی اپنی نظیر ہین۔ حضرت کی تصنیفات مین ایک دیوان بھی بیان کیا گیا ہے۔ ناظرین کتاب ہذا کے ملاحظہ کیلیے ہم آپکے دیوان سے ایک قطعہ انتخاب کرکے ذیل مین درج کرتے ہین۔

قطعہ

الا یا ساکن القصر المعلی ٭ ستدفن عنقریب فی التراب ٭ لنا ملک ینادی کل یوم ٭ لدوا للموت وابنوا للخراب

ترجمہ

اے بلند بنگلوں اور کوٹھیوں کے رہنے والو۔ تم بہت جلد خاک مین دفن ہو جاؤ گے۔
ہر روز عین ایک فرشتہ آواز دیتا ہے۔ کہ تم مرنیکے لیے پیدا ہوے ہو اور یہ جو عمارتین
تمنے بنائی ہین ضرور اُجڑینگی۔

آپ نے ایک اور کتاب لکھی ہے جسمین آپ نے علم تجوید اور علم صرف و نحو کے
بہت سے مسائل نہایت عمدگی اور حسن تنبیت سے بیان کیا ہے۔[1]

علیؑ کی ذہانت اور حضور علم کی یہ کیفیت تھی کہ ایک مرتبہ آپ کے پاس دو شخص
جھگڑتے ہوے آئے۔ اُنمین سے ایک (مدعی) نے عرض کیا یا امیر المومنین
میرے پاس تین روٹیان تھین اور مدعی علیہ کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ اسکے
پاس پانچ روٹیان تھین ہم دونون ملکر ایک جگہ کھانیکے لیے بیٹھ گئے اور ایک
تیسرا شخص بھی آکر ہمارے ساتھ کھانے مین شریک ہو گیا ہم تینون نے
برابر برابر روٹیان کھائین۔ کھانیسے فارغ ہونیکے بعد اُس شخص نے ہم دونوکو
آٹھ درہم دیکر یہ کہا کہ تم دونون اپنے اپنے حصہ متناسبہ کے موافق ان درہمونکو
تقسیم کرلو۔ مدعی علیہ یعنے جسکی پانچ روٹیان تھین آپ پانچ درہم لینا چاہتا ہے
اور مجکو تین درہم دینا چاہتا ہے مجکو اس مین تامل ہے مین چاہتا ہون کہ مجکو
بھی چار درہم ملین یا میرے حصہ متناسبہ کے موافق ازروے انصاف کے
جو حصہ ہوتا ہے وہ ملے۔ آپ نے فرمایا کہ تیرا نفع اسی مین ہے کہ تو تین درہم
لے لے ورنہ ازروے انصاف اور حساب کے بدیہی مسئلہ کی رو سے تجکو ایک
درہم سے زیادہ نہین ملسکتا۔ اب مدعی گھبرایا اور عرض کیا کہ اُسکی وجہ بتلایئے
فرمایا کہ اگر مدعی علیہ کی روٹیون کے جو پانچ تھین برابر برابر تین تین حصے کیے جائین

[1] تاریخ الخلفاء صفحہ۔ ۱۲۳۔

تو اُسکی روٹیون کے پندرہ ثلث ہوتے ہین اور تیری روٹیون کے جو تین تھین بلا کم و کاست تین تین حصے کیے جائین تو نو ثلث ہوتے ہین اور یہ امر تم دونوں کا مسلم ہے کہ ہمنے وہ روٹیان آپسمین علی السویہ تقسیم کرکر کھائین یعنی کسینے تم مین زیادہ یا کم نہین کھایا - اب اگر ان چوبیس حصون کو تین پر تقسیم کرین تو فی کس آٹھ آٹھ حصے آتے ہین اور تیری روٹیون کے کل نو حصے تھے جن مین سے تونے آٹھ حصے کھائے اور ایک حصہ بچ رہا اور مدعی علیہ کی روٹیون کے کل پندرہ حصے ہوے جسمین سے اُسنے آٹھ حصے کھائے اور سات حصے بچ رہے تیسرے اجنبی شخص نے تیرے حصونمین سے صرف ایک حصہ کھایا اور مدعی علیہ کے حصونمین سے سات حصے کھائے اسی حساب سے اُس نے تم دونوں کو درہم بھی آٹھ ہی دیے پس اس حساب سے تجکو ایک ہی مل سکتا ہے نہ اس سے زیادہ اور اُسکو سات درہم دینا بھی قرین انصاف ہے -

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کے پاس ایک مجرم کو جو جرم سرقہ کی علت مین ماخوذ ہوا تھا گرفتار کرکے لائے اور آپسے غرض کیا یا امیر المومنین یہ سرقہ کا مجرم ہے چونکہ آپ اُسوقت ایک اور مقدمہ کے انفصال مین مصروف تھے انکی طرف متوجہ نہوے اور جس مقدمے کے انفصال مین آپ مصروف تھے اُسکے گواہ جھوٹے قرار پائے اُنکو آپ نے یہ کہکر ڈرایا کہ جو کوئی میرے پاس جھوٹے گواہ لائے گا مین اُسکو سخت سزا دونگا - پھر آپ ان لوگون کی طرف متوجہ ہوے جنھون نے مجرم کو سرقہ کی علت مین گرفتار کیا تھا چونکہ اس مقدمہ کے گواہ بھی جھوٹے تھے آپ کے اُس کلام کو سُنکر جو پہلے مقدمے کے جھوٹے گواہون کی نسبت آپنے فرمایا تھا بھاگ گئے - جب مقدمہ پیش ہوا تو گواہ ندارد تھے - آپ نے فوراً اس مجرم کو رہا کردیا -

قاضی شریح (جبکہ وہ کوفہ مین قاضی تھے) بیان کرتے ہین کہ جب علیؑ صفین کو
تشریف لیگئے تھے تو وہان آپکی زرہ گم ہوگئی تھی۔ جنگ ختم ہونیکے بعد آپ کوفہ کو
تشریف لائے۔ آپ نے یہان ایک یہودی کی ہاتھہ مین اپنی زرہ دیکھی اُس سے
آپ نے فرمایا کہ یہ میری زرہ ہے کیونکہ نہ مینے بیچی ہے اور نہ کسیکو مین نے ہبہ کی ہے
یہودی نے کہا آپکا بیان سچ نہین ہے کیونکہ یہ زرہ میری ہے اور اُسکی بڑی
دلیل یہ ہے کہ میرے قبضہ مین ہے اگر آپ کے پاس کوئی ثبوت ہو تو پیش کیجے
آپ نے فرمایا قاضی کے پاس چلو۔ یہودی نے کہا مین آپسے اول چلنے پر تیار
ہون۔ آپ عدالت مین جاکر قاضی کے بازو سے بیٹھ گئے اور قاضی سے آپ نے
یہ فرمایا اگر میرا خصم یہودی نہوتا تو مین فریقین کے کھڑے رہنے کی جگہ پر کھڑا ہوتا
اور اسلیے کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہودیون کو نہایت ذلیل
وخوار کرو اللہ تعالی نے بھی انکو ذلت کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔ قاضی صاحب نے
عرض کیا یا امیر المومنین آپ اپنا دعوی بیان فرمائیے۔ علیؑ اس طور پر بیان
فرمانے لگے کہ یہ زرہ جو یہودی کے پاس ہے میری ہے نہ مین نے یہ زرہ کسی کے
ہاتھہ بیچی ہے اور نہ کسیکو ہبہ کی ہے۔ پھر قاضی نے یہودی سے کہا تیرا کیا دعوی ہے
بیان کر اسنے کہا یہ زرہ میری ہے اور اُسکی بڑی دلیل یہ ہے کہ میرے قبضہ
مین ہے۔ قاضی شریح نے علیؑ سے گواہ طلب کیا۔ علیؑ نے فرمایا ہان قنبر اور
حسنؑ اسکے گواہ ہین۔ قاضی نے آپ سے عرض کیا یا امیر المومنین آپ جانتے
ہین کہ بیٹے کی شہادت باپ کیلیے مقبول نہین ہوتی ہے۔ آپ نے اس حسن وخوبی سے
قاضی کی اس حجت کو رد کیا کہ قاضی صاحب کو لاجواب ہی ہونا پڑا۔ یعنی آپنے
فرمایا کہ باپ کی شہادت اولاد کے حق مین اور اولاد کی شہادت باپ کے
حق مین اُن خرابیون کے انسداد کی وجہ سے ممنوع ہے جو کمال محبت سے

واقع ہوتی ہین پس جس شخص کو دنیا سے پہلو تہی ہو اور اوسکی دیانت داری کی آفتاب سے زیادہ روشن دلیل ہو پھر کیا وجہ ہے کہ ایسے شخص کی شہادت نامنظور کی جاوے چنانچہ رسول مقبول صلعم سے بہت سی حدیثین حسنؑ اور حسینؑ کی فضیلت اور اون کی صفات حمیدہ کی نسبت روایت کی گئی ہین ایک انمین سے یہ ہے کہ رسول مقبول صلعم نے یہ فرمایا کہ حسنؑ اور حسینؑ نوجوان اہل جنت کے سردار ہین۔ اس حدیث سے حسنؑ اور حسینؑ کا قطعی جنتی ہونا ثابت ہے آپکی اس تقریر سے خدا جانے یہودی کے دل پر کیا اثر پڑا کہ وہ مسلمان ہی ہوگیا۔ یعنی یہودی نے آپکی تقریر سنکر یہ کہا کہ یا امیر المومنین مجکو بھی قاضی کے پاس آنے کی اجازت دیجیے۔ اور مین اس امر کی گواہی دیتا ہون کہ آپکا بیان بالکل سچ ہے اور یہ زرہ آپ ہی کی ہے اور مین اس بات کی بھی گواہی دیتا ہون کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہین ہے اور یہ بھی گواہی دیتا ہون کہ محمد رسول اللہ صلعم خدا کے رسول برحق ہین۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ امیر المومنین علیؑ کوفہ مین تشریف رکھتے تھے آپ کی ملاقات کیلیے حکمائے عرب مین سے ایک حکیم آیا اور آپکی ملاقات سے مشرف ہوا اور عرض کیا یا امیر المومنینؑ نہ آپ کو خلافت کی احتیاج ہے اور نہ خلافت سے آپ کو کسی قسم کی زینت ہی بلکہ نفس خلافت کو آپ سے زینت ہے اور وہ آپکی محتاج ہے

علیؑ بیت المال مین نماز پڑھا کرتے تھے اور عام لوگون کو وہان آنیکی اجازت تھی تاکہ لوگون کو اپنے دلمین اس خیال فاسد کے لانیکا موقع نہ ملے کہ امیر المومنین مسلمانون سے مال مخفی رکھتے ہین۔

علیؑ فرماتے ہین کہ اے لوگو تم آپسمین ایک دوسرے سے مل جل کر ایسے اتحاد سے رہو جیسے کہ شہد کی مکھیان رہتی ہین۔ انکے سوا دوسرے پرندونمین ایسا اتفاق نہین ہے بلکہ ہر پرند کا یہ خاصہ ہے کہ اپنی نوع کے ہر فرد کو ضعیف

جانتا ہے۔ اس اتفاق کی وجہ سے شہدا کی مکھیوں کے پیٹ میں جو نعمت بھری ہوئی ہے
اگر دوسرے پرندوں کو یہ معلوم ہوتا تو وہ کبھی اتحاد سے رہنے سے باز نہ آتے۔
ہر شخص کا فرض ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ زبان سے جسمانی مدد سے دلی محبت سے
اتفاق کے ساتھ بسر کریں اور عمل میں ہم سب سے علیحدہ رہیں کیونکہ اگر کوئی شخص
بُرا کام کرے تو اُسکے شریک نہ ہونا چاہیے۔

آپ فرماتے تھے کہ اے عالمان قرآن اپنے علم کے موافق عمل بھی کرو عالم
وہی ہے جو اپنے علم کے موافق عمل کرے۔ اسی نصیحت کی ضمن میں آپ نے یہ بھی
فرمایا کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا جس زمانہ کے عالموں کا علم حلق سے نیچے نہ اُترے گا
اس سے آپ کا یہ مطلب تھا کہ اُنکا علم صرف ظاہر طور پر رہ جائیگا کوئی اپنے علم کے مطابق
عمل نکریگا اور جنکا ظاہر باطن کے خلاف ہوگا اُنکا عمل علم سے بالکل مغائر ہوگا
اور علمی مجلسوں میں ہر عالم اپنے ہی علم پر نازاں رہیگا اور دوسرے عالم کو حقارت سے
دیکھیگا۔ پس ایسے عالموں کا کوئی عمل بارگاہ ایزدی میں مقبول نہوگا۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں " الدنیا اولها عناء وآخرها فناء وحلالها حساب وحرامها
عذاب من صح فیها امن ومن مرض فیها ندم ومن استغنی فیها فتن ومن افتقر
فیها حزن ومن ساعاها فاتته ومن نظر فیها اعمته "؟

ترجمہ

عقلمند کو چاہیے کہ دنیا پر فریفتہ نہو اور ادبار سے اُسکے رنجیدہ نہو کیونکہ
ابتدا اُسکی مشقت و رنج ہے اور انتہا اُسکی عدم اور فنا ہے۔ اور اُسکی حلال
چیزوں سے بھی روز جزا میں حساب لیا جائیگا اور اُسکی حرام چیزوں کے ارتکاب سے

؟ روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ۵۰۳۔

اُس روز عذاب دیا جائیگا۔ اور جو کوئی اس جہان میں تندرست رہیگا وہ مغرور ہوجائیگا اور جو کوئی اس عالم میں مبتلائے امراض ہوگا وہ غمناک ہوگا اور جو کوئی فقیر و محتاج ہوگا وہ فتنوں اور آفات میں مبتلا ہوگا اور اسکی مفارقت سے غمگین ہوگا۔ اور جو کوئی اسکو جمع کریگا وہ اُسکے ساتھ وفا نہ کریگی۔ اور جو کوئی اُسکی طرف نظر کریگا اُسکی چشم بصیرت کی بینائی گم ہوگی۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ "فرض اللہ تعالی الایمان تطہیراً من الشرک والصلوٰۃ تنزیہاً عن الکبر والزکوٰۃ تسبیباً للرزق والصیام ابتلاء۔ الاخلاص الخلق والحج تقویۃ للدین والجہاد عز للاسلام والامر للمعروف مصلحۃ للعوام والنہی عن المنکر ردعاً للسفہاء۔ والقصاص حقاً للدماء۔ وترک شرب الخمر تحصنا للعقل وترک الزناء تحصنا للنسب وترک اللواطۃ تکثیراً للنسل وبقاؤہ"؟

ترجمہ

یعنی اللہ تعالی نے نماز کو اسلیے فرض گردانا کہ بندگان مومن عیب کبر سے جو کہ ایک نہایت مذموم صفت ہے محفوظ رہیں۔ اور زکوٰۃ کی فرضیت اس اصول پر مبنی ہے کہ محتاج لوگوں کے لیے ذریعہ معاش کا مہیا ہوجائے اور صوم (روزہ) اس حکمت کی بنا پر فرض کیا گیا کہ بندگان خدا سب سے ممتاز رہیں اور حج دین مبین کی تقویت کیلیے لازم قرار دیا گیا اور جہاد میں یہ فائدہ و حکمت رکھی گئی ہے کہ دین اسلام مرتفع ہو اور علامات کفر مٹ جائیں اور امر معروف اس حکمت یعنی انتظام ملک و ملت پر مبنی ہے۔ اور نہی عن المنکر بیوقوف اور جاہلوں کی تنبیہ اور چشم نمائی کیلیے قرار دیا گیا۔ اور قیام قصاص

؟ روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ۲۷ ۵ ۔

نفوس انسانی کی ہلاکت کے انسداد کا باعث ہی۔ شراب عقل کے برقرار رکھنے اور نیک و بد کی تمیز کے قائم رکھنے کیلئے حرام کیگئی ہی۔ اور ترک زنا میں انساب کی حفاظت ہے اور ترک لواطت کثرت نسل و توالید کی باعث ہی۔ ٹر

آپ یہ بھی فرماتے تھے طوبی لمن ذکر المعاد وعمل للحسنات وقنع بالکفاف ورضی عن اللہ تعالیٰ ٹز

ترجمہ

خوش حال وہ شخص ہی کہ معاد کو یاد کرے اور مثوبات اخروی کی تحصیل کیلئے عمل نیک کرے اور جو معاش کہ پسندیدہ ہو اُسپر قانع ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضا پر راضی رہے۔

علیؑ یہ بھی فرماتے تھے کہ ”اغنی الغناء العقل واکبر الفقر الحمق واوحش الوحشۃ العجب واکرم الحسب حسن الخلق“ ؀

ترجمہ

جو کوئی کہ زیور عقل سے آراستہ ہی وہ سب سے زیادہ تونگر ہے اور سب سے زیادہ مفلس وہ شخص ہے جو صفت حماقت سے موصوف ہو اور سب سے زیادہ وحشت پیدا کرنیوالی شے خود پسندی ہے۔ سب سے بہتر کمالات نفسانی حسن خلق ہی۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے ”الغنی فی الغربۃ وطن والفقر فی الوطن غربۃ“ ؁

ترجمہ

یعنے جو شخص کہ غنی اور متمول ہوگا ہر شخص سفر میں بھی اُسکی مصاحبت پسند کریگا

ٹر روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ۵۳۷۔ ؀ روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ۵۳۷۔
ٹز ٫٫ ٫٫ ٫٫ ٫٫ ۵۳۷۔ ؁ ٫٫ ٫٫ ٫٫ ٫٫ ۵۳۷۔

اور جو شخص فقر و محتاجی مین مبتلا ہوگا وہ اپنے وطن مین مسافر کیطرح سمجھا جائیگا سعدی علیہ الرحمہ کے یہ اشعار بھی اسی مضمون کے مطابق ہین ۔

قطعہ

منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست ہر جا کہ رفت خیمہ زد و خوابگاہ ساخت
وانرا کہ بر مراد جہان نیست دسترس در زاد و بوم خویش غریب است و ناشناخت

آپ یہ بھی فرماتے تھے "عیبک مستور ما اسعدک جدک ۔۔ ژ

ترجمہ

یعنی جبتک کہ کسیکا زمانہ مددگاری پر رہتا ہے اُسکے عیب لوگونکو نہین دکھائی دیتے ۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے " لا مال انفع من العقل ولا وحدۃ اوحش من العجب ولا عقل کالتدبیر ولا کرم کالتقوی ولا قرین کخلق الحسن ولا میراث کالادب ولا قائد کالتوفیق ولا تجارۃ کالعمل الصالح ولا ربح کالثواب ولا ورع کالوقوف عند الشبہۃ ولا زہد کالزہد فی الحرام ولا علم کالتفکر ولا عبارۃ کاداء الفرائض ولا الایمان کالحیاء والصبر ولا حسب کالتواضع ولا شرف کالعلم ولا عزم کالحلم ولا مظاہرۃ اوثق من مشاورۃ " ۔ ھو

ترجمہ

یعنی کوئی ال عقل سے زیادہ نافع نہین ہے، ورکوئی تنہائی خود پسندی سے زیادہ وحشت انگیز نہین ہے اور جس کسی مین تدبیر نہین اُسمین عقل ہی نہین ۔ پرہیزگاری کے برابر کوئی کرم نہین ہے ۔ اخلاق نیک کے برابر کوئی ہمنشین نہین ہے ۔ اور کوئی میراث حسن ادب

ژ روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ۵۳ ۔

بہتر نہین ہے۔ توفیق نیک کی برابر کوئی راہبر نہین ہے۔ اور عمل صالح کے برابر کوئی تجارت نافع نہین ہے۔ اور ثواب کے برابر کوئی فائدہ نہین ہے۔ شبہی امور مین دستاندازی نکرنیسے زیادہ کوئی ورع (تقوی یا پرہیزگاری) نہین ہے۔ ارتکاب محرمات سے باز رہنے کے برابر کوئی زہد نہین ہے۔ قدرتی مصنوعات مین اندیشہ و فکر کرنے سے زیادہ کوئی عمل نہین ہے۔ شرم و تحمل کے برابر کوئی ایمان نہین ہے۔ انکساری سے بہتر کوئی کمال نہین ہے۔ دانشمندی کے برابر کوئی برتری نہین ہے۔ مشورہ کے برابر کوئی سعاونت نہین ہے[1]

آپنے یہ بھی فرمایا ہے کہ "اضاعۃ الفرصۃ غصۃ"[2]

ترجمہ

یعنی جس شخص کو کہ فرصت حاصل ہے اور جو کام کہ اسوقت کرنیکا ہے اسوقت نکرے اخیر میں وہ محنت و رنج مین مبتلا ہوگا۔

ایک استاد نے اس مضمون کو اپنے ایک موزون شعر مین نہایت آبدار الفاظ مین بیان کیا ہے

شعر

وقت ہر کار نگہدار کہ نافع نہ بود ۔۔۔ نوشدارو کہ پس از مرگ بسہراب دہند

یہ بھی آپکا فرمان ہے کہ "من اعطی اربعًا لم یحرم اربعًا من اعطی الدعاء لم یحرم الاجابۃ ومن اعطی التوبۃ لم یحرم القبول ومن اعطی الاستغفار لم یحرم المغفرۃ ومن اعطی الشکر لم یحرم الزیادہ"[3]

---

[1] مصنف روضۃ الصفا کہتا ہے کہ ان مضامین کی تفصیلین شرح نہج البلاغت مین مذکور ہین۔

[2] روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ۵۳۷۔

[3] " " " " " ۵۳۷

ترجمہ

یعنی جس شخص کو چار چیزوں کی توفیق دیگئی ہے اُسکو اور چار چیزیں عطا ہو سکتی ہیں۔
ایک یہ کہ جسکو دعا کرنے کی توفیق ہے وہ اجابت سے محروم نہ ہوگا دوسرے یہ
کہ جسکو توبہ کی توفیق ہوگی قبولیت سے بے نصیب نہوگا تیسرے یہ کہ جسکو استغفار
کی عادت ہوگی وہ آمرزش سے محروم نہوگا۔ چوتھے یہ کہ جسکی زبان شکر کی آشنا ہوگی
حصول نعمت کی زیادتی کا یہ بھی ایک سبب ہے۔ چنانچہ اسی مضمون کو اللہ تعالی نے بھی
اپنی کتاب میں مختلف مقامات میں اسطور پر بیان فرمایا ہے۔ دعا کے باب میں یہ
آیت ہے "ادعونی استجب لکم" مجھ سے دعا کرو میں قبول کرتا ہوں۔ استغفار
کی نسبت یہ آیت ہے "ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما"
یعنی جو کوئی برا کام کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے اور پھر اللہ تعالی سے مغفرت
کرے وہ اللہ تعالی کو غفور اور رحیم پائیگا یعنے اللہ تعالی اسپر رحم کریگا۔ شکر کے
باب میں اللہ تعالی نے یہ فرمایا ہے "لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی
لشدید" اگر تم شکر کروگے میں تمکو زیادہ نعمت عطا کرونگا اور اگر تم کفران نعمت
کروگے تو جان لو کہ میرا عذاب سخت ہے یعنے میں سخت عذاب دینے والا ہوں۔
اور توبہ کی باب میں یہ آیت ہے۔ "انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجہالۃ ثم یتوبون
من قریب فاولئک یتوب اللہ علیہم وکان اللہ علیما حکیما" توبہ اُن لوگوں کیلئے
ہے جو نادانستگی سے برا کام کرتے ہیں اور پھر جلدی توبہ کرتے ہیں اور اللہ تعالی
ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور اللہ بڑا حکیم اور عالم ہے۔

آپنے یہ بھی فرمایا ہے "ما احسن تواضع الاغنیاء للفقراء طلبا لما عند اللہ تعالی
واحسن منہ تکبر الفقراء علی الاغنیاء اتکالا علی اللہ تعالی۔ ؟

؟ روضۃ الصفا۔ جلد ۳ صفحہ ۳۰

ترجمہ

بہ نسبت فقرا کے تونگروں کی تواضع بہت ہی خوشنما ہے۔ اور فقیروں کا تونگروں سے محض اللہ تعالی پر بھروسہ کر کے تکبر کرنا اس سے بھی خوشنما ہے۔ علی علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص بدبختی و مصیبت مین گرفتار ہوجاے تو گھبرا کر اسکے ختم ہونے سے پیشتر اسکے دفعیہ مین کوشش کرنا نادانی کی دلیل ہے کیونکہ بدبختی و مصیبت وقت معینہ سے تو پہلے کسی صورت مین ختم نہین ہوسکتی ایسی صورت مین اسکے دفع کرنے مین کوشش کرنا نہ صرف نادانی اور پست ہمتی کی دلیل ہے بلکہ اس اقدام سے زیادہ تر اور تکالیف مین مبتلا ہوتا ہے۔

علیؑ سے پوچھا گیا یا امیر المومنین سخاوت۔ و جود مین کیا فرق ہے۔ آپنے فرمایا سخاوت اس صفت کا نام ہے جو انسان کے دلمین بلا طلب کسی کی داد و دہش کا ارادہ پیدا کردیتی ہے۔ اور جود اس صفت کا نام ہے جو انسان کو کسی کے طلب کرنیکے بعد داد و دہش پر آمادہ کرے۔

آپ فرماتے ہین کہ معصیت کی علامت یہ ہے کہ عاصی شخص عبادت الہی مین سستی کرنے لگتا ہے اور اسکی سزا یہ ہے کہ اسکے عیش و عشرت کی لذات مین تنگی اور خلل پیدا ہوتا ہے۔

حضرت علیؑ نزع کے وقت حضرت امام حسنؑ رونے لگے آپ نے فرمایا اے جان من مین تمھین آٹھ نصیحتین کرتا ہون اگر تم اسپر ہمیشہ اپنا عملدرآمد رکھوگے تو تمھین بہت مفید ہوگا۔ اولاً یہ کہ انسان کو سب سے زیادہ بے پروا کرنیوالی شئے عقل سے بڑھکر نہین ہے۔

ثانیاً یہ کہ احمقی سے زیادہ کوئی افلاس نہین ہے۔

ثالثاً یہ کہ تکبر اور عجب بہت وحشت پیدا کرنیوالی شئے ہے۔

رابعاً یہ کہ حسن خلق سے زیادہ کوئی جود و کرم نہین ہے۔

اسکے بعد آپ خاموش ہو گئے امام حسنؑ نے عرض کیا اے میرے باپ اور چار نصیحتیں کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک یہ کہ احمق کی مصاحبت سے بھی احتراز لازم ہے گو وہ اپنی دانست میں تمھیں کوئی نفع پہنچانا چاہتا ہے مگر اُسکا فعل تمھیں نقصان ہی پہنچائیگا۔

دوسرے یہ کہ جب تجربہ سے ثابت ہوجاے کہ فلان شخص دروغگو ہے اُس سے بھی محترز رہنا چاہئے کیونکہ ایسے شخص سے دو طرح کے نقصان متصور ہیں ایک یہ کہ وہ تمکو ایک ایسی شی باور کراتا ہے جسے تمکو باور نہیں کرنا چاہیے۔ دوسرے اسوجہ سے کہ وہ تمکو ایک ایسے امر سے باز رکھنا چاہتا ہے جس سے تمکو باز نہ رہنا چاہیے۔

تیسرے یہ کہ بخیل کی صحبت سے بھی احتراز لازم ہے اور بخیل کی صحبت میں بھی دو طرح کے نقصان متصور ہیں اولاً اسوجہ سے کہ اگر تم خود مفلس ہو تو وہ بخیال اس امر کے کہ تم اُس سے کسی شی کی درخواست کروگے اپنی ہی مفلسی بیان کریگا ثانیاً اسوجہ سے کہ اگر تم حقیقت میں تونگر ہو تو بھی تمکو اُس سے کسیطرح کا فائدہ نہیں بلکہ اگر تم امور خیر میں مال خرچ کرنا چاہوگے تو وہ تمکو اس امر سے باز رکھنے کی کوشش کریگا۔

چوتھے یہ کہ فاسق و فاجر کی بھی مصاحبت سے احتراز ضروری ہے اسلیے کہ وہ تمکو بھی ناشائستہ امور کے ارتکاب کی تحریک کریگا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ ان پانچ امور کو اپنے پیش نظر رکھے۔

اولاً یہ کہ بجز اپنی معصیت کے کسی سے نہ ڈرے۔

ثانیاً یہ کہ خدا کے سوا کسی سے امید نہ رکھے۔

ثالثاً یہ کہ جس چیز کا علم نہو اُسکے سیکھنے سے ہرگز شرم و حیا نکرے۔

رابعاً یہ کہ اگر کسی عالم سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور اُسکو وہ نہین جانتا ہے تو وہ عالم "اللہ اعلم" کہنے سے نہ شرمائے۔

خامساً یہ کہ کسی صورت مین دامن صبر ہاتھ سے نہ چھوڑے کیونکہ صبر ایمان کیلیے قائمقام سر کہ ہے۔ مثلاً اگر جسم سے سر جدا ہوجائے تو جسم محض بیکار پارہ گوشت ہوجاتا ہے اسیطرح اگر صبر جاتا رہے تو ایمان بھی چلا جائیگا۔

آپ نے فرمایا ہے کہ قریب یعنی رشتہ دار وہ ہے جو از روے اتحاد کے قریب ہو گو وہ نسب مین دور ہو۔ اور بعید یعنے بیگانہ وہ ہے جو از روے عداوت کے بعید ہوجائے گو وہ نسب مین قریب ہو۔

اسکی بدیہی مثال یہ ہے کہ دنیا مین انسان کے جسم کیلیے ہاتھ سے زیادہ کوئی شئے قریب نہین ہے۔ اگر ہاتھ مین فساد پیدا ہوجاتا ہے تو فوراً ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔

علی علیہ السلام کا عہد خلافت - بغاوتین اور اُسکے متعلق حالات

حضرت علیؑ کی خلافت ظاہری کے متعلق بڑی بحثین ہین اور یہ ایک بڑا مسئلہ متنازعہ مابین گروہ اہل تسنن اور اہل تشیع کے ہے۔ شیعونکا اعتقاد ہے کہ حضرت علیؑ کے ساتھ ظلم ہوا اور خلاف وصیت رسول اللہ صلعم وہ خلافت سے محروم رکھے گئے۔ مگر اہل تسنن کا یہ قول ہے کہ خلافت کا جو سلسلہ شروع ہوا وہی حسب منشاء حضرت رسالت مآب صلعم کے تھا۔ خیر جو کچھ ہوا یہ ہوا کہ بعد حضرت رسول مقبول صلعم کے حضرت علی علیہ السلام خلیفہ نہین کیے گئے اور وہ اسیر ساکت بھی رہے جو ہم امامیہ مذہب والونکے اعتقاد کے بموجب تقیہ کی حالت تھی۔

حضرت عثمان بن عفان رضہ کی وفات کے بعد دوسرے روز صبحکو مسلمانون نے خلافت کیلیے جناب امیر المومنین علیؑ سے بیعت کی گو بعض اصحاب نے مثل زبیر اور طلحہ کے دلی رغبت سے بیعت نہین کی - یہ دونون صحابی ام المومنین رضہ کو ساتھ لیکر حضرت عثمان رضہ کی قصاص لینے کے بیان کے بہانہ سے بصرہ کو روانہ ہوے - جب امیر المومنین علی کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ بھی بصرہ کو روانہ ہوے اور وہان پہنچنے کے بعد ایک بڑی جنگ ہوئی اور یہی جنگ جنگ جمل کے نام سے بھی مشہور ہے[۱] طلحہ اور زبیر کی سوا اس جنگ مین قریب تیرہ ہزار مسلمانون کے قتل ہوے - جمادی الاول ۳۶ھ مین یہ واقعہ ہوا - یہان پندرہ روز قیام کرنیکے بعد امیر المومنین علیؑ کوفہ کو روانہ ہوے معاویہ جو بطور ناظم یا حاکم ملک شام کے پہلے سے تھے رفتہ رفتہ بالکل شاہانہ طریقہ سے رہتے تھے جو صحابہ کے طریقہ کے خلاف تھا اس سبب سے حضرت علی علیہ السلام اُنکو اُس خدمت پر نہین رکھنا چاہتے تھے - بلکہ آپکی یہ خواہش تھی کہ کسی نیکبخت - دیندار صالح پابند شریعت کو وہان مقرر کرین - یہ خبر سنکر معاویہ بھی مع اپنے ہمراہیونکے شام سے کوفہ آیا اور حضرت کی خلافت سے انکار کیا - اور بعد چند ماہ کے ماہ صفر ۳۷ھ مین مقام صفین مین معاویہ اور علیؑ کا مقابلہ ہوا - جب معاویہ کو اپنی شکست کی آثار دکھائی دینے لگے تو اُس نے عمرو بن العاص سے اس بارہ مین مشورہ کیا عمرو بن العاص اُسکے وزیر نے جو بڑا چالاک تھا معاویہ سے کہدیا کہ تم خاطرجمع رکھو - مین بہت آسان طریقہ سے اس کام کا فیصلہ کیے دیتا ہون - یہ دونون فوجین مقام نہروان مین جمع ہوئین - پس عمرو بن العاص نے از روے فریب کے جانبین کی افواج کے مقابل کیوقت ایک علم استادہ کیا جسپر قرآن شریف باندھکر لٹکا دیا گیا تھا اور آسنے محض بہ نیت دغا یہ بھی منادی کردی کہ اب لڑائی موقوف ہے

[۱] چونکہ اس جنگ مین ام المومنین عائشہ رضہ اونٹ پر سوار تھین اور فریقین مین مقابلہ ہو رہا تھا اسلیے

اور دونون فریقونکو چاہیے کہ کتاب اللہ پر عمل کرین پس طرفین کے لوگون نے
ناچار جنگ وجدال سے اپنا ہاتھ روک لیا گو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ یہ فریب ہے مگر
لوگون نے اس حالت مین کچھ توجہ نہ کی اور صلح کرنا قرار پایا دونون طرف سے پنچایت
کیلیے لوگ منتخب کیے گئے چنانچہ جناب امیر المومنین علی کی جانب سی ابو موسیٰ اشعری رضؓ
حکم (پنچ) مقرر ہے اور معاویہ کی جانب سے عمرو بن العاص حکم (پنچ) قرار دیا
گیا۔ ابو موسی اشعری رضؓ بہت سیدھے آدمی تھے وہ عمرو بن العاص کے دھوکے
مین آ گئے اور کہدیا کہ علیؑ خلیفہ نہین اسپر بڑا جھگڑا ہوا اور اسی واقعہ کی وجہ سے
لوگ باغی ہونے لگے اور اکثر اقطاع ممالک پر اپنا قبضہ کرنے لگے یہی باغی لوگ آخر کو
خوارج کے نام سے مشہور ہوہے۔ جناب امیر المومنین علیؑ اُنکی سرکوبی کے لیے ابن
عباس رضؓ کو روانہ فرمایا اور خود بھی بہ نفس نفیس اکثر باغیون کو قتل کیا۔[۱]

دوسرے سال ماہ شعبان ۳۸ھ مین مقام آذرح مین پھر فریقین کے لوگ جمع
ہوے اور سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور اور لوگون نے فریباً عمرو بن العاص
اور ابو موسی اشعری کو طلب کیا چونکہ عمرو بن العاص ایک چالاک اور فریبی
آدمی تھا اُس نے ابو موسی سے یہ اقرار لیا کہ پنچایت کے لوگ جسکو پسند کرین وہ
خلیفہ بنایا جائے اور اُس نے تخلیہ مین ابو موسیٰ رضؓ سے اس قسم کی تقریر کی
جسمین کسیقدر علیؑ کی طرفداری پائی جاتی تھی چونکہ ابو موسی رضؓ ایک سیدھے اور
سیدھے سادے مسلمان تھے انھون نے اس امر کو قبول کر لیا گو کسیقدر
اُنھون نے علی علیہ السلام کی خلافت پر زور دیا لیکن انھون نے عمرو بن العاص
کی فریب آمیز باتونکو نہین سمجھا۔ پس عمرو بن العاص ابو موسی سی اقرار لے کر

---

[۱] تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۸-۱۱۹-

فوراً معاویہ سے بیعت کی اور عوام نے بھی اُسکی پیروی کی۔ اب ابو موسی مخالف ہوے مگر اُنکی مخالفت سے کچھ کام نہین نکلا بلکہ اسکی خلاف مین لوگ علیؑ کیطرف سے بدظن ہوگئے اور جناب امیرالمومنین علیؑ بہت حیران ہوے اور غصہ سے آپ فرماتے تھے کیا مین نافرمان ہون جو معاویہ کی اطاعت کرون یہ ہرگز نہین ہوسکتا،، اب بغاوتین کثرت سے پھیلنے لگین اور آپ اُنکے فروکرنےمین اور باغیون کی سرکوبی مین سرگرم تھے۔ چنانچہ انھین بغاوتون مین آپ کے قتل کی کوششین ہونے لگین جو اخیر کو آپ کی شہادت کا باعث ہوئین۔

حضرت علیؑ پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہین کہ فوراً معاویہ کی امارت شام سے علحدہ کرنیکا حکم جلد اور بے وقت دیا لیکن لوگ اس تقدس اور خوف خدا کا خیال نہین کرتے جسکے لحاظ سے ایک امام اور خلیفہ رسول اللہ کو کام کرنا چاہیے جو دل سے چاہتا تھا کہ جو ظلم یا فعل خلاف شریعت اُنکے عہد خلافت مین اُنکے کسی امیر یا ناظم کیطرف سے ہو اُسکی ذمہ داری خود اُنکی تھی ورنہ حضرت علیؑ سے زیادہ متحمل مزاج اور طرح دینے والا کوئی تھا ہی نہین حضرت نے تیس برس کے قریب اس خوبی سے تینون خلفائے رسول کے ساتھ برتاؤ کیا جسکی مثال دنیا مین بڑے سے بڑے دانا اور فلاسفر مین بھی نہین موجود ہے۔

اس باہمی مسلمانون کی لڑائی کے نسبت بعض علماء کی یہ بھی راے ہے کہ اسکا ہونا بھی ضروری تھا اور یہی ایک چیز ہے جس سے مسلمانون مین باہم مقابلہ جائز ہوگیا ورنہ کسی مسلمان کو دوسرے مسلمان کے بُرے افعال کی روک کے لیے لڑائی جائز نہوتی مگر چونکہ حضرت علی علیہ السلام نے امیر معاویہ کے مقابلہ مین لشکرکشی کی تو اسکا جواز مسلمانون مین ہوگیا۔

شہادت امیر المومنین علی ابن ابیطالب[۱]

رسول مقبول صلعم کی حالت حیات مین ایکمرتبہ علیؑ بیمار ہوے آنحضرت صلعم حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کو ساتھ لیکر آپکی عیادت کے لیے تشریف لاے جناب رسالتمآب صلعم آپکو دیکھکر رونے لگے جناب شیخین رسول مقبول صلعم کو روتے ہوے دیکھکر آپسمین باتین کرنے لگے کہ شائد حضرت علیؑ اسی مرض مین وفات پائین سیدنا محمد صلعم نے شیخینؓ کا کلام سنکر فرمایا کہ نہین علیؑ اس مرض مین وفات نہین پائینگے بلکہ آیندہ کسیوقت شہید ہونگے - پھر آپ اُس مرض سے تندرست ہوگئے - چونکہ رسول مقبول صلعم آپکی شہادت کی بشارت دیچکے تھے علیؑ یہ فرماتے تھے کہ اُس بدبخت کو جو میری ڈاڑھی کو میرے سر کے خون سے رنگین کریگا یعنی مجکو قتل کریگا کیا فائدہ ونفع حاصل ہوگا -

آپ کی قتل کرنیسے پیشتر ایک دفعہ سفر مین ابن ملجم مرادی کا گھوڑا گم ہوگیا ابن ملجم نے حضرت علیؑ کے پاس آکر ایک گھوڑا طلب کیا جب حضرت علیؑ کی اُسپر نظر پڑی تو آپ نے یہ فرمایا -

مصرعہ

ارید عطاوہ و یرید قتلی

ترجمہ

مین تو اُسپر داد و دہش کرنا چاہتا ہون اور وہ میرے قتل کا ارادہ کرتا ہے -

واقعہ نہروان کے بعد عبدالرحمن بن ملجم مرادی اور برک بن عبداللہ التمیمی اور عمرو بن بکر السعدی جو خارجیون مین بہت ذلیل تھے مکہ مین جمع ہوکر مختلف ولایات کے عہدہ دارونکی شکایت کرنے لگے اور نہروان کے مقتولونکی تعریف و توصیف کرنے لگے

[۱] تاریخ الخلفا صفحہ ۱۱۹ - ۱۲۰ و تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۱۹۶ - ۱۹۶ و روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۵۲۱ - ۵۲۳

آخر کار انمین یہ بات قرار پائی کہ علی ابن ابیطالب اور معویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص کو قتل کرنا چاہیے۔ ابن ملجم نے جو مصر کا باشندہ تھا یہ کہا کہ مین علیؑ کا کام تمام کرتا ہون اس قرار داد کے موافق ان ظالمون نے اپنی اپنی تلوار ونکی باڑھ کو زہر سے آبدار کیا اور یہ قرار پایا کہ رمضان کی ۱۹ - کو قتل کرنا چاہیے۔ جبکہ علیؑ کوفہ مین تشریف رکھتے تھے ابن ملجم بھی کوفہ مین داخل ہوا یہان ابن ملجم ایک عورت پر جسکا نام قطامہ تھا دیکھکر فریفتہ ہوگیا چونکہ قطامہ بھی خوارج کے گروہ مین سے تھی ابن ملجم کو اپنا فریفتہ دیکھا کہنے لگی کہ اگر تو میرا مہر ادا کرے تو مین تجھ سے نکاح کرسکتی ہون ابن ملجم نے کہا تیرا کیا مہر ہے قطامہ نے کہا تین ہزار درہم اور ایک غلام اور ایک لونڈی اور علی ابن ابیطالب کا قتل میرا مہر ہے۔ اُس نے کہا علیؑ کا قتل تو اصل میرا مدعا ہے۔ قطامہ نے کہا مین اس کام کے لیے تیرے لیے اور مددگار بھی جمع کرسکتی ہون چنانچہ قطامہ نے اپنے خاندان کے ایک نامی شخص وردان اور ایک اور شخص کو جسکا نام شبیب بن بجرہ تھا علیؑ کو قتل کرنے مین ابن ملجم کی اعانت پر آمادہ کیا۔ مگر شبیب بن بجرہ نے ابن ملجم سے کہا علی کو قتل کرنا ذرا مشکل کام ہے۔ کوئی صورت نظر نہین آتی ابن ملجم نے کہا کوئی بڑی بات نہین ہے ہم مسجد مین چھپ کر بیٹھ جائینگے۔ جب علیؑ نماز کو آئین تو قتل کردینگے۔

آپ کے شہید ہونیکے روز موذن نے جسکا نام ابن البناج تھا آپکے پاس آکر الصلوٰۃ یا امیر المومنینؑ کہا لیس آپ نماز کیلیے باہر نکلے اور آپ نے بھی لوگونکو یہ آواز دی ”ایہا الناس الصلوٰۃ الصلوٰۃ“ پھر آپ مسجد کو روانہ ہوئے وہان ابن ملجم مرادی نے آپکے سر مبارک پر ایک تلوار مارکر یہ کہا ”الحکومۃ للہ لا لک ولا لاصحابک“ پھر یہ سب کے سب لوگ بھاگ گئے مگر لوگ تلاش ہی مین تھے

صبح کیوقت ابن ملجم تلوار خون آلود لیے ہوے کوفہ کی گلیون سے بھاگتا ہوا نظر آیا بنی فلس سے ایک شخص نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے کہا مین ابن ملجم ہون پھر اُس نے کہا غالباً امیر المومنین کو تو ہی نے قتل کیا ہے گو وہ ظالم چاہتا تھا کہ انکار کرے لوگون نے فوراً گرفتار کرلیا۔ اور آپ کے سامنے لاتے لوگون سے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر مین مرجاؤن تو اسکو قتل کردو اور مثلہ[1] مت کرو۔ آپکی وفات کے بعد وہ ظالم قتل کیا گیا۔

حضرت امام حسنؑ اور امام حسین اور عبداللہ بن جعفرؓ نے آپ کو غسل دیا اور امام حسن نے آپکے جنازہ پر نماز پڑھی۔ جس رات کو آپکی وفات ہوئی اُس شب آپ دارالسلطنت کوفہ مین دفن کیے گئے۔ یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ آپکی وفات کے بعد آپ کے جنازہ کو مدینہ منورہ کو اس غرض سے لے گئے کہ رسول مقبول صلعم کے پاس دفن کرین مگر راستہ مین اونٹ گم ہوگیا بعض کا بیان ہے کہ وہ اونٹ طلا دطی مین پایا گیا۔

جناب امیر المومنین خلیفہ چہارم حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی تاریخ ولادت و تاریخ وفات و مدت خلافت و مدت عمر و مدفن

امیر المومنین علیؑ بعد مرور تیس سال فیل و قبل از ہجرت تین سال تیرہ رجب

[1] ہاتھ پانون وغیرہ اعضا کے کاٹنے کو مثلہ کہتے ہین۔

[2]

روز جمعہ کو پیدا ہوئے۔ بعض کی نزدیک آپکا تولد بعد مروی پچیس سال فیل و قبل از بعثت بارہ سال ہی۔

علیؑ رمضان کی ۱۹ تاریخ ۴۰ھ روز جمعہ کو زخمی ہوئے اور اکیسوین کو آپکی وفات ہوئی بعض مورخین کا بیان ہی کہ انیس تاریخ کو آپکی وفات ہوئی اور بعض نے بیس تاریخ کو آپکی وفات بیان کی ہی مگر اہل تشیع نے اکیسوین تاریخ پر اتفاق کیا ہے۔

چار برس نو مہینے تک آپ زینت بخش سریر خلافت رہی۔[1]

علی علیہ السلام کی عمر ۶۳ برس کی ہوئی بعض مورخین ۶۵ بتاتے ہین اور بعض نے آپکی عمر ۵۸ برس قرار دی ہی۔ اور بعض کی نزدیک ۵۹ سال ثابت ہین۔ مگر پہلی روایت زیادہ صحیح ہے[2]

آپکی جائے دفن مین بڑے اختلافات ہین لیکن جمہور امامیہ کا اتفاق اسی پر ہے کہ متصل کوفہ وادی السلام مین جو اب نجف اشرف کی نام سے موسوم ہے اور جہان حضرت کا روضہ اقدس موجود ہی حضرت دفن ہوئے۔

حضرت علیؑ کی ازواج و اولاد کی تعداد

مع نام[3]

سب سی پہلے علیؑ نے فاطمہؑ بنت رسول اللہ صلعم سے نکاح کیا اور جب تک

---

[1] تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۲۰۱۔

[2] // // // ۲۰۱۔

[3] تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۲۰۱۔ ۲۰۲ و جلد ۴ صفحہ ۴۷۔ ۴۸۔

جناب سیدہ زندہ رہین آپنے دوسرا نکاح نہین کیا؟ حضرت سیدہ کا حال علیحدہ بیان کیا جائیگا۔

جناب سیدہؑ کی وفات کے بعد آپ نے ام البنین بنت الکلابیہ سے نکاح کیا ام البنین سے چار فرزند ہوے۔ عباسؑ۔ جعفرؑ۔ عبد اللہؑ۔ عثمانؑ اور یہ چارون کے چارون جناب سید الشہداؑ کے ساتھ شہید ہوے۔

تیسری بی بی آپکی لیلیٰ بنت مسعود بن خالد النہشلیۃ التمیمیۃ تھین انسے دو فرزند عبد اللہ۔ ابو بکر پیدا ہوے اور یہ دونون حسینؑ کے ساتھ شہید ہوے۔

چوتھی بی بی آپکی اسماء بنت عمیس الخثعمیۃ تھین انسے بھی دو فرزند پیدا ہوے محمد اصغر اور یحییٰ۔ محمد اصغر بھی اپنے بھائی حسینؑ کے ساتھ شہید ہوے۔

پانچوین بی بی کا نام صہبا بنت ربیعۃ التغلبیہ تھا یہ آپکی لونڈی تھین انسے ایک فرزند پیدا ہوے جنکا نام عمرو بن علی تھا۔ اور بیٹی جنکا نام رقیہ بنت علی تھا۔

چھٹی بی بی کا نام امامہ بنت ابی العاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس ہے انسے دو فرزند پیدا ہوے۔ محمد اوسط۔ محمد بن علی الاکبر جو محمد بن حنیف کے نام سے بھی مشہور ہین۔

ساتوین بی بی کا نام ام سعد بنت عروۃ بن مسعود الثقفیہ تھا انسے صرف تین بیٹیان ہوئین۔ ام الحسن۔ رملۃ الکبریٰ۔ ام کلثوم۔

آٹھوین بی بی کا نام مخبیہ بنت امراء القیس بن عدی الکلبیہ تھا انسے صرف ایک بیٹی پیدا ہوئی جنکی صغر سنی مین ہی وفات ہوئی انکا نام بھی نہین بیان کیا گیا۔

نوین بی بی کا نام جماعہ بنت المسیب بن نجبۃ الفزاری تھا۔ انکے بطن سے بھی ایک

؟ علی کی جناب سیدہ کے بطن مبارک سے جو اولاد ہے وہ مع نام و تعداد کے جناب سیدہ کے حالات مین بیان کی گئی ہے۔

فرزند پیدا ہوے جنکا نام عون تھا اور حسینؑ کی ساتھ شہید ہوے۔
علاوہ ان ازواج کے اور بیبیون سے جنکے نام نہین بیان کیے گئے ہین آپکی اور بیٹیان تھین جنکے نام یہ ہین۔ ام ہانی۔ میمونہ۔ زینب الصغریٰ۔ رملۃ الصغریٰ ام کلثوم الصغریٰ۔ فاطمہ۔ امامہ۔ خدیجہ۔ ام سلمہ۔ ام جعفر۔ جمانہ۔ نفیسہ۔

جناب سیّدہ فاطمہ علیہا السلام کے حالات

عمرو بن ابی سلمہ رضؓ فرماتی ہین کہ جب یہ آیت و انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس ویطہرکم تطہیرا نازل ہوئی تو جناب سیدنا محمد صلعم نے فاطمہ۔ حسن۔ حسین اور علی کو بلوایا اور ان سب کو اپنی گود مین بٹھا کر آپ نے ایک چادر اوڑھلی اور یہ دعا کرنے لگے یا اللہ یہ میرے اہل ہین نجاسات سے تو انکو پاک کر۔ ترمذی[1]
مسعود بن مخرمۃ رضؓ فرماتے ہین کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے بر سر منبر یہ فرماتے تھے کہ بنی ہشام بن مغیرہ مجھ سے اجازت مانگتے ہین کہ اپنی بیٹی کو علیؑ سے بیاہ دین مین ابو طالب کی بیٹے کو اس امر کی اجازت نہین دونگا۔ یعنی حضرت نے یہ بات پسند نہین کی کہ اپنی بیٹی ہشامی خاندان کی لوگونکے ساتھ جمع ہو۔ اسوقت آپ نے یہ بھی فرمایا کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو شخص فاطمہ کو رنج پہنچائیگا تو گویا اس نے مجکو رنج پہنچایا۔
ایک اور روایت مین ہے کہ خود علیؑ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تھا مگر چونکہ یہ امر جناب رسالتمآب صلعم کو ناگوار معلوم ہوا تو آپ اس ارادہ سے باز آگئے۔

---

[1] یہین سے پنجتن پاک کی وجہ تسمیہ چلتی ہے۔

ابن بریدہ رضہ فرماتے ہین کہ رسول مقبول صلعم کو عورتونمین جناب سیدہ بہت محبوب تھین اور مردونمین علی علیہ السلام -

جناب رسالتمآب صلعم نے فاطمہؓ حسنؓ اور حسینؓ سے فرمایا تم جس سے لڑوگی مین بھی اس سے لڑونگا اور جسکو تم امن دوگی مین بھی امن دونگا -

جناب ام المومنین حضرت عائشہ رضہ فرماتے ہین کہ مجکو فاطمہ کی سوا آنحضرت صلعم کے مشابہ آپکی چال چلن نشست برخاست اور دیگر فضائل مین کوئی شخص نظر نہین آیا -
آنحضرت صلعم فاطمہ کی بہت تعظیم کرتے تھے چنانچہ جب فاطمہ آپ کی ملاقات کیلیے تشریف لاتی تھین تو آپ استقبال کیلیے اٹھ کھڑے ہوتے اور بوسہ دیکر اپنی جگہ پر بٹھاتے - اسیطرح جب آنحضرت صلعم بھی فاطمہؓ کی گھر تشریف لیجاتے تو فاطمہ بھی آپ کے استقبال کیلیے اٹھ کھڑی ہوتین اور بوسہ دیکر اپنی جگہ بٹھاتی تھین - جب رسول مقبول صلعم علیل ہوے[1] تو جناب سیدہ عیادت کیلیے آئین اور جناب رسالتمآب صلعم کو جھک کر بوسہ دیا اسوقت رسول اللہ صلعم نے جناب سیدہ سے آہستہ کچھ فرمایا حضرت فاطمہؓ سر اٹھاکر رونے لگین - پھر آنحضرت صلعم نے کچھ آہستہ کہنے کیلیے اشارہ کیا حضرت فاطمہؓ نے پھر آپکے منھ کی قریب اپنا گال لگایا اور پھر کھڑے ہوکر ہنسنے لگین - چونکہ فاطمہؓ کی یہ حرکات خلاف عادت تھین مجکو بہت تعجب ہوا کیونکہ مین اپنی خیال مین فاطمہؓ کو تمام عورتونمین عقلمند سمجھتی تھی - نبی صلعم کی وفات کے بعد مین نے فاطمہ سے دریافت کیا کہ تم نبی صلعم کے مرض الموت مین آپ سے باتین کر کر اول مرتبہ کیون روئین اور پھر دوبارہ کس لیے ہنسین - جناب سیدہ نے عرض کیا یا ام المومنین اسکا سبب یہ تھا کہ جب مین نے آپسے باتین کین تو نبی صلعم نے مجکو

---

[1] اسی مرض مین آپ کی وفات ہوئی -

فرمایا کہ اسی مرض مین میری وفات ہوئی اسواسطے مین رونے لگی پھر دوبارہ آپ نے مجھ سے فرمایا تو کیون روتی ہے صبر کر اور میرے اہلبیت مین سے سب سے پہلے تو میرے پاس آئیگی یہ سنکر مین خوش ہوئی اور ہنسنے لگی۔

سیدنا محمد صلعم کی وفات کی بعد اور آپ کو دفن ہونے کے قبل جناب سیدہ نے یہ اشعار پڑھے تھے جسکے سننے سے ہر شخص رو دیتا تھا۔

اشعار

وا ابتاہ الی جبرئیل ننعاہ۔ وا ابتاہ من ربہ ما ادناہ۔ وا ابتاہ جنۃ الفردوس ماواہ۔ وا ابتاہ اجاب ربا دعاہ۔

ترجمہ

واحسرتا اے باپ اب وہ وقت ہمارے سامنے ہے ہم ہین جبرئیل کو آپکی وفات کی خبر دین۔

افسوس اے اباجان اب آپ اپنے پروردگار کے حضور مین تشریف لے گئے۔

وامصیبتا۔ اے اباجان جنت الفردوس اب آپکا مقام ہوگیا۔

آہ۔ اے میرے پیارے باپ آپ اپنے پروردگار کی حسب المطلب چل ہی دیئے۔

اسی واقعہ کے وقت جناب سیدہ نے اور بھی اشعار پڑھے۔ اور وہ یہ ہین۔

اشعار

ما ذا علی شم تربۃ احمد ا۔ ان لا یشم مدا الزمان غوالیا۔ صبت علی مصائب لو انہا۔ صبت علی الایام صرن لیالیا

ترجمہ

جو شخص احمد (محمد صلعم) کی قبر کی خاک سونگھی اُسپر کیا حق ہے۔ اُسپر یہ حق ہے کہ تمام عمر کوئی خوشبوئی نہ سونگھی۔ مجھ پہ وہ سخت مصیبتین پڑی ہین کہ اگر وہ دنون پہ پڑتین تو دن رات ہو جاتے۔

جب لوگ رسول مقبول صلعم کو دفن کر چکے تو اُسوقت فاطمہ ؓ نے ایک اصحاب سے

جنکا نام انس رضہ تھا یہ فرمایا "یا انس کیف سخت انفسکم ان تحثوا التراب علے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"!! اس دردناک جملہ کے سننے سے حاضرین کی آنکھوں سے بلا اختیار آنسو نکل پڑے۔

حضرت علی فرماتے ہین کہ فاطمہ ع کو چکی پیسنے سے نہایت تکلیف ہوتی تھی اسی زمانہ مین رسول مقبول صلعم کے پاس غلام آئے تھے آپ رسول مقبول صلعم کیخدمت مین اس غرض سے تشریف لے گئین کہ مین بھی آپسے ایک غلام مانگ لونگی تاکہ مجکو اس تکلیف سے کسیقدر نجات ہو۔ اسوقت نبی صلعم باہر تشریف لیگئے ہوے تھے حضرت فاطمہ نے حضرت عائشہ کو اپنے آنیکی غرض سے مطلع کیا اور واپس آئین جب آنحضرت محل مبارک مین تشریف لائے تو عائشہ رضہ نے آپکو فاطمہ کی درخواست سے مطلع کیا آپ سنکر چپ ہو گئے۔ شب کیوقت جناب رسالتمآب صلعم ہمارے مکانکو تشریف لائے اسوقت ہم اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے مین نے چاہا کہ اٹھکر آپ کا استقبال کرون آپ نے فرمایا اٹھو نہین تم اپنی ہی جگہ پر لیٹے رہو۔ یہ سنکر مین نے اپنے سینہ پر چادر کھینچ لی۔ آپ ایک جگہ بیٹھ گئے اور فرمانے لگے "تم دونونکو جس چیز کی خواہش ہے مین تمکو اس سے عمدہ ایک چیز بتلاتا ہون جو تمھارے خدمتگار سے زیادہ مفید ہے۔ یعنی جب تم اپنے بچھونے پر لیٹو تو ۳۴ مرتبہ تکبیر (اللہ اکبر) پڑھو۔ اور ۳۳ دفعہ تسبیح۔ (سبحان اللہ) پڑھو۔ اور ۳۳ مرتبہ تحمید (الحمد للہ) کہو" بخاری۔

حضرت فاطمہ علیہ السلام کے حالات مین اس مضمون کو بھی قلم انداز نہین کرنا چاہیے یعنی یہ کہ انکو انکے پدر بزرگوار کے روضہ اقدس مین دفن کی جگہ نہین

!! تمھارے دلون نے رسول مقبول صلعم پر کیسے دل سے مٹی ڈالنے کو کیسے گوارا کیا۔

دیگئی اور وہ جنت البقیع مین مدفون ہوئین - اور باغ فدک کا معاملہ ایسا بیش آیا جسکی وجہ سے شیعہ اور سنیون مین ایک بڑے جھگڑے کی بنیاد پڑگئی - حضرت فاطمہ نے اُس باغ کا دعوی کیا تھا مگر خلیفہ اول نے اُنکو نہین دیا اور یہ فرمایا کہ تمہاری یہ درخواست رسول اللہ صلعم کی ایک حدیث کے خلاف ہے یعنی یہ کہ نبی کا کوئی وارث نہین ہوتا ہے - حضرت فاطمہ نے کہا کہ قرآن سے وراثت ثابت ہوئی ہے تو حدیث اسکے خلاف کیونکر ہوسکتی ہے اور خود انبیاء کی وراثت کا ذکر قرآن مین ہے اور حضرت داؤد کا وارث حضرت سلیمان کو کیا مگر حضرت خلیفہ نے یہ فرمایا کہ اُنکو حدیث پہنچی ہی غرضکہ باغ فدک جناب سیدہ علیہا السلام کو نہین دیا گیا اور فریقین متفق ہین کہ حضرت فاطمہ تب سے حضرت خلیفہ اول سے تا وفات پھر کلام نہین کیا جسکو اہل تشیع کہتے ہین کہ سیدہ کا ترک کلام بوجہ عتاب اور ناراضگی کے تھا اور حضرات اہل السنن کہتے ہین کہ اسکا سبب یہ تھا کہ حضرت سیدہ محجوب ہوگئین کہ اپنے باپ کی حدیث کے خلاف دعوی کیا تھا غرضکہ یہ ایک بڑا مباحثہ ان فریقین مین ہے جسکو علمائے کلام نے بڑی آب وتاب سے لکھا ہے اور اعتقادات کی بنیاد اسپر ٹھہرتی ہی -

جناب سیدہ فاطمہ زہرا کا نکاح اور اُسکے متعلق حالات

جناب رسالتمآب صلعم اپنی سب بیٹیونمین جناب سیدہ کو بہت ہی چاہتے تھے - جب فاطمہ جوان ہوئین تو حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے بھی آنحضرت صلعم سے حضرت فاطمہ کی ساتھ نکاح کرنیکی درخواست کی آپ نے فرمایا ابھی تو وہ بہت چھوٹی ہی آخر کو حضرت علی نے خدمت مبارک مین جناب رسالتمآب صلعم سے جاکر حضرت فاطمہ سے نکاح کرنیکی درخواست کی رسول مقبول صلعم بہت خوش ہوے اور مرحبا فرمایا اور اُنکی درخواست قبول فرمائی - علی نے عرض کیا یا رسول اللہ مہر کے

قابل میرے پاس کوئی اسباب نہین ہی۔ آپ نے پوچھا کہ تمھارے پاس اسوقت کیا کیا اسباب موجود ہے۔ علیؑ نے عرض کیا یارسول اللہ ایک میرا گھوڑا ہے اور صرف ایک زرہ ہے آپ نے فرمایا تم اپنی زرہ بیچڈو لیکن گھوڑا نہ بیچنا کیونکہ تمھین جہاد کی ضرورت ہوگی حضرت نے نے وہ زرہ چارسواسی درم کو بیچی اور قیمت زرہ کی سب دراہم حضور مین لاے۔ رسول مقبول صلعم نے اُن دراہم مین سے ایک مٹھی بھر حضرت بلال رضؓ کو دیکر فرمایا کہ ان دراہم کی خوشبوئی یعنی عطر وغیرہ لے آؤ اور باقی آپ نے ام سلمہ رضؓ کو دیکر فرمایا کہ اس سے جہیز یعنی سامان خانہ داری فاطمہؓ کے لیے مہیا کرو۔ اسکے بعد آپ نے فاطمہؓ سے پوچھا کیا تمھارا نکاح حضرت علیؑ کے ساتھ کردیا جاے۔ سیدہ یہ سنکر خاموش ہوگئین اور سیدہ کی یہ خاموشی بمنزلہ رضامندی کے تھی جناب رسالتماب صلعم استیذان حاصل کرنے کے بعد ایکروز شرفا اور انصار و مہاجرین کو جمع کرکے خطبہ پڑھکر نکاح حضرت فاطمہ کا علیؑ کے ساتھ کردیا یہ محرم کی ۱۲ تاریخ تھی۔ احادیث مین آیا ہے کہ اُس روز جناب احدیت نے فرشتون کو حکم دیا تھا کہ جنت مین اظہار مسرت کرین اور جواہرات تصدق کیے جائین چنانچہ اس دن کے جواہرات جن حورون نے پائے اُنکو اسکا فخر ہے حضرت فاطمہؓ ایک اشتر پر سوار کرکے رخصت کی گئین جسکی لگام حضرت سلمان فارسی پکڑ کر لے گئے تھے۔ آپکا مہر پانسو درہم مقرر ہوا جو تقریباً اس زمانہ کے انگریزی سکہ کے ایک سو پانچروپیہ ہوتے ہین۔ اہل تسنن کے یہان سیدہ کی مہر کی تعداد چارسو دینار لکھی گئی ہے۔

حضرت فاطمہؓ کو رخصت کرنیکے بعد ایک روز جناب رسول مقبول صلعم اُنکے پاس تشریف لیگئے اور فاطمہؓ سے فرمایا اے فاطمہ ایک طشت مین پانی لاؤ سیدہ نے بھر لائین۔ آپ نے اُس پانی مین کلی ڈالی پھر حضرت فاطمہ سے فرمایا

آ گئے تو جب وہ آگے آئین تو آپ نے اُنکے سر و سینہ پر پانی چھڑکا اور پھر فرمایا کہ پیٹھ پھیرو اُنھون نے پیٹھ پھیری آپ نے سیدہ کی پیٹھ پر بھی پانی چھڑکا اور یہ دعا کی "اللھم انی اعیذہا بک و ذریتہا من الشیطان الرجیم" یعنی اے بارِ الٰہی مین تجھ سے فاطمہ اور اُسکی اولاد کے لیے شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہون۔ پھر آپ نے فرمایا پانی لاؤ علیؑ کہتے ہین مین سمجھا کہ یہ حکم مجھے ہی مین فوراً طشت مین پانی بھر لایا آپ نے حضرت علیؑ پر بھی اسیطرح پانی چھڑکا جسطرح کہ فاطمہؑ پر چھڑکا تھا اور آپ کے لیے یہ دعا کی "جمع اللہ شملکما و اسعد جدکما و بارک علیکما واخرج منکما کثیراً طیباً" یعنی خداتعالی تم دونون کو اتحاد سے اکٹھا رکھے اور تمھارا بخت بڑا کرے اور تم پر اپنی برکت نازل کرے اور تم سے برگزیدہ آفاق اور ارواح مطہر پیدا کرے۔ خداوندتعالی نے آپکی دعا قبول فرمائی اور کیسے کیسے اولیا، اور ائمہ معصومین آپکی اولاد مین پیدا کیے۔ جنکے تصرفات اور کرامات چلی آرہے ہین اور قیامت تک باقی رہینگے چنانچہ حضرت امام مہدی آخرالزمان علیہ السلام بھی فاطمہؑ کی اولاد مین ہوے۔ امام مہدی آخر الزمان کی نشانیٔن جو احادیث مین وہ بہت مشہور ہین اُس سے کوئی مسلمان انکار نہین کرسکتا۔

جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کی تاریخ ولادت۔ تاریخ وفات

مدت عمر۔ تعداد اولاد مع نام۔ مدفن

فاطمہؑ بعد مرور ۳۵ سال فیل کے مکہ مین پیدا ہوئین دوسری روایت مین ہے کہ سیدہؑ بعد مرور ۴۱ سال فیل پیدا ہوئین۔ ایک اور روایت مین ہے کہ ولادت شریف آپکی قبل از نبوت پانچ سال واقع ہوئی۔ اور تاریخ ولادت جناب ملا محمد باقر مجلسی رحہ ۲۰ جمادی الثانی لکھی ہے۔

بموجب روایت اہل تسنن سنہ ۱۱ھ سوم رمضان روز سہ شنبہ اور اہل تشیع کی بموجب

سوم جمادی الثانی کو آپکی وفات ہوئی ۔

جناب سیدہؑ کی عمر ۱۸ یا ۲۸ سال کی ہوئی اور جنت البقیع مین آپکی مرقد مبارک ہے

جناب فاطمہؑ کے دو فرزند حسنؑ اور حسینؑ اور تین بیٹیان زینب کبری ۔

ام کلثوم کبری ۔ رقیہ تھین ۔

حضرت کی اولاد مین سے محسن رضہ کے متعلق امامیہ اور اہل سنت مین اختلاف

ہے اہل سنت وجماعت کا یہ قول ہے کہ وہ پیدا ہوکر انتقال کر گئے اور امامیہ کہتے

ہین کہ خلیفہ ثانی نے حضرت علیؑ کو بیعت کیلیے بلانے گئے تھے اور دروازہ کھولا

توحضرت فاطمہ قریب تھین اسکا صدمہ حضرت کو پہنچا اور محسن کا حمل ساقط ہوگیا اور

وہ صدمہ ایسا تھا جس سے حضرت فاطمہ کی شہادت بھی واقع ہوئی ۔

امام حسنؑ کے حالات

حضرت امام حسن علیہ السلام بڑے بیٹے حضرت علی ابن ابیطالب اور جناب سیدۃ النساء العالمین

حضرت فاطمہ علیہا السلام کے ہین آپکی ولادت سنہ ۳ ہجری بمقام مدینہ واقع ہوئی تاریخ

ولادت مین بہت اختلاف ہے بعض ۱۵ رمضان بعض ۱۵ شعبان بیان کرتے ہین

آپ قد وقامت مین سیدنا محمد صلعم سے بہت ہی مشابہ تھے خصوصاً ناف سے

سر تک ۔

جب آپ پیدا ہوئے تو رسول مقبول صلعم نے آپکا نام حسن رکھا کیونکہ یہ ہم معنی

شبر کے ہے جو حضرت ہارون کے بڑے بیٹے کا نام تھا ہم امامیہ مذہب والون کا

عقیدہ یہ ہے کہ نام قبل از ولادت ہی رکھدیا گیا ۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پہلے

اہل عرب مین کسی کا نام حسن نہین تھا ۔ آپ کے تولد کی ساتوین روز آنحضرت صلعم نے

عقیقہ کیا اور یہ حکم فرمایا کہ آپکی موتراشی کی جاوے اور اُن بالون کی وزن کے برابر چاندی صدقہ دیجاوے۔

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ جناب رسالتمآب صلعم منبر پر بیٹھے ہوے وعظ فرما رہے تھے کبھی آنحضرت صلعم امام حسنؑ کیطرف متوجہ ہوتے اور کبھی لوگونکیطرف دیکھتے اور یہ فرماتے یہ میرا بیٹا ہے اور سردار ہے مین یقین سے کہتا ہون کہ اللہ تعالی بسبب حسن کے مسلمانوں کے گروہ مین صلح کرائیگا۔*

جناب رسالتمآب صلعم فرماتے تھے کہ حسنؑ اور حسینؑ میری ریحان ہین اور نوجوانان اہل جنّت کے سردار ہین۔ آپسے پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ کو اپنے اہلبیت مین زیادہ تر کون عزیز ہے آپ نے ارشاد فرمایا حسنؑ اور حسینؑ۔

جناب سیدنا محمد صلعم حسنؑ کو اپنی گردن مبارک سوار کرکے لیجا رہے تھے راہ مین ایک شخص نے یہ حال دیکھکر یہ کہا "نعم المرکب رکبت یا غلام" اے لڑکے تو کیا اچھی سواری پر سوار ہے۔ رسول مقبول نے یہ فرمایا "وہو نعم الراکب" وہ سوار بھی اچھا ہے۔

سبط اکبر جناب امیر المومنین امام حسن خامس اہل کسا۔ (پنجتن پاک)** ہین

جب کبھی جناب رسالتمآب صلعم نماز پڑھتے وقت سجدہ مین سر رکھنے کی حالت مین بعہد طفولیت امام حسنؑ آپکی پشت یا گردن مبارک پر سوار ہوجاتے تو جبتک وہ خود نہین اُتر جاتے آنحضرت صلعم سجدہ سے نہین سر اُٹھاتے اور جب حضرت صلعم

* اس سے آپکا مطلب حسنؑ کا صلح کرنا تھا جب امام حسنؑ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوے تو چند ہی روز بعد آپنے بعض مصالح امد قلت انصار اور مسلمانوں کی قتل و خونریزی سے محفوظ رہنے کی لحاظ سے صلح کرلی۔

** پنجتن پاک کی وجہ تسمیہ تفصیل سے جناب سیدہ علیہا السلام کے حالات مین لکھی گئی ہین اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۳ کو ملاحظہ فرمایئے

کوچہ مین ہوتے تو امام حسن علیہ السلام اُسکے پانون مین ہوکر ادھر سے اُدھر گزرا کرتے - ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ امام حسن خطبہ کے لیے منبر پر کھڑے ہوئے تھے اُس جلسہ مین قبیلہ ازدشنوہ سے ایک شخص موجود تھا - اس نے کھڑے ہوکر باواز بلند کہا مین نے آنحضرت صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص مجکو دوست رکھتا ہو اُسکو لازم ہے کہ حسن کو بھی دوست رکھے - اور یہ خبر حاضر غائب کو پہنچا دی -

امام حسن کی طبیعت اسقدر سادگی پسند اور فضول شان وشوکت سے متنفر تھی کہ آپ نے پچیس حج پیادہ پا ادا کیے حالانکہ آپ کے ساتھ کوتل گھوڑے بھی موجود رہا کرتے تھے -

آپکی شیرین زبانی اور خوش بیانی لوگون کو اسقدر پسند تھی جس کے بیان سے شاید غیر معتقد کو تعجب اور حیرت کا باعث ہو - چنانچہ عمیر بن اسحاق فرماتے ہین کہ جہان تک مجکو واقفیت ہے مین اُسکے اعتماد پر یہ کہنے کی جرأت کرسکتا ہون کہ مجکو کوئی شخص بجز حسن کی ایسا نظر نہین آیا جسکا خاموش رہنا مجھے برا معلوم ہوا ہو - یعنی مجکو حسن کی باتین اسقدر پسند تھین جنکے سُننے سے طبیعت سیر نہوتی تھی بلکہ آپ کا خاموش رہنا مجھے ناگوار معلوم ہوتا تھا - اور مین نے آپکی زبان سے کوئی سخت کلمہ نہین سنا - مگر ایک مرتبہ آپ نے عمرو بن عثمان کو سخت کلمہ کہا تھا - اسکا سبب یہ تھا کہ عمرو بن عثمان اور حسن کے درمیان ایک زمین کی بابت خصومت تھی - اُسکے جھگڑے کے انفصال کیلیے آپ نے اُسکو کوئی بات کہلا بھیجی مگر وہ آپ کے کہنے پر راضی نہوا - پھر آپ نے فرمایا کہ اگر عمرو بن عثمان اپنی ناک بھی گھس لے تو مین اس قرار داد کے سوا اور کوئی امر قبول نہین کرسکتا -

آپ کا حلم اس بیان سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مروان جب امیر تھا تو اُسکی عادت تھی کہ ہر جمعہ کو برسر منبر علی علیہ السلام کی شان مین ناشایستہ کلمات کہا کرتا

حسنؓ سنکر خاموش ہوجاتے مگر اسپر مروان بس نکرتا بلکہ آپ کو اشتعال دلانیکی غرض سے کسی شخص کی زبانی آپکو کہلا بھیجتا کہ جو برا کہتا ہو وہ کسی اور کو نہین کہتا ہے آپ کو اور آپکے والد کو کہتا ہے۔ آپ اُسکو کہلا بھیجتے کہ مین خوب سمجھتا ہون اور میری بدگوئی کو بھولا نہین ہون شائد تیرا یہ منشا ہے کہ مین بھی تیری نسبت کوئی برا لفظ کہون مگر ایسا کہنا میری شان میرے تحمل کے خلاف ہے کسی استاد کا یہ قول بہت سچ ہے۔ شعر

چنین ہیچ جنبش زجنبش ہر خس نمیشود ۔ دریا دلان چو آب گہر آرمیدہ اند

مگر یہ خوب یاد رکھ کہ اسکا بدلا اللہ تعالیٰ خوب دیسکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ بڑا سخت انتقام لینے والا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مروان آپ کے پاس آیا اور اُس نے آپ کے سامنے ہی آپکو برا کہنا شروع کیا۔ مگر آپ نے اُسکے ناشایستہ کلام سے اپنی بھون بھی ٹیڑھی نہین کی۔ اور نہ اُسکی طرف آپ نے التفات کیا۔ اتفاقاً اُسوقت اُسنے سیدھے ہاتھ سے اپنی ناک چھنکی۔ یہ دیکھکر آپ نے فرمایا تُف ہے تجھ پر تجکو یہ ادنیٰ مسئلہ تک بھی معلوم نہین کہ سیدھا ہاتھ منھ دھونے اور کھانیکے لیے مستعمل ہوتا ہے اور بایان ہاتھ نجاست صاف کرنیکو ہے۔ یہ اسواسطے تھا کہ اخلاق کی تعلیم سے باز نہین رہے اور وہ سکوت اسلیے تھا کہ اپنی ذات کے لیے تحمل ضروری تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ آپ وقت کے بڑے پابند اور اُسکی نہایت قدر کرتے تھے اور بات بھی عمدہ یہی ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کوئی شخص آپکی ملاقات کیلیے آیا آپ نے نہایت منت سے کہا اگر اسوقت مجکو معاف رکھین تو بڑا احسان ہوگا کیونکہ یہ وقت میرے کام کا ہے۔

حسنؓ کمال درجہ کے سخی تھے چنانچہ آپ نے دو دفعہ اپنا کل مال و اسباب فی سبیل اللہ لوٹا دیا اور تین مرتبہ آدھا آدھا مال اللہ کے نام پر محتاجون کو دیدیا یہانتک آپ ایک موزہ رکھ لیتے اور دوسرا اللہ کے نام پر دیدیتے۔

امام حسنؑ عورتونکو کثرت سے طلاق دیا کرتے تھے آپ عورتونکی نا اتفاقی یا نا فرمانی کیوجہ سے طلاق نہین دیتے تھے بلکہ عورتین آپکی نہایت فرمانبردار رہا کرتی تھین اور آپکو بہت محبوب جانتی تھین جعفر بن محمدؑ فرماتے تھے کہ آپکے زیادہ طلاق دینے سے مجکو اس بات کا اندیشہ تھا کہ شاید آپکے اس فعل سے قبیلونمین نا اتفاقی پھیلجائیگی۔ مگر تجربہ سے ثبوت ہوا کہ میرا خیال غلط تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اہل کوفہ نے اپنی بیٹیونکا عقد نکاح امام حسنؑ سے کرنا چاہا مگر جناب امیر المومنین علیؑ نے اُنکو منع فرمایا کہ تم اپنی لڑکیون کا نکاح حسنؑ سے نکرو کیونکہ حسنؑ کی عام عادت ہے کہ وہ تھوڑی ہی مدت مین اپنی عورتنکو طلاق دیدیتے ہین۔ ہمدان کے ایک شخص نے عرض کیا یا امیر المومنین کچھ بھی ہو ہین تو اپنی لڑکی کا نکاح اُنسے کر دونگا اور حسن علیہ السلام چاہین جبتک اُسکو رکھین اور جب چاہین طلاق دین۔ آپکی عورتین آداب شوہری مین بہت کم خطا کرتی تھین اور نہ آپ سے ناراض ہوتی تھین۔ شاید وہ آپکے عقد نکاح مین آنا ہے اپنی دارین کی نجات کا باعث سمجھتی تھین۔

آپکی وفات کے بعد مروان جو آپسے سخت عداوت رکھتا تھا آپ کے جنازہ پر بہت رونے لگا۔ امام حسینؑ نے اُس سے فرمایا تو تو میرے بھائی حسنؑ کو بہت کچھ برا کہتا تھا اور اُنکو اپنا دشمن سمجھتا تھا پھر کیون روتا ہے۔ مروان نے ایک پہاڑ کیطرف اشارہ کرکے کہا مین جو کچھ کرتا یا کہتا تھا وہ ایسا حلیم شخص تھا۔

صاحب روضۃ الصفا حضرت امام حسنؑ کے حالات اسطرح لکھتے ہین کہ جب خبر شہادت حضرت علی مرتضی وبیعت خلایق با حسن مجتبی معویہ نے سنی تو مجرد استماع اس خبر کی ضحاک بن قیس کو شام مین اپنا نائب کرکے بخیال تسخیر ممالک عراق عرب بہمراہی ساٹھ ہزار سوار کے روانہ ہوا جب یہ خبر جناب حضرت امام حسن علیہ السلام کو پہنچی تو آنحضرت نے

چالیس ہزار سوار و پیادہ کیساتھ عازم مقابلہ ہوے - جب قریب دیر عبدالرحمن کے پہنچے تو قیس بن سعد کو بارہ ہزار سوار کے ساتھ مقدمہ لشکر بنایا لیکن اس مقام پر تاریخ اعثم کوفی مین یون ہے کہ جب جناب امام حسن ع قریب ساباط مدائن پہنچے تو اسدن وہان توقف فرمایا تاکہ لوگونکو اور جانورونکو آرام ملجائے - پھر بوقت کوچ بعد حمد و ثنا آپ نے یہ فرمایا "ایہا الناس تم سب نے بلحاظ اس شرط کے بیعت کی ہے کہ جنگ و صلح مین میرے مطیع و فرمانبردار رہو اور بقسم یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس خدا کی کہ قدرت اسکی بدرجہ کمال ہے مجکو بہ نسبت کسی ایک کے بغض و عداوت نہین ہے اور شرق سے غرب تک کوئی ایسا شخص نہ پاؤ گے کہ اسکی جانب سے میرے دل مین خیال آزار و کراہت ہو اور جمیعت و الفت و سلامت و اصلاح ذات البین تفرقہ و پریشانی و دشمنی سے مجھے زیادہ عزیز ہے" سب نے یہ سنکر جانا کہ آنحضرت معاویہ سے صلح فرما کے ترک خلافت فرمائینگے - تب خوارج نے کہنا شروع کیا کہ نعوذ باللہ یہ شخص بھی مثل اپنے باپ کے کافر ہوگیا ہے - خلاصہ یہ کہ خشم و غیظ و غضب خلایق کا اس انتہا کو پہنچا کہ حضرت کے لباس کو کھینچ کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور وہ لباط (فرش) جسپر جناب امام حسن ع بیٹھے تھے کھینچ لیا اور حضرت کی تکلیف کی درپے ہوے اسوقت حضرت نے کہا "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" اور تاریخ ابوحنیفہ دینوری مین اسطرح مرقوم ہے کہ جب خبر وفات امیرالمومنین علی ع کی معاویہ نے سنی تو عزم عراق عرب کا کیا اور عبداللہ بن عامر کو آگے روانہ کیا جب یہ کیفیت امام حسن ع کو معلوم ہوئی تو آپ کوفہ سے باہر تشریف لائے اور آمادہ جنگ ساتھ عبداللہ بن عامر کے ہوے - جب قریب ساباط کے تشریف لیگئے تو اسوقت ساتھیونکی بیوفائی کا خیال کرکے آپنے ایک خطبہ مشتمل بر حمد خدا و نعت سرور الانبیاء کے پڑھا اور اُس خطبہ مین ارشاد فرمایا کہ ایہا الناس جانو تم کہ میرے دلمین کینہ کسی مسلمان کیطرفسے نہین ہے اور مین تم لوگون سے یہی اعتقاد رکھتا ہون مین دیکھتا ہون کہ

اکثر اصحاب نے ارتکاب حرب وجنگ مین تردد پیدا کیا پس مین نہین چاہتا کہ کسی امر کے لیے لوگون پر جبر کرون تب خارجیون نے یہ کہا کہ کفر الحسن کما کفر ابوہ من قبلہ اور صرف ان کلمات کفر اور زندقہ پر اکتفا نکر کے مصلے کھینچ لیے اور ردا۔ دوش مبارک سے اُتار لیگئے۔ اور درپے ایذا ہوئے اُسوقت حضرت نے گھوڑے پر سوار ہو کے ندا کی کہ قوم ربیعہ اور ہمدان کہان ہین۔ بمجرد سُننے اس کلام کے وہ قوم سراسیمہ دوڑی اور حضرت کو بچایا پھر حضرت جانب مدائن تشریف لے چلے اثنا۔ راہ مین ایک شخص نے خوارج سے کہ اُسکو جراح بن قبضہ کہتے تھے موقع پا کے ایک شمشیر حضرت کی ران پر ماری کہ ران حضرت کی مجروح ہوگئی اور حضرت زخمی ہو کر قصر ابیض مدائن مین پہنچے اور معالجہ شروع کیا تا آنکہ شفا حاصل ہوئی اس اثنا۔ مین معاویہ انبار مین پہنچا چونکہ قیس بن سعد پہلے سے وہان تھے اُنھون نے محاصرہ کیا اور عبداللہ بن عامر قریب مدائن کے پہنچا۔ جناب امام حسنؑ بارادہ جنگ اُس مقام سے باہر آئے جب طرفین ملے تو عبداللہ بن عامر نے بآواز بلند کہا کہ اے اہل عراق مین معاویہ کے لشکر کا مقدم ڈیہرداسا ہون اور غرض میری جنگ کی نہین ہے معاویہ باگروہ کثیر انبار مین ہے اب میرے طرف سے سلام بخدمت جناب امام حسنؑ عرض کردیجیے اور کہیے کہ ابن عامر آپ کو قسم دیتا ہے کہ آپ جنگ کا ارادہ نہ کرین اور اپنے اور اپنی دوستونکی ہلاکت مین سعی نفرماوین سپاہ آنحضرت نے عبداللہ بن عامر کے اس کلام کو سنکر خوف کیا اور بزدلی ظاہر کی۔ آنحضرت نے جب خوف اپنی سپاہ کا دیکھا کیا اور ابن عامر بھی عقب سے واسطے محاصرہ شہر کے آگیا حضرت نے پاس ابن عامر کے پیام بھیجا کہ مین صلح کرتا ہون پس شرائط صلح قرار پاکر صلح ہوگئی۔

امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ معاویہ میرے پاس آیا اور صلح کی خواہش کی تو مین نے چند شرائط سے صلح کرلی جسمین یہ شرطین تھیں

اولاً یہ کہ اہل مدینہ اہل حجاز واہل عراق سے کوئی شخص جو علیؑ کے عہد خلافت میں انکو واجب الاداتھی طلب نکیجاتے۔

ثانیاً یہ کہ میرے دیون (قرضہ جات) اداکرنیکی ذمہ داری تم کرلو۔

ثالثاً یہ کہ شیعان علی و دوستان ائمہ کو کسیطرح کی ایذا نہ پہنچنے پائے۔

رابعاً یہ کہ ملک اہواز سے آپکو دوہزار درہم سالانہ بطور خراج کے ملاکرے اور بنی ہاشم کے عطایا و صلات مرجح رہین اور پانچہزار درہم بیت المال سے حضرت کو ملاکرے۔

خامساً یہ کہ حضرت علی پر سب وشتم نہ ہو۔

صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہین کہ معاویہ نے اس اخیر شرط کو بڑی مشکل سے صرف اسقدر قبول کیا کہ جس مجمع مین امام حسن علیہ السلام موجود ہون وہان حضرت علیؑ پر سب وشتم نہ ہو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاویہ حضرت علیؑ پر سب وشتم جائز رکھتا تھا معاذاللہ۔

معاویہ نے آپکی ان شرائط پر راضی ہوکر صلح اختیار کی۔ آپ کے اس صلح اختیار کرنیسے جناب رسول اللہ صلعم کی اُس بشارت کا ظہور ہوا جو آپ نے امام حسنؑ کی نسبت فرمایا تھا کہ بسبب حسن کے اللہ تعالیٰ مسلمانون کے گروہ میں صلح کرائیگا۔

عموماً سب لوگ آپکی صلح کرنیکے وجہ سے ناراض تھے بلکہ آپ کے بعض اصحاب تو رنجیدہ ہوکر آپ کے منہ پر کہتے تھے "یا عار المومنین"؟

مگر آپ انکے جواب مین فرماتے تھے عار (ننگ) دوزخ سے اچھی ہے۔ چنانچہ

یعنی اے شخص تجھ سے مسلمانونکو عار آتی ہے۔

ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اسطور پر آپکو سلام کیا در السلام علیک یا مذل المومنین
آپ نے فرمایا میں مسلمانوں کو ذلت دینے والا نہیں ہوں بلکہ میں نے اسلیے صلح کرلی ہے
تاکہ تم لوگ قتل وخونریزی سے محفوظ رہو جمہور شیعہ کا اتفاق ہے کہ حضرت کی صلح
کے بعد معاویہ نے وہ خراج اور دراہم اور ہدایا بھی روک دیے اور خلاف عہد
کیا مگر بعض اہل تاریخ مخالف مذہب امامیہ کہتے ہیں کہ روک دینے کے بعد پھر بھی
کبھی کبھی اسنے کچھ کچھ درہم پہنچائے لیکن خلاف عہد کرنے میں کوئی کلام نہیں تھا۔

امام حسن کی شہادت کا سبب!!

حضرت امام حسنؑ کی صلحنامہ میں یہ بھی شرط تھی کہ وہ صلح صرف معاویہ کے ساتھ ہے
اسکی وفات کے بعد اسکا کچھ اثر انکی اولاد پر نہ پہنچے گا۔ اسکے بعد معاویہ کی یہ رائے
ہوئی کہ میرے عین حیات ہی میں یزید خلیفہ ہوجاوے اور معاویہ کو یہ بھی معلوم تھا
کہ امام حسنؑ یزید کے خلیفہ ہونے پر ہرگز راضی نہونگے اور بغیر انکی رائے کے یہ
کام انجام نہ پاسکیگا۔ مدتوں تک معاویہ اسی فکر وتدبیر میں تھا آخر کار معاویہ نے
یہ تدبیر سوچی کہ حسنؑ کو زہر دیا جائے۔ اس کام کی انجام دہی کیواسطے اس نے
مروان بن حکم سے کہا کہ تو مدینہ کو جاکر حسنؑ کی زوجہ جعدہ بنت اشعث کو اس کام
کیلیے آمادہ کر اور اس سے یہ کہنا کہ اگر تو اس کام کو انجام دیگی تو میں تجکو پچاس ہزار
درہم دونگا اور اپنے بیٹے یزید سے تیرا نکاح بھی کردونگا۔ حسب الحکم معاویہ کے
مروان مدینہ کو آیا اور جعدہ کو اس بات پر آمادہ کیا۔ پس جعدہ نے اس سازش کے
مطابق آپکو زہر دیا آپکی وفات کے بعد معاویہ نے بموجب ایفائے شرائط کے پچاس ہزار

؟ اے مسلمانوں کو ذلت دینے والے سلام ہے تجھ پر
!! روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ۵۴۰-۵۴۱-

درہم بھیجے اور اپنے بیٹے یزید سے کہا کہ میں نے جعدہ سے اقرار کیا تھا کہ اگر تو امام حسنؑ کو زہر دیکر قتل کریگی تو میں اپنے بیٹے سے تیرا نکاح کر دونگا چونکہ جعدہ نے میری تحریک کے موافق حسنؑ کو زہر دیکر قتل کر دیا اب تجکو چاہیے کہ اُس سے نکاح کرے۔ یزید نے جواب دیا کہ جب اُس ملعونہ نے فرزند رسول خدا سے بیوفائی کر نہیں کوتاہی نہیں کی تو میرے ساتھ وہ کیا بھلائی کریگی۔ مجکو بھی وہ کسی کی سازش میں قتل کرنے میں دریغ نکریگی۔ اُس سے نکاح نہیں کیا اور وہ ملعونہ خسر الدنیا والآخرۃ ہوئی۔

بعض کا بیان ہے کہ امام حسنؑ کو مسموم شربت پلایا گیا۔ اور بعض بتاتے ہیں کہ کسی قسم کی بیماری سے آپکی وفات ہوئی اور چالیس روز تک آپ بیمار رہے مگر یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ خود امام حسنؑ اپنے مرض الموت میں یہ فرماتے تھے "وسقیت السم مرتین وہذاہ الثلاثۃ" یعنی مجکو دو دفعہ زہر دیا گیا اور یہ تیسری دفعہ ہے۔

امام حسینؑ نے آپکے زہر دینے والے کی بہت کچھ تحقیقات کرنا چاہا مگر کسی نے آپکو اُسکی خبر نہیں دی۔

آپکی وفات کے وقت جناب سید الشہداءؑ نے آپکے سرھانے کھڑے ہوکر آپ سے پوچھا بھائی جان آپکو کسنے زہر دیا ہے اگر آپکو معلوم ہے تو مجھ کو بتلائیے میں اُس سے قصاص لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا عزیز من گمان پر کسی کا قتل کرنا اچھا نہیں اسلیے کہ اگر حقیقی قاتل سے قصاص لیا جائے تو کچھ مضایقہ نہیں اور اگر گمان پر کوئی بیگناہ شخص سے مواخذہ لیا جائے تو خدا کے پاس ہم اس مواخذہ سے بری نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالی خوب جانتا ہے اور بڑا سخت انتقام لینے والا ہے۔

آپکی وفات کے تھوڑے ہی زمانہ پیشتر عمران بن عبید اللہ بن طلحہ نے امام حسنؑ کو خواب مین دیکھا آپکی آنکھون مین سورہ قل ہو اللہ لکھا ہوا تھا[1]۔ سعید بن المسیبؒ سے اس خواب کی تعبیر پوچھی۔ انھون نے فرمایا کہ جس شخص کی آنکھ مین قل ہو اللہ لکھا ہوا نظر آیا ہے اور اگر وہ زندہ بھی ہے تو بہت ہی جلد مر جائیگا۔

امام حسنؑ نے اپنے بھائی کو وصیت کی کہ مجھکو آنحضرت کے پہلو مین دفن کرنا مگر مین یہ بھی جانتا ہون کہ مخالفین اس امر مین تمھارے مانع ہونگے تم اُنسے اصرار نکرنا اور قتل و خونریزی پر آمادہ نہونا چاہیے۔

آپکی وفات کے بعد امام حسینؑ نے آپکی وصیت کے بموجب وہین دفن کرنا چاہا لیکن مروان اور اُسکے ساتھی آپکے سخت مزاحم ہوئے اور تیر اندازی شروع کر دی حتی کہ حضرت کے جنازہ پر بھی تیر لگے تو جناب سید الشہداؑ نے آپکو جنت البقیع مین اپنی والدہ فاطمہؑ کے پہلو مین دفن کیا۔

اس مزاحمت کی نسبت صاحب روضۃ الصفا کا بیان ہے کہ حضرت عائشہؓ بھی مانع ہوئین اور سعد بن وقاص جو اُسوقت والی مدینہ تھا وہ بھی مزاحم ہوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

امام حسنؑ کی تاریخ ولادت تاریخ وفات مدت عمر مدت خلافت و تعداد اولاد

امام حسن علیہ السلام ۵ شعبان اور حسب قول بعض کے ۱۵ رمضان سنہ ۳ھ مین

---

[1] ایک اور روایت مین ہے کہ یہ خواب خود امام حسن ہی نے دیکھا۔

مدینہ منورہ مین پیدا ہوے۔

علی اختلاف الاقوال ایک روایت کے بموجب مدینہ مین سنہ ۴۹ھ مین آپ کی وفات ہوئی[1] اور حسب قول بعض کے غرہ ربیع الاول سنہ ۵۰ھ مین آپکی وفات ہوئی اور بعض ۵۱ھ مین کہتے ہین۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ آپکی عمر ۴۵ سال کی ہوئی اور بعض کہتے ہین کہ ۴۷ سال کی عمر ہوئی۔

آپ نے بعد شہادت جناب امیر علی علیہ السلام کے پانچ مہینے اور کئی روز دوسری روایت مین چھ مہینے کئی روز۔ ایک اور روایت مین سات مہینے کئی روز کے بعد صلح کی تھی[2]

حسنؑ کے پندرہ بیٹے اور آٹھ بیٹیان تھین پانچ بیٹون سے آپکی اولاد باقی رہی۔ چنانچہ آپکے ایک فرزند جنکا نام ابوبکر بن الحسن تھا حسینؑ کے ساتھ شہید ہوے مگر افسوس ہے کہ آپکی اولاد کے نام معلوم نہو سکے[3]

جناب سید الشہدا حسین علیہ السلام کے حالات و مناقب[4]

[1] مگر علامہ ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد الشیبانی المعروف بابن الاثیر الجزری الملقب بعز الدین یعنی مصنف تاریخ کامل نے آپکی وفات کو ۴۹ھ مین بیان کیا ہے جلد ۳ صفحہ ۲۳۲۔

[2] تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۲۰۶۔

[3] تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۴۷۔

[4] آپکے مناقب کی کل حدیثین قریب قریب صحیح ستہ کی سب کتابون مین روایت کی گئی ہین۔

کنیت آپکی ابو عبداللہ اور لقب آپکا شہید اور سید ہے [1]
حسین علیہ السلام سینہ سے پانون تک رسول مقبول صلعم سے بہت مشابہ تھے - جب آپ پیدا ہوئے تو جناب سیدہ ؑ آپکو سیدنا محمد صلعم کے پاس لائین اور جناب رسالتمآب صلعم نے آپکا نام حسین ؑ رکھا [2] شیعون کی روایت ہے کہ نام ولادت سے پہلے رکھا گیا تھا -

ام الفضل بنت الحارث کا بیان ہے کہ مین نے ایک مرتبہ خواب دیکھکر رسول مقبول صلعم کی خدمت مین جاکر عرض کیا یا رسول اللہ آج مجھکو ایک ہیبتناک خواب نظر آیا ہے اور مین اُس خواب کو نہایت ہی بد سمجھتی ہون - آپ نے فرمایا بیان کر - مین نے عرض کی یا رسول اللہ خواب مین گویا آپ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا کاٹا گیا ہے اور میری گود مین رکھا گیا یہ سُنکر آپ نے فرمایا یہ خواب بہت اچھا ہے - انشاء اللہ فاطمہ ؑ کے ایک بیٹا پیدا ہوگا اور وہ تیری گود مین ڈالا جائیگا - جب جناب سید الشہداء ؑ پیدا ہوئے تو آپکی بشارت کے موافق حسین میری گودی مین ڈالے گئے - ایک روز مین حسین ؑ کو لیکر جناب رسالتمآب صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئی اور حسین ؑ کو آپکی گود مین بٹھا دیا - دوسری طرف متوجہ ہونیکے بعد جب پھر مین آپکی طرف متوجہ ہوئی تو رسول مقبول کی آنکھون سے آنسو جاری تھے - مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان آپ کیون روتے ہین آپ نے فرمایا میرے اس فرزند کو میری امت قتل کریگی - پھر مین نے کہا یا رسول اللہ کیا حسین ؑ قتل کیے جائینگے آپنے

---

[1] روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ۵۴۱ -
[2] روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ۵۴۱ -

فرمایا ہان بلکہ مجکو حسین کی مشہد کی مٹی بھیجی دی ہے۔

سیدنا محمد صلعم فرماتے ہین کہ حسنؑ اور حسینؑ نوجوان اہل جنت کے سردار ہین
اسامہ بن زید رضہ فرماتے ہین کہ ایک دفعہ مین کسی کام کیواسطے آنحضرت صلعم
کیخدمت مین حاضر ہوا۔ آپ چادر اوڑھے ہوے تھے جس سے صاف ظاہر
ہوتا تھا کہ آپ کوئی چیز چھپائے ہوے ہین۔ مین نے اپنے مقصد کے بیان
کرنیکے بعد آپسے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیا شی ہے جسکو آپ ایسا چھپائے ہوے
جیسے کہ کوئی نادر چیز کو چھپاتا ہے یہ سنکر آپ نے چادر اٹھا دی تو آپکے
پہلو مین حسنؑ اور حسینؑ بیٹھے ہوے تھے آپ نے فرمایا یہ میرے اور میری جگر بند
فاطمہؑ کے بیٹے ہین۔ پھر آپ نے خدا سے یہ دعا کی یا اللہ مین انکو دوست
رکھتا ہون تو بھی انکو دوست رکھ اور اس شخص کو بھی دوست رکھ جو انکو
دوست رکھے۔

جناب رسالتمآب صلعم سے پوچھا گیا یا رسول آپکو اپنے اہلبیت مین سے زیادہ
کون عزیز ہین آپ نے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ۔ اور یہ میرے ریحان ہین جب
آپ فاطمہؑ کے گھر تشریف لیجاتے تو پوچھتے اے فاطمہ میرے ریحان کہان ہین
انکو بلا لاؤ وہ میرے ریحان ہین مین انکو سونگھنا چاہتا ہون اور اپنے
سینہ سے لپٹانا چاہتا ہون۔

ابوہریرہ رضہ فرماتے ہین کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلعم برسر منبر
وعظ فرما رہے تھے اتنے مین حسنؑ اور حسینؑ سرخ قمیص پہنکر کھیلتے ہوے تشریف لاے چونکہ دونون
صاحبزادے بہت صغیر سن تھے بباعث کمزوری قوی گرگر پڑتے تھے حضرت انکو دیکھتے ہی منبر سے اترے
اور دونون صاحبزادونکو گود مین اٹھا لیا اور منبر پر اپنے بٹھا کر آپ نے یہ
آیت پڑھی ”انما اموالکم واولادکم فتنۃ“ یعنے تمھارا مال تمھاری اولاد فتنہ ہے

کیونکہ جب مین نے انکو دیکھا تو تھوڑی دیر تک مین صبر نکر سکا اور دیکھتے ہی بغیر
اُنکے اُٹھائے مجھ سے اور کام نہ ہوسکا۔

جناب رسالتمآب صلعم فرماتے ہین کہ حسین مجھ سے ہے اور مین حسین سے
ہون۔

ایک دفعہ ام سلمہ رضؓ نے خواب مین سیدنا محمد صلعم کو دیکھا کہ آپکی ڈاڑھی اور
سر مبارک گرد آلودہ ہے۔ اُنھون نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کا حال
ماتمیونکا سا کیون ہے آپ نے فرمایا مین حسین کی قتل گاہ مین گیا تھا۔

ابن عباس رضؓ فرماتے ہین کہ مین ایک روز دوپہر کیوقت رسول مقبول صلعم کو
خواب مین دیکھا آپکے سر مبارک کے بال پراگندہ اور گرد آلودہ تھے اور آپکے
ہاتھ مین ایک شیشہ تھا جسمین خون بھرا ہوا تھا۔ مین نے کہا یا رسول اللہ میرے
مان باپ آپ پر قربان آپکا ایسا حال کیون ہے اور آپکے ہاتھ مین یہ شیشہ
کیا ہے آپ نے فرمایا اس شیشہ مین حسین اور اُنکے عزیزون و مددگارونکا
خون ہے جو حسین کے ساتھ شہید ہوے۔ چونکہ مین اسوقت موجود تھا بس
مین نے اس شیشہ مین وہ خون بھر لیا ہے۔ ابن عباس رضؓ فرماتے ہین مین نے
اسدنکو خوب یاد رکھا اور لکھ لیا دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ حسین علیہ السلام
اسی روز شہید ہوے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی متعلق بڑی بڑی کتابین
لکھ جا چکی ہین اور یہ واقعہ اسقدر شہرت پذیر ہوا ہے کہ شاید مسلمانونکے
زمانہ کا کوئی واقعہ اس سے زیادہ مشہور نہوا ہوگا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام
کی شہادت کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام بدستور مدینہ مین رہتے تھے
اور خلق اللہ کی ہدایت مین مصروف رہتے۔ معاویہ کے مرنیکے بعد جب
یزید بادشاہ ہوا تو اس سبب سے کہ وہ فاسق۔ شرابی۔ ظالم تھا اُسکو بورا

خیال تھا کہ وہ کسی طرح سے مستحق نہین ہو کہ مسلمانون پر حکومت کرے اسلیے اُسنے یہ تدبیر
سوچی کہ امام حسین علیہ السلام کو جن پر لوگونکی نظرین پڑ رہی تھین کہ بعد معاویہ کو مسلمانو نپر
حکومت کرینگے اپنا مطیع کرلے اور بیعت کرالے اسیلیے اُسنے ولید بن عقبہ کو جو کہ اُس
زمانہ مین مدینہ کا حاکم تھا لکھ بھیجا کہ جناب حسینؑ سے میری بیعت لے اُس نے حضرت سے
کہا حضرت نے فرمایا کہ وہ اہل دوزخ سے ہے یہ امر نا ممکن ہو کہ مین اُسکی بیعت کرون
یہ جواب سُنکر یزید نے ولید کو مکرر لکھا کہ امام حسینؑ کا سر میرے پاس بھیجدے حضرت
اس خبر سے مغموم ہو کر خانہ کعبہ کو جاے پناہ سمجھ کر مع اہلبیت مکہ کو روانہ ہوے۔

اہل کوفہ کا امام حسینؑ کے ساتھ خط وکتابت کرنا اور مسلم بن عقیل کا کوفہ جانا اور اُنکا قتل ہونا

جب جناب سید الشہدائؑ مدینہ سی مکہ کو روانہ ہوے تو راہ مین آپکو عبد اللہ بن مطیع ملا
اور آپسے پوچھا کہ آپ کہان تشریف لیجاتے ہین آپنے فرمایا ابتو مین مکہ جاتا ہون اسکے
بعد استخارہ کرونگا جسطرف اللہ تعالی کا حکم ہوگا روانہ ہونگا۔ اُس نے کہا مین آپ سے
نہایت خیر خواہی سے عرض کرتا ہون کہ آپ کوفہ کا کبھی ارادہ نکیجیے گا۔ پھر آپ نے
مکہ پہنچکر چند روز تک وہین قیام فرمایا اس زمانہ مین ابن زبیر بھی آپ کے پاس آگئے
جب اہل کوفہ کو معاویہ کے مرنیکی خبر پہنچی اور اُنکو یہ بھی معلوم ہوا کہ امام حسین اور
ابن زبیر نے اور بھی اصحابان حل وعقد نے بیعت سی انکار کر دیا ہے تو اُنھون نے
سلیمان بن صرد الخزاعی کی مکان مین جمع ہو کر مشورہ کیا اور امام حسین کے مکہ جانیکا بھی

؎ تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۹-۱۹-

اس جلسہ مین ذکر آیا۔ پس یہ لوگ سلیمان بن صرد الخزاعی اور مسیب بن نجبہ اور رفاعہ بن شداد اور حبیب بن مظاہر کیطرف سے آپکو خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا۔

ترجمہ خط

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سلام ہے آپ پر"

بعد حمد ونعت کے واضح ہو کہ آپکا دشمن اس امت پر حکمرانی کر رہا ہے ہماری "خواہش ہے کہ اس امت پر آپ حکمرانی کرین اور وہ ظالم بہت کچھ فساد پھیلا رہا ہے" "اور یہ ظاہر ہے کہ ہمیں کوئی امام نہین ہے اسیلیے بہتر ہے کہ آپ یہان تشریف" "لائین یقین ہے کہ اللہ تعالی آپکے سبب سے ہمکو حق پر قائم رکھیگا۔ یہان نعمان" "بن بشیر دار السلطنت کوفہ کا امیر ہے مگر ہم عیدین اور جمعہ کی نماز اُسکے ساتھ نہین" "پڑھتے ہین۔ اگر آپ کے آنیکی خبر ہمکو معلوم ہوجائے تو ہم اُسکو ملک شام تک پانی" "نہین پینے دینگے۔ انشاء اللہ تعالی والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

جب خط لکھا گیا تو اُنھون نے عبداللہ بن سبع الہمدانی اور عبداللہ بن وال کو خط دیکر روانہ کیا۔ اسی خط پر اُنھون نے اکتفا نہین کیا بلکہ اِسکے دوسرے روز ہی ایک اور خط روانہ کیا اور پھر تو اُنھون نے خطون کا تار باندھ دیا چنانچہ امام حسین ع کے پاس اُن لوگونکے ڈیڑھ سو یا اس سے زیادہ خط آچکے۔ اخیر پر شبث بن ربعی اور حجاز بن ابجر اور یزید الحارث اور یزید بن رویم اور عروۃ بن قیس اور عمرو بن الحجاج الزبیدی اور محمد بن عمیر التمیمی نے بھی آپکو اسی مضمون کا ایک خط لکھا۔ جب آپکے پاس اسقدر خط آئے تو آپ نے اُنکے جواب مین ایک خط لکھا جسکا مضمون حسب ذیل تھا۔

مضمون خط

بعد حمد ونعت کے بعد واضح ہو کہ مین تمھارے مراسلات کا مضمون خوب سمجھ گیا مین

تمھاری درخواست کے موافق میرے اہلبیت مین سے میرے چچیرے بھائی مسلم
بن عقیل کو روانہ کرتا ہون - اور مین نے مسلم بن عقیل سے کہدیا ہے کہ وہ تمھارے
حال سے مفصل طور پر مجکو اطلاع دے جب مجکو مسلم بن عقیل تمھارے صادق
ارادونکی تصدیق کرکر اطلاع دینگے تو مین اسوقت تمھارے پاس آسکتا ہون
قسم ہے اللہ کی امام وہی ہے جو کتاب اللہ پر عمل کرے - اور دین حق پر قائم
ہو والسلام -"

بصرہ مین بھی چند آدمی قبیلہ عبد القیس کی ایک عورت کے مکان مین جسکا نام ماریہ
بنت سعد تھا جمع ہوے انمین سے یزید بن نبیط جسکے دس بیٹے تھے اور وہ خود
قبیلہ عبد القیس سے تھا حسین ع کے پاس جانیکے لیے تیار ہوا اور اپنے بیٹون سے
کہا تم مین سے میرے ساتھ کون چلیگا اسکے دو بیٹے عبد اللہ اور عبید اللہ ساتھ
ہوگئے - یزید بن نبیط مع اپنے دونون بیٹون کے مکہ مین آپکے پاس آیا جو آخر کو
یہ سب آپ کے ساتھ شہید ہوے -

جب مسلم بن عقیل روانہ ہوے تو راستہ مین آپکو بہت صدمے اٹھانے پڑے
غرض مسلم بن عقیل رض کوفہ پہنچکر مختار کے گھر مین اترے بعض کہتے ہین کہ وہ اور کسیکا
مکان تھا - جب سب لوگ جمع ہوے تو آپنے امام حسین ع کے خط کا مضمون پڑھکر سنایا
سب لوگ مسلم بن عقیل کی مددگاری و معاونت پر کمر بستہ ہوگئے -

جب نعمان بن بشیر کو جو کوفہ مین حاکم تھا مسلم بن عقیل کے آنیکی خبر معلوم ہوئی
تو اسنے منبر پر کھڑے ہوکر کہا اے لوگو فتنہ و فساد کیطرف ہرگز مائل نہ ہو اس مین
بہت جنگ و جدال ہوگی مخلوق خدا قتل ہوگی اُنکے مال و اسباب چھین لیے
جائینگے جان و مال سے تاراج ہوجائینگے - اگر تم اس بغاوت اور فساد پر آمادہ
رہو گے تو مین سخت سزا دونگا - ورجبتک میرے ہاتھ مین یہ تلوار رہیگی مین تمکو

قتل کرونگا۔

اسکے بعد عبداللہ بن مسلم نے یزید کو مسلم بن عقیل کے آنکی خبر دی اور یہ لکھ بھیجا کہ اکثر لوگون نے مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر بیعت کرنی شروع کر دی ہے۔ اور نعمان بن بشیر ایک نامرد آدمی ہے اُس سے اس فتنہ و فساد کا فرو ہونا بہت دشوار ہے اب تو اپنی جانب سے کوئی قوی اور دلاور آدمی کو بہت جلد یہان روانہ کر ورنہ پھر اس زور دار طوفان اور ہنگامہ کا انتظام نہ ہوسکیگا۔ پھر یزید کو اور لوگون نے بھی اسی مضمون کے متعدد خطوط روانہ کیے۔ چنانچہ عمارۃ بن الولید عقبہ اور عمرو بن سعد بن ابی وقاص نے بھی یزید کو خط لکھا۔ یزید نے معاویہ کے ایک غلام سرجون کو ان خطوط کے مضمون سے آگاہ کر کر اُس سے مشورہ کیا کہ کوفہ کو کون شخص روانہ کیا جاے اور کس سے اس فتنہ و فساد کا انتظام ہوسکیگا۔ سرجون نے کہا اگر تجکو اس بارہ مین کوئی شخص معاویہ کی جیسی راے دے تو تو اُسپر عمل کریگا یزید نے کہا بیشک مین اُس شخص کی راے کو تسلیم کرونگا۔ اور اُسی کے موافق عملدرآمد کرونگا۔ چونکہ عبیداللہ بن زیاد اندنون یزید کا معتوب تھا۔ سرجون نے کہا معاویہ کی یہ راے ہے کہ عبیداللہ بن زیاد کو یہ کام سپرد کیا جاے وہ اسکا خوب انتظام کریگا۔

یزید نے اس راے کو بہت پسند کیا اور فوراً عبیداللہ بن زیاد کو بصرہ اور کوفہ کا حاکم بنا کر روانہ کیا اور اُسکو یہ بھی کہدیا تھا کہ مسلم بن عقیل کو گرفتار کر کے لاے یا قتل کرے یا نکالدے۔ اندنون امام حسین ابھی بصرہ کو متعدد خط روانہ کرچکے تھے چنانچہ آپ نے بصرہ کے بڑے بڑے نامی لوگون مالک بن مسمع البکری۔ احنف بن قیس۔ منذر بن الجارود۔ مسعود بن عمرو۔ قیس بن ہیثم عمرو بن عبداللہ بن معمر کو خطوط روانہ فرماے تھے۔ جن لوگون کے ذریعہ سے

آپ خطوط روانہ فرمائے وہ سب لوگ خطوط کو چھپا لیے تھے مگر عبید اللہ بن زیاد کے خوف سے
منذر بن الجارود نے اس خط کو مشہور کر دیا۔ چونکہ عبید اللہ بن زیاد بھی بصرہ سے ہوتا ہوا
کوفہ کو آرہا تھا جب اُسکو آپکے اس خط کی خبر معلوم ہوئی تو اُس نے منذر بن لجارود کو
قتل کر دیا اور اہل بصرہ کو بہت ڈرایا کہ خبردار اگر ذرہ بھی کوئی شخص بانی فساد ثابت
ہوگا تو مین اُسکا سر کاٹونگا آج سے مین بصرہ اور کوفہ کا حاکم ہون چنانچہ امیر یزید بن
معاویہ کا یہ حکم موجود ہے اور مین یہان اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو چھوڑے جاتا ہون
اگر تم مین سے کوئی شخص بھی خلاف کریگا تو بس جان لو کہ اسکا سر اور یہی یہ تلوار ہے
پھر یہانسے ابن زیاد مسلم بن عمرو الباہلی اور شریک بن اعور الحارثی کو اپنے ساتھ
لیکر کوفہ کو روانہ ہوا۔ اور جب کوفہ کی قریب پہنچا تو اُس نے اپنے ہمراہیونکو ایک
جگہہ ٹھیرا کر اکیلا کوفہ مین داخل ہوا اسوقت اُسنے اپنی قطع مدینیونکی سی بنائی تھی
لوگون نے خیال کیا شاید یہی حسینؑ ہین اُسکی بڑی تعظیم و توقیر کرنے لگے مگر وہ کسیکو
کچھ جواب نہین دیتا تھا کہ آواز سے پہچانا جائیگا۔ جب نعمان کو ایک اجنبی شخص کی
آنیکی خبر ہوئی تو اُس نے بھی سمجھا کہ حسینؑ تشریف لائے ہین اسی خیال سے اُسنے
اپنا دروازہ بند کر لیا ابن زیاد نے دروازہ پر جا کر کہا دروازہ کھولو۔ ابتو نعمانکو
یقین ہوا کہ حسین ہی ہین نعمان نے اندر سے کہا اے شخص سچ بیان کر کہ تو
کون ہے اگر تم حسینؑ ہو تو مین تمسے لڑنا نہین چاہتا ہون اور نہ مین اپنی امانت
تمکو دے سکتا ہون۔ ابن زیاد نے پھر زور سے کہا کھولو دروازہ۔ لوگون نے
نعمان سے کہا اے شخص تو دروازہ کیون نہین کھولتا ہے یہ حسین نہین ہے
جب دروازہ کھولا گیا تو ابن زیاد اندر داخل ہوا۔ دوسرے دن صبح کو عبید اللہ
بن زیاد نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا اے لوگو آجکے دن سے یزید نے مجکو یہانکا
حاکم مقرر کیا ہے اور مجکو یہ حکم ہے کہ مین مظلوموں کی داد کو پہنچون اور ظالمون کو

سزا دون۔ اگر کوئی میری اطاعت سے پھر جائیگا تو میرا یہ کوڑا میری تلوار اُسکے لیئے موجود ہے۔ اسکے بعد منشیونکو حکم دیا کہ یہانکے سب معززین کو طلب نامہ لکھے جائین اور جو لوگ آنیسے انکار کرین اُنکو یہ ہدایت کیجائے کہ جو لوگ بانی فساد ہین اُنکی ذمہ داری قبول کرین درصورت عدول حکمی وہ باغی اور مستوجب سزا قرار دیے جائینگے۔ اگر وہ شخص پھر کسیطرح کے ظلم کی شکایت کریگا تو مسموع نہ ہوگی۔ اور جو لوگ نو وارد بانیٔ فساد بیان کیے جاتے ہین وہ گرفتار کر لیے جائین اگر وہ نہ آئینگے تو دار السلطنت کے دروازہ پر وہ سولی پر چڑھائے جائینگے۔ مسلم عبید اللّٰہ بن زیاد کی یہ باتین سنکر مختار کے گھر سے نکلے اور ہانی بن عروۃ المرادی کے یہان تشریف لائے اور ہانی بن عروۃ المرادی سے آپ نے درخواست کی کہ اب تو مجھکو اپنے یہان جگہ دے اور مجھکو اپنا مہمان بنا جس کسیکو مین دیکھتا ہون وہ میرا دشمن نظر آتا ہے۔ پہلے تو ہانی بن عروہ نے آپکے رکھنے سے پہلو تہی کی مگر آخر کار آپکی مایوسی کی باتین سنکر اُسکو رحم آگیا اور انکار کرنیکو خلاف مروت سمجھکر اُس نے آپکو اپنے یہان جگہ دی۔ اور آپسے کہا کہ آپ اگر میرے گھر پر تشریف نہ لاتے اور دوسری جگہ ٹھیر کر مجھ سے ایسی درخواست کرتے تو مین ہرگز قبول نہ کرتا۔

ابن زیاد نے اپنے غلام کو بلایا اور اسکو تین ہزار درہم دیکر یہ کہا کہ مسلم بن عقیل اور اُنکے اصحاب و معاونین کی تلاش کر اور لوگونمین تو اپنے کو اسطور پر ظاہر کر کہ مین بھی مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا ہون اور اُنکو یہ بھی باور کرا دے کہ مین اسی واسطے ملک شام سے آیا ہون۔ ابن زیاد کی ہدایت کے موافق مسلم بن عوسجۃ الاسدی تین ہزار درہم لیکر نکلا جب ایک مسجد مین اسکا گزر ہوا تو مسلم بن عقیل رضہ نماز پڑھ رہے تھے اور دوسرے لوگ یہ کہ رہے تھے کہ حسین کیطرف سے بیعت لینے کے لیے آپ ہی تشریف لائے ہین۔ یہ سنکر مخبر سمجھ گیا کہ جسکی کہ مین تلاش

مین ہون اب اُس شخص کا پتہ مل گیا اور وہ موجود بھی ہے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اس مخبر نے آپسے عرض کیا خدا آپکو خوش رکھے مین آپ ہی کی تلاش مین ملک شام سے سفر کے صدمہ اُٹھاتا ہوا یہان پہنچا اب امید ہے کہ مین اپنے مقصد مین ضرور کامیاب ہونگا کیونکہ اس جلسہ کی حاضرین بھی کہتے ہین کہ تم اُس شخص کو جانتے ہین جو حسینؑ کی طرف سے بیعت لینے کیلیے یہان آیا ہوا ہے اور مجکو اُس خاندان سے کمال درجہ کی محبت ہے اب مین آپسے اس بات کا امیدوار ہون کہ آپ یہ درہم مجھسے لے لین اور اس شخص کے پاس مجکو پہنچا دین۔ یہ سُنکر مسلم بن عقیل رضؓ بہت خوش ہوکر فرمانے لگے مرحبا ہے تجھ پر وہ شخص مین ہی ہون۔ اُنہون نے کہا یہ میری اور خوش قسمتی ہو کہ آپ ہی سے میری ملاقات ہوگئی ممکن تھا کہ کوئی شخص مجکو آپکا پتہ نہ دیتا۔ پھر آپ نے اُس سے بیعت لی اور اُسکو بتا دیا کہ جبتک ان ظالمون کا ہنگامہ وفساد فرو نہو جائے میرا نام مشہور نکرنا اُس نے آپکو بہت اطمینان دلایا اور کہا کہ اس امر سے آپ بہت خاطر جمع رکھین مین ایسا آدمی نہین ہون آپ اپنا پتہ بھی مجھے بتا دیجے حضرت مسلم نے اپنا مقام قیام اُسکو بتا دیا وہ مخبر وہانسے رخصت ہوکر عبید اللہ بن زیاد کے پاس آیا اور تمام حال جو گزرا تھا بیان کر دیا اس عرصہ مین ہانی بن عروہ بیمار ہوے۔ عبید اللہ بن زیاد ہانی بن عروہ عیادت کے بہانے سے آیا عمارۃ ابن عبد السلولی نے آہستہ سے ہانی سے کہا کہ اسی ظالم نے یہ تمام فتنہ وفساد پیدا کیا ہے اگر یہ قتل کر دیا جاے تو یہ تمام شر وفساد دب جائیگا۔ ہانی نے کہا میرے گھر مین جبکہ وہ باظہار دوستی آیا ہے تو ایسے امور نکیے جائین۔ پس عبید اللہ ابن زیاد ہانی کے پاس آیا اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا اسی زمانہ مین ہانی بن عروہ کی مکان مین شریک۔ ابن الاعور بھی اُترا ہوا تھا جسکے بہت سے احسانات ابن زیاد پر تھے اتفاقاً شریک بھی بیمار ہوگیا۔ ابن زیاد شریک کی

عیادت کو آیا اور شریک نے مسلم بن عقیل سے کہدیا کہ ابن زیاد نے میرے پاس آنیکو کہا ہے جب
وہ آئے تو تم اسکو قتل کردو اس سے یہ فساد کی جڑ کٹ جائیگی - اور یہان تم مسلط
ہوجاؤگے اور پھر مین اگر تندرست ہوجاؤن تو تمھاری بہت کچھ مدد کرونگا - امسلم
بن عقیل رض نے قبول کیا - عشا کیوقت عبیداللہ ابن زیاد آیا شریک نے حضرت
مسلم سے پھر کہا دیکھو بالکل دریغ نکرو - غرضکہ ابن زیاد اندر بلایا گیا - ابن زیاد
شریک کے پاس آکر بیٹھ گیا اور پوچھنے لگا اب تمھارا مزاج کیسا ہے شریک نے اسکا
جواب دیا پھر شریک نے جب دیکھا کہ مسلم بن عقیل نکلتے نہین ہین اور ابن زیاد کے
قتل کرنیمین درنگ کرتے ہین تو شریک پریشان باتونمین مسلم بن عقیل کو اشارہ
کرنے لگا جو ابن زیاد کے قتل پر دلالت کرتی تھین ابن زیاد نے یہ دیکھکر ہانی سے
پوچھا کہ شریک کیسی باتین کررہا ہے ہانی نے جوابدیا کہ ہان آج صبح سے شریک کا یہی
حال ہے دیوانہ پن کی باتین بکا کرتا ہے - ابن زیاد اٹھ کھڑا ہوا اور چلنے کا
ارادہ کیا شریک نے کہا اے امیر مین تجکو کچھ وصیت کرنا چاہتا ہون ابن زیاد نے
کہا کیا مین تیرے پاس آؤن اسنے کہا ہان - مہران جو ابن زیاد کے ساتھ تھا منع کرنے
لگا کہ تو مت جاوہ تجکو قتل کرنا چاہتا ہے ابن زیاد نے کہا نہین وہ میرا محسن ہے
مہران نے اسکو یقین دلایا کہ اگر تو اسکے پاس جائیگا تو بیشک تو قتل کیا جائیگا اور
ابن زیاد کو پھر ٹھہرنے نہ دیا جب ابن زیاد چلا گیا تو شریک نے مسلم بن عقیل رض سے
کہا افسوس اب کیا ہوسکتا ہے - تم نے اسکو کیون جانے دیا - مسلم رض نے فرمایا
مجکو دو چیزون نے اس اقدام سے باز رکھا - ایک یہ کہ جسکے گھر مین اترا ہون
وہ اس بات سے منع کرچکا ہے - دوسرے یہ حدیث میری ملنع ہوئی کہ مسلمان کو
چاہئے کہ قتل نکرے - شریک نے کہا تم نے بڑی غلطی کی کیونکہ اگر تم اسکو قتل کرتے تو
یہ مواخذہ کی بات نہ تھی اسلیئے کہ وہ بڑا فاسق فاجر تھا اور بانی فساد تھا - اب تمکو

ایسا موقع ملنا دشوار ہے بلکہ میری رائے مین تمھارا بچنا بالکل ناممکن امر ہے۔ اسکے تیسرے روز شریک کی وفات ہوئی تو ابن زیاد نے شریک کی جنازہ پر نماز پڑھی۔ پھر جب ابن زیاد کو معلوم ہوا کہ شریک نے لوگونکو میرے قتل کرنے کی ترغیب دی تھی تو اُسکے جنازہ پر نماز پڑھنے سے بہت افسوس کیا کہ ہائے مین نے ایک بدباطن عراقی شخص کے جنازہ پر کیون نماز پڑھوائی۔

اب ہانی بن عروہ نے جو کسیقدر تندرست ہو گیا تھا بعد بیماری کے ابن زیاد کے پاس آنا جانا منقطع کر دیا۔ ابن زیاد کو معلوم ہوا کہ ہانی بہت اچھے ہین یہ صرف حضرت مسلم بن عقیل کے بچانیکے لیے حیلہ سازی کرتے ہین۔ تو جبراً اپنے روبرو بلوا کر پوچھا کیا تیرے مکان مین کوئی شخص چھپا ہوا ہے۔ ہانی نے کہا نہین۔ ابن زیاد نے اپنے غلام کی شہادت سے ہانی کے بیان کو جھوٹا ثابت کر دیا اب ہانی کو معلوم ہوا کہ اس غلام نے بہت صحیح خبر دی ہے قبول کر لیا مگر سرنگون ہو کر ابن زیاد سے مسلم کی امن کی درخواست کی لیکن اُس نے ہانی کی ایک بھی نہ سُنی اور اپنے ہاتھ مین تلوار لی۔ اور مہران کو بھی حکم دیا کہ اِسکے چہرہ وغیرہ اور اور اعضا زخمی کیے جائین۔ چنانچہ چھوٹے چھوٹے ہتیارونکی پیا پے زخم رسانی سے وہ مجروح ہو گئے۔ ہانی نے بھی اُن لوگو نپر جو اُسکو مارنے مین شریک تھے حملہ کیا یہ دیکھکر ابن زیاد نے کہا اے ظالم تو خود اپنے قتل ہونے کی کوشش کر رہا ہے اب ہمکو تیرا قتل کرنا حلال ہے پس ابن زیاد نے ہانی کو ایک مکان مین بند کر دیا۔ جب ہانی کے اہل خاندان کو معلوم ہوا تو اسما بن خارجہ نے ابن زیاد سے کہا اے عہد شکن تو نے ہانی کو کس حیلہ سے بلایا اور پھر اُسکے ساتھ یہ سلوک کیا تو یہ نہین جانتا کہ ہانی کے کون کون مددگار ہین اور کنبہ کے لوگ کیسے ہین وہ تجکو ایسا تنگ کرینگے جو تجکو یہان رہنا دشوار ہو جائیگا مگر اُس نے ایک بھی نہ سنی اور اُنکو اُسیطرح قید مین رکھا۔ جب

عمرو بن الحجاج کو معلوم ہوا کہ ہانی قتل کیا گیا تو اس نے بہت لوگونکو ساتھ لیکر
ابن زیاد کے مکان کا محاصرہ کیا۔ ابن زیاد نے کہا کہ ہانی قتل نہین کیا گیا ہی۔ ہانی
اپنے لوگونکی آواز سنکر کہنے لگے اے میرے مددگارو اے اہل دین کیا تم مجکو
دشمنون کے قبضہ مین رکھنا پسند کرتے ہو۔ عمرو بن الحجاج نے جب ہانی کو زندہ دیکھا تو
شکر کیا۔ پھر یہ سب لوگ ہانی کو چھوڑ آئے۔ جب مسلم بن عقیل کو یہ خبر پہنچی تو انھون نے
اپنے گروہ کو "یا مددگاران امت" کہکر زور سے آواز دی اسوقت تک آپسے اٹھارہ ہزار
لوگ بیعت کر چکے تھے جب آپکے پاس سب لوگ جمع ہوگئے تو آپ نے ابن زیاد کے
قصر کا محاصرہ کرلیا ابن زیاد سمجھا کہ وہ اب مارا جائیگا۔ اسوقت ابن زیاد کے ساتھ
کوئی پچاس ساٹھ آدمی تھے۔ ابن زیاد نے گھبراکر اپنے ہمراہیونسے کہا کہ جو لوگ ہمارے
مطیع ہین انسے کہدیا جاوے کہ صلح کا جھنڈا کھڑا کردین۔ جب ان لوگون نے دیکھا
کہ صلح کا جھنڈا نصب ہوگیا ہے تو متفرق ہونے لگے۔ اسوقت مسلم بن عقیل رض کے ساتھ
صرف تیس آدمی باقی رہگئے تھے۔ آپ وہانسے نکلکر قبیلہ کندہ کے مکانونکی طرف
روانہ ہوے اور جوش مین آپکو یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کہان جارہا ہون۔ آخر آپ
قبیلہ کندہ کی ایک عورت کے مکان پر پہنچے اس عورت کا نام طوعہ تھا آپ نے اسکو
سلام کرکے اس سے پانی طلب کیا اس نے آپکو پانی پلانے کے بعد کہا کیا جناب
ابھی آپ نہین پی چکے اگر پی چکے ہین تو تشریف لیجائین آپ خاموش رہے طوعہ نے
آپسے تین مرتبہ پوچھا مگر آپ نے جواب نہ دیا چوتھی مرتبہ آپ نے اس سے کہا اے
نیکبخت اس شہر مین نہ تو میرا مکان ہے نہ میرے عزیز واقارب ہین اگر تو مجکو اپنے یہان
جگہہ دے تو بڑا احسان ہوگا۔ طوعہ نے آپسے پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے آپ نے فرمایا
مین مسلم بن عقیل ہون۔ مجکو اس قوم نے دھوکا دیا۔ غرض طوعہ نے آپکی مایوسی اور
بیکسی بیبسی حالت پر رحم کھاکر آپکو اجازت دی اور اسنے آپکو اپنے ایک علیحدہ مکان مین

چھپا رکھا - چونکہ وہ آپکی خبر گیری کیواسطے اُس مکانمین جایا کرتی تھی اُسکے بیٹے بلال نے
پوچھا کہ تو اس مکانمین بارہا کیون جاتی ہے اُس نے اپنے بیٹے سے عہد و مواثیق لیکر
آپکے حال سے اطلاع کی - بلال نے بھی چند روز تک کسیکو آپکی خبر نہین دی -

محاصرہ کے اُٹھ جانیکے بعد ابن زیاد نے اپنے لوگون سے کہا تھا کہ دیکھو اب تو
کوئی باقی نہین ہے لوگون نے اُسکو خبر دی کہ اب بالکل میدان صاف ہے - پھر
اُس نے مسجد مین آکر نماز پڑھی اور عام طور پر منادی کرا دیگئی کہ اب بالکل صلح ہے
مگر عہد شکنی دلمین ٹھنی ہوئی تھی - صرف موقع ڈھونڈھتا تھا - ایک صبح کو بلال عبد الرحمن
بن محمد بن الاشعث کے پاس آیا اور اُسکو آپکی اطلاع کی - یہ سنکر عبد الرحمن جو
ابن زیاد کے ساتھ شریک تھا آپکے پاس آیا اور آپکو دیکھ لیا اور ابن زیاد کو بھی
اس امر سے مطلع کیا - ابن زیاد تو موقع ڈھونڈھتا ہی تھا چند آدمیونکو بھیجا کہ
مسلم بن عقیل کو فوراً گرفتار کر کر لائین - ستر آدمی آپکے گرفتار کرنیکے لیے پہنچے
آپ اپنے دروازہ پر خلاف عادت ہجوم کی آواز سنکر سمجھ گئے کہ غالباً یہ لوگ مجکو گرفتار
کرنیکے لیے آتے ہین - آپ تلوار لیکر اُنکے مقابلہ کو نکلے اور آپ نے مار کو سب کو بھگا دیا
کئی مرتبہ ظالمون نے آپ پر متعدد حملے کیے مگر آپ نے ہر بار اُنکو بھگا ہی دیا - اُنمین سے
ایک شخص نے جسکا نام بکیر بن حمران الاحمری تھا آپ پر حملہ کیا اور آپکے منھ پر اُسنے
ایک تلوار ماری اس ضرب سے آپکا اوپر کا ہونٹ کٹ گیا - آپ نے بھی اُسکے
سر پر ایک زخم کاری لگایا - آخر کار یہ ظالم عاجز ہو کر مکانونکی چھتون پر چڑھ گئے اور
اوپر سے پتھر بازی شروع کی اور جلتے ہوے آگ کے شعلہ آپ پر پھینکنے لگے -
اسپر بھی آپ اُنسے اُن تنگ کوچون مین برابر لڑتے رہے - آخر کو محمد بن اشعث نے
کہا اے شخص امن ہے کیون تو اپنے آپکو ہلاکت مین ڈالتا ہے - یہ قوم تمھارے
چچا کی اولاد ہے اور تمھاری قاتل نہین - اب بالکل تمھارے لیے امن ہے -

ابن اشعث اور دوسرے لوگون نے بھی ایسے ہی کہا۔ مگر عمرو بن عبید اللہ السلمی خاموش تھا۔ چونکہ آپ بھی زخمون مین چور ہو گئے تھے بسبب ضعف کے آپ ایک دیوار کا سہارا لیکر بیٹھ گئے۔ اسوقت عمرو بن عبید اللہ السلمی نے آپ پر حملہ کیا اس حملہ مین اُسنے آپکی تلوار چھین لی۔ اب آپ بہت مایوس ہو گئے کیونکہ جس چیز کی مدد سے آپکو لڑنے کی ہمت تھی وہ تو چھین لی گئی۔ اور آپکی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ یہ دیکھ کر عمرو بن عبید اللہ السلمی نے بطور حقارت آپسے کہا بس تمھاری جوانمردی وجرات یہین تک تھی آخر تو رو دیا۔ آپ نے فرمایا مین اپنی جان کیواسطے یا اپنی تکلیف کیواسطے نہین روتا ہون بلکہ مین حسینؑ اور آپکی آل واولاد کے خیال سے روتا ہون کہ انپر کیا سختی گزریگی۔ پھر آپ نے محمد بن اشعث سے فرمایا تجھ سے میری ایک درخواست ہے۔ اُسنے کہا فرمایئے آپ نے کہا کہ حسینؑ کو میرے حال سے اطلاع کر دیجائے اور میری جانب سے انکو یہ بھی پیام پہنچا دیا ہے کہ اب آپ کوفہ کو آنیکا ہرگز خیال نہ فرمائین یہانکے لوگ سخت عہد شکن ہین انکی کسی بات پر اعتماد نہین کرنا چاہیے۔ ابن اشعث نے کہا یہ کون بڑی بات ہے مین ضرور اطلاع دونگا۔ پھر محمد بن اشعث نے مسلم کے کہنے کے موافق حضرت امام حسینؑ کو خط لکھا۔ اور روانہ کیا۔ قاصد کو راہ مین ایک منزل پر جسکا نام زبالہ تھا حضرت امام حسینؑ ملے۔ آپ حسب تحریر مسلم بن عقیل رضؓ کے مکہ سے روانہ ہوے تھے اُسی تحریر مین مسلم بن عقیل رضؓ نے آپکو لکھا تھا کہ ابتک آٹھ ہزار آدمی میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہین۔

محمد بن اشعث نے ابن زیاد کو مسلم بن عقیل کے زخمی ہونیسے مطلع کرکے کہا کہ انکو امن دیگئی ہے۔ ابن زیاد نے کہا مین نے تجکو مسلم کے گرفتار کرلانے کو کہا تھا امن دینے کو نہین کہا تھا۔ جب مسلم رضؓ زخمون سے چور ہو کر باب قصر پر بیٹھ گئے

وہان پانی کا ایک گھڑا رکھا ہوا تھا آپ نے پانی طلب کیا۔ ایک ظالم نے جسکا نام مسلم
بن عمرو الباہلی تھا آپکو بعوض پانی دینے کے ناشایستہ جواب دیا۔ پھر آپ نے عمارہ
بن عقبہ سے پانی طلب کیا اُس نے آپکو پانی دیا جب آپ نے پانی کا پیالہ ہاتھ مین لیا
تو وہ خون سے بھر گیا اسیطرح تین مرتبہ ہوا آپ نے پانی پھینکا پھینکدیا اور نہایت
دردناک آواز مین فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اب ہمارا رزق بند ہو گیا۔ اس عرصہ مین
ابن زیاد کے بہت سے لوگ آگئے اور وہ حضرت مسلم کو ابن زیاد کے سامنے لیگئے
آپ نے اُسکو سلام نہین کیا۔ ایک شخص نے جسکا نام حرسی تھا یہ بولا کہ اے شخص کیا تو
امیر کو سلام نہین کرتا۔ آپ نے فرمایا اگر تمھارا امیر میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے
تو پھر میرے سلام سے کیا فائدہ اور اگر مجھکو قتل کرنا نہین چاہتا ہے تو مین بجای ایک
سلام کے سیکڑون سلام کرنے کو موجود ہون۔ ابن زیاد نے کہا ہان مین تمھین
قتل کرونگا ضرور قتل کرونگا۔ آپ نے فرمایا کیا مجھکو اپنے قوم کے کسی آدمی کو وصیت
کرنیکی اجازت بھی مل سکتی ہے اُس نے کہا ہان اسقدر تو اجازت دیسکتا ہون
پھر آپ نے عمرو بن سعد سے پوشیدگی مین کہا چونکہ میرے اور تیرے درمیان
قرابت بھی ہے اسلیے مین تجکو چند امور کی تکلیف دیتا ہون اگر تو اُنکا ایفا کرے تو
مجھپر بڑا احسان ہوگا۔ ایک یہ کہ مین نے کوفہ مین ایک شخص سے سات سو درہم
قرض لیے تھے تو اُسکو ادا کردے۔ دوسرے یہ کہ میرے قتل ہونیکے بعد میری
لاش کو بطور ہبہ کے ان ظالمون کے ہاتھ سے مانگ لے پھر جہان تو مناسب سمجھے
مٹی مین چھپا دے۔ تیسرے یہ کہ حضرت امام حسین ؑ کو اس امر سے مطلع کردے
پھر عمرو بن سعد نے ابن زیاد سے کہا کہ مسلم رض کی یہ یہ وصیتین ہین۔ ابن زیاد نے کہا
قرضہ کی بابت تجھے اختیار ہے۔ اور حضرت امام حسین ؑ کے بارہ مین مین یہ کہتا ہون
کہ اگر وہ ہم سے لڑائی کا ارادہ نکرینگے تو ہم بھی اُنکا خیال نکرینگے اور اگر حسین ؑ

ہمسے قصاص چاہینگے تو ہم بھی تیار رہین۔ مسلم کی لاش کی نسبت تیری سفارش مانی نہ جائیگی جیسی مصلحت ہوگی اُسپر عمل ہوگا۔ پھر ابن زیاد کو آپ نے بہت کچھ سخت وسست کہا۔ ابن زیاد نے غصہ مین آکر کہا قسم ہے واللہ مین تجکو ایسی ذلت سے قتل کرونگا کہ اسلام مین کسی نے آجتک نہ کیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہان اسلام مین سب سے اول بُرا کام کرنیوالا تو ہی ہے۔ پھر ابن زیاد نے آپکو اور حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ کو بہت بُرا کہا۔ اِسکے بعد آپکے قتل کا حکم دیا گیا۔ اور آپکی گردن مارنے کیلیے باب قصر پر آپ چڑھا دیے گئے۔ آپ نے اشعث سے فرمایا ہاے افسوس تو نے مجکو امن دیکر اس خرابی مین ڈالا ورنہ تو بھی دیکھتا کہ مین ان ظالمونکا کیا حال کرتا۔ جب آپکو قصر پر چڑھاتے ہوے لیگئے تو آپ اُسوقت تسبیح و استغفار پڑھتے تھے بکیر بن حمران نے آپکو شہید کیا شہادت کے بعد ہانی بھی شہید کیے گئے اور سر مبارک دار الامارۃ کوفہ کے دروازہ پر لٹکا دیا گیا اور نعش اطہر تشہیر کی گئی آپ کے ساتھ آپکے دو صاحبزادے بھی تھے وہ بھی شہید ہوے۔

امام حسینؑ کا کوفہ جانا [۱]

اور واقعات سفر

حضرت امام حسینؑ کے پاس اہل عراق کے بہت سے خط جمع ہوگئے اور حضرت مسلم کا خط بھی مشعر اطلاع بیعت کئی ہزار آدمیون کے آگیا تو آپ نے کوفہ کے روانہ ہونیکا مصمم ارادہ کرلیا۔ آپ کو بہت سے اصحاب نے کوفہ جانیسے منع کیا۔ چنانچہ عمرو بن عبد الرحمن بن الحارث ابن زبیر ابن عباسؓ ابن عمر جابر بن عبد اللہ

---

[۱] تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۱۹-۱۲۔

ابوسعید۔ اور ابو واقد اللیثی وغیرہ نے بہت اصرار کیا کہ آپ تشریف نہ لیجائیں مگر حضرت امام حسین عنے ابن عباس رضہ کے یا کسی کے اصرار پہ بالکل التفات نہین فرمایا۔ اسوقت ابن عمر اور ابن عباس رضہ یہ فرمانے لگے کہ افسوس حسینؑ ہماری رائے پر غالب آگئے۔ ہماری رائے مین حسین علیہ السلام کا وہان جانا بخیر نظر نہین آتا۔ چنانچہ آپ اپنے والد اور اپنے بھائی کے عہد خلافت مین عبرت انگیز واقعات دیکھ چکے ہین لیکن پھر بھی آپکا وہی خیال ہے۔ جب آپ بالکل تیار ہو گئے تو ابن عباس رضہ نے آپکے روبرو یہ پیشینگوئی کی کہ میری رائے مین تم اپنی بیبیون اور اولاد کے سامنے قتل کیے جاؤگے۔ اسپر بھی آپ اپنے ارادہ سے باز نہین آئے آخر کو ابن عباس رضہ اپنی آنکھوںمین آنسو بھرلائے اور رونے لگے ابن زبیر رضہ بھی رونے لگے۔ ابن عباس رضہ نے ابن زبیر کو روتے دیکھ کر یہ فرمایا کہ اب وہ وقت قریب ہے حسین (حسینؑ) غائب ہو جائیگا۔

ذیحجہ کی دس تاریخ کو آپ مکہ معظمہ سے مع اپنے اہل وعیال کے عراق کو روانہ ہوئے۔ راہ مین آپکو عمرو بن سعید بن العاص کے قاصد ملے جو کہ یزید کیطرف سے حجاز کا صوبہ دار تھا۔ انھون نے آپکو منع کیا مگر آپ نے اُنکا کہنا نہ مانا اور آگے بڑھتے چلے گئے۔ جب آپ ایک منزل پر جسکا نام تنعیم تھا پہنچے تو آپ کو ایک قافلہ ملا جسکو بحیر بن ابان نے یمن سے یزید بن معاویہ کے پاس روانہ کیا تھا۔ اس کارروان کے ساتھ ورس؟ اور ریارچہ تھا آپ نے اُنکے اونٹ کرایہ کر لیے جب آپ صفاح پہنچے تو آپ کو یہان فرزدق نامی شاعر ملا۔ آپ نے فرزدق سے پوچھا کہ راہ مین کس کس سے ملاقات ہوئی اُسنے کہا سب لوگونکی

؟ یہ ایک قسم کی گھانس ہوتی ہے جسکو فارسی مین اسپرگ کہتے ہین اور اس سے زرد رنگ نکلتا ہے اور یہ گھانس یمن کے اور کہین پیدا نہین ہوتی ہے۔

دل تو تمھارے پاس ہین مگر اُنکی تلوارین بنی امیہ کے ہاتھ ہین ۔ معلوم نہین
کہ خدا کو کیا منظور ہے ۔ اس بیان سے فرزوق کا یہ مطلب تھا کہ عوام کی یہی
خواہش ہے کہ تم ہی خلیفہ بنائے جاؤ ۔ مگر وہ بے بس ہین اسلیے کہ بنی امیہ کے
خاندان کی قوت بہت بڑھی ہوئی ہے ۔ یہ سنکر آپ روانہ ہوئے راہ مین آپکو
عبد اللہ بن جعفر کے دونون بیٹے عون اور محمد ملے عبد اللہ بن جعفر رض نے اپنے
بیٹون کے ہاتھ آپکی خدمت مین ایک نامہ لکھا تھا جسکا مضمون یہ تھا ۔

"بعد حمد و صلوٰۃ کے مین آپسے نہایت منت سے التجا کرتا ہون کہ جب آپ اس
عریضہ کو مطالعہ فرمائین اُسیوقت آپ واپس آجائین کیونکہ مجھکو آپکے کوفہ
جانے مین اندیشہ ہے اگر خدانخواستہ آپ قتل کیے جائین تو یہ دنیا نہ صرف ہمپر بلکہ
تمام اہل جہان پر تنگ و تاریک ہوجائیگی ۔ آپ ہرگز سفر کا ارادہ نکرین اور
مین بھی اسکے پیچھے ہی آپکی خدمت بابرکت مین حاضر ہونیوالا ہون والسلام"

اسکے بعد عبد اللہ بن جعفر نے عمرو بن سعید سے جو کہ یزید کیطرف سے مکہ کا صوبہ دار
تھا یہ کہا کہ تو مجھکو ایک نامہ اس مضمون کا لکھدے کہ حضرت امام حسین ع کو امن
ہے اور اُنکے ساتھ بدسلوکی نہین کیجائیگی جب یہ نامہ لکھا گیا تو عمرو بن سعید نے
بمعیت اپنے بھائی یحیی بن سعید اور عبد اللہ بن جعفر کے حسین ع کی خدمت مین
یہ نامہ روانہ کیا یہ دونون نہایت تیزی سے چلکر راہ مین آپکو ملے اور یہ نامہ
آپکو پڑھکر سنا دیا اور ان دونون نے اصرار کیا کہ اب آپ کوفہ کو تشریف نہ لیجائین
آپ نے اُنکی راے نہ مانی چنانچہ آپ نے یہ عذر پیش کیا کہ مین نے خواب مین
رسول مقبول صلعم کو دیکھا ہے اور آپ فرماتے تھے کہ جو حادثہ پیش ہونیوالا ہے
وہ ضرور درپیش ہوگا جب ابن زیاد کو حسین ع کے مکہ سے روانہ ہونے کی خبر
معلوم ہوئی تو اُس نے حصین بن نمیر التمیمی کو روانہ کیا اور حصین روانہ ہوا

اور قادسیہ[1] پر مع فوج آتا اور اُسنے تمام فوج کی ٹکڑیونکو اس طور پر قائم کیا تھا جس سے فوج کا ایک باقاعدہ قلعہ بنگیا تھا یعنی قادسیہ کی ایک جانب سے خفان[2] تک اور قادسیہ کی دوسری جانب سے قطقطانہ[3] اور جبل لعلع[4] تک۔

جب امام حسینؑ کو معلوم ہوا کہ میری مزاحمت کیلیے فوج روانہ ہو چکی ہے تو آپ نے اہل کوفہ کو اپنے آنیکی اطلاع کا خط لکھا اور قیس بن مسہر الصیداوی کے ہاتھ سے روانہ فرمایا۔ جب آپکا قاصد قیس قادسیہ مین پہنچا تو حصین نے جو وہان مع فوج گران منزل گزین تھا گرفتار کر لیا اور اُسکو مع نامہ ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا۔ ابن زیاد نے قیس سے کہا کہ منبر پر چڑھکر امام حسینؑ کو برا کہے قیس نے منبر پر چڑھکر آپکی تعریف و توصیف شروع کی۔ اور ابن زیاد پر لعنت کرنی شروع کی۔ ابن زیاد نے قیس کے قتل کا حکم دیا اور قیس تیرونکی بوچھار سے شہید ہو گیا۔ نامہ روانہ کرنیکے بعد آپ کوفہ کیطرف روانہ ہوے اور ایک پنگھٹ پر اُترے یہان آپکو عبد اللہ بن مطیع ملا اور آپکے دیکھنے سے بہت خوش ہوا۔ چونکہ آپ کے مقابلہ کیواسطے آپ کی دشمن بڑی سرگرمی سے تیاریان کر رہے تھے اسلیے عبد اللہ بن مطیع نے بطور خیر خواہی نہایت منت سے کہا "یا ابن رسول اللہ مین قسمیہ کہتا ہون کہ یہ تمام بنی اُمیہ آپ کے خون کے پیاسے ہو رہے ہین بہتر ہے کہ آپ واپس تشریف لیجائین ورنہ یہ ظالم آپکو قتل کرینگے اور اہل کوفہ نہایت دغاباز ہین انکی کسی بات پر اعتماد

---

[1] قادسیہ ایک موضع کا نام ہے جو ملک شام مین بہت مشہور ہے۔

[2] خفان یہ بھی ایک مقام کا نام ہے۔

[3] قطقطانہ بھی ایک مقام کا نام ہے۔

[4] لعلع بھی ایک جگہ کا نام ہے۔

نہین کرنا چاہیے۔ پس اب اسلام مین آپ ہی کی ذات مبارک باقی ہے پھر تو میدان
صاف نظر آتا ہے۔ آپ نے اُسکا کہنا بھی نہ مانا۔

وہان زہیر بن قین البجلی[1] کو امام حسین ؑ نے بلوایا اور وہ پھر اپنا اسباب لیکر آپکے
ساتھ ہو گیا۔ اس سفر مین زہیر نے اپنی عورت کو طلاق دیا اور کہا کہ اب تو میرے
پاس رہنے کے قابل نہین ہے کیونکہ تو ہمارے فریق مخالف کی گروہ سے ہے اور
مین نہین چاہتا کہ میرے سبب سے تو بھی آفات مین مبتلا ہو۔ اب تو اپنے قبیلہ مین
چلی جا۔ اور آپ حسین ؑ کے ساتھ ہو گیا جو اخیر کو آپکے ساتھ شہید بھی ہوے انکی
بی بی نے باوجود طلاق کے بھی ساتھ نہین چھوڑا اور کہا کہ وہ وہان اہل بیت کے
ساتھ رہیگی چنانچہ وہ ساتھ رہی۔

مقام ثعلبیہ مین آپکو مسلم بن عقیل رضؓ کے شہید ہونیکی خبر معلوم ہوئی۔ اسوقت آپکے
بعض عزیز و اقارب نے کہا اے جناب براے خدا ابتو پھر چلیے۔ مگر مسلم بن عقیل کے
فرزندون نے اصرار کیا اور کہا کہ ابتو ضرور چلنا چاہیے۔ حسین ؑ نے بھی فرمایا جب
ایسے ایسے ہمارے عزیز و اقارب شہید ہو گئے تو واقعی اب زندگی مین ذرا بھی
لطف نہین رہا۔

اور آپ کے بعض اصحاب نے کہا نہین اب اہل کوفہ ہمارا استقبال کرینگے ہماری
تعظیم و تکریم کرینگے کیونکہ مسلم بن عقیل رضؓ کے شہید ہونیسے اُنکو سخت رنج پہنچا ہے
اور اب وہ صرف کسی سرپرست کے طلبگار ہین۔ چونکہ آپکی بھی یہی خواہش تھی کہ کوفہ

---

[1] زہیر بن قین البجلی قبیلہ عثمان کا ایک شخص تھا جو مکہ سے حج کر کر آپ کے ساتھ ساتھ
منزلین طی کرتا چلا آتا تھا مگر منزل مین آپ سے علیحدہ دور اُترتا تھا۔ آپ کی حسب الطلب
پھر وہ آپ کے ہمراہ ہو گیا۔

چلنا چاہیے پس آپ مقام مستقر سے روانہ ہوکر زبالہ مین پہنچے - آپ چاہتے تھے
کہ کوئی پانی کی جگہ دیکھکر اُترین مگر سب کنوئین گھاٹ ظالمون کے قبضہ مین تھے
یہان آپکو اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن لقطر کے بھی شہید ہونیکی خبر معلوم ہوئی
عبداللہ بن لقطر مسلم بن عقیل رض کے پاس جانیکے لیے روانہ ہوے تھے راہ
مین حصین کی فوج نے آپکو گرفتار کرلیا اور ابن زیاد کے پاس روانہ کردیا اُ
عبداللہ کو ابتک مسلم رض کے شہید ہونیکی خبر معلوم نہین ہوی تھی - ابن زیاد نے
عبداللہ سے بھی وہی کہا جو قیس سے کہا تھا - مگر عبداللہ نے اُسیطرح ابن زیاد کو
گالیان دین اور امام حسین ع اور حضرت علی ع کی تعریف کی - ابن زیاد نے عبداللہ کو
بلند عمارت کی چھت سے گرا دینے کا حکم دیا آخر عبداللہ ایک عمارت کی بلند چھت سے
گرا دیے گئے - آپکے جسم کی ہڈیان ٹوٹ گئین مگر کسیقدر جان باقی تھی - تب ایک
شخص نے جسکا نام عبدالملک بن عمیر اللخمی تھا آپکو ذبح کیا - بعض بیان کرتے ہین
کہ عبداللہ کو کسی اور نے ذبح کیا - اور لوگون نے بھی عبدالملک پر لعنت ملامت
کی کہ اے ظالم اس بیرحمی سے ذبح کرنے مین تجکو کیا فائدہ ہوا - اس ظالم بیرحم نے
تمسخر کے ساتھ جواب دیا کہ مین نے اسپر رحم کیا کیونکہ اُسکی جان سخت تکلیف مین
تھی -

جب امام حسین ع کو یہ خبر پہنچی تو آپکو اب معلوم ہوا کہ اہل کوفہ حقیقت مین
ایسی ہی عہد شکن ہین -

جب امام حسین ع بطن عقبہ مین اُترے تو آپکے پاس ایک عرب آیا اور اُسنے
آپکو وہی نصیحت کی جو اور لوگون نے کی تھی اور آپ سے کہا کہ ایسے حال
مین آپکا یہان آنا بالکل خلاف مصلحت تھا - آپ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے اور
مین بھی اسکو پہلے سے جان چکا ہون مگر خدا کی مشیت ایسی ہی معلوم ہوتی ہے

پھر خدا کی مشیت مین کسیکی تدبیر کیا کام دیسکتی ہے ۔

امام حسینؑ کا کربلا مین داخل ہونا

اور کربلا کے واقعات

امام حسینؑ کو مسلمؓ اور عبداللہ کے شہید ہونیکی خبر جو ملی تو حضرت نے اور جلد آگے بڑھنے کا قصد کیا ۔ راستہ مین جب دوپہر ہوئی تو آپ کے ساتھیون مین سے ایک شخص نے تکبیر کہی ۔ دوسرے نے کہا کیون خیر تو ہے اُس نے کہا مجھے ایک باغیچہ مین درخت نظر آتا ہے ۔ بنی اسد مین سے دو آدمیون نے جواب دیا کہ اس زمین پر نہ کوئی درخت ہے اور نہ کوئی باغیچہ ہے اور نہ کبھی پیشتر تھا ۔ امام حسینؑ نے اشارہ کرکے فرمایا پھر وہ کیا شے ہے انھون نے کہا ہمکو تو وہ گھوڑونکی گردنین نظر آتی ہین ۔ آپ نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے ۔ مگر اب ہمکو کوئی ایسا مقام نظر نہین آتا جسمین ہم پناہ لین ۔ ہان ایک تدبیر ہوسکتی ہے کہ یہ جو فوج ہماریطرف چلی آرہی ہے اسکی نظر بچاکے کسی اور سمت کو روانہ ہوجائین ۔ آپ کہتے ہی تھے کہ وہ فوج قریب پہنچ گئی ۔ آپ نے بھی نہایت سبک قدمی کے ساتھ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے ۔ اور دامن کوہ مین وہ سوار بھی آگئے یہ کل ایک ہزار تھے جسکا سرکردہ حربن یزید ریاحی تھا ۔ حر آپ کے مقابل مین خیمہ زن ہوا ۔ حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ گھوڑون وغیرہ کو پانی پلالین اور خود بھی سیراب ہوجائین ۔

ظہر کے وقت آپ نے موذن کو اذان کا حکم دیکر اُس فوج کیطرف گئے اُس لشکر مین کھڑے ہوکر آپ نے ایک چھوٹی سی تقریر کی جسکا بجنسہ یہان نقل کرنا

؎ تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۲۳-۲۴ ۔

ہکو مناسب معلوم ہوتا ہے -

تقریر

"ایہا الناس انہا معذرۃ الی اللہ والیکم انی لم آتکم حتی اتتنی کتبکم ان اقدم الینا"
"فلیس لنا امام لعل اللہ ان یجعلنا بک علی الہدی فقد جئتکم فان تعطونی ما اطمئن"
"الیہ من عہودکم اقدم مصرکم وان لم تفعلوا وکنتم بمقدمی کارہین انصرفت عنکم الی"
"المکان الذی اقبلت منہ"

ترجمہ تقریر

"اے لوگو مین معذرت کرتا ہون اللہ تعالی سے اور تم سے اس بات کی کہ مین"
"اپنی خواہش سے تمھارے پاس نہین آیا ہون بلکہ جب تمھارے متعدد خطوط"
"میرے پاس اس مضمون کے کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائین کیونکہ ہمارے لیے"
"کوئی امام نہین ہے شاید اللہ تعالی آپ کے سبب سے ہمکو ہدایت پر قایم رکھے"
"پہنچنے کے بعد آیا ہون اگر اب بھی تم مجھ سے کوئی اقرار یا عہد کرو جس سے میری"
"ہلکو اطمینان ہوسکے تو تمھارے شہر مین داخل ہوتا ہون یا اگر تم مجھ سے کوئی"
"عہد کرنا نہین چاہتے ہو یا تمکو میرا آنا ناپسند ہو تو جس جگہ سے مین چلا آتا ہون پھر"
واپس ہو جاؤن - آپکی یہ تقریر سنکر وہ لوگ چپ ہو گئے"

آپکے موذن کی اذان سنکر اُنھون نے بھی اپنے موذن کو اذان کا حکم دیا آپ نے فرمایا کیا تم نماز علیحدہ پڑھو گے اُنھون نے کہا نہین بلکہ ہم آپ ہی کے پیچھے نماز پڑھینگے جب نماز کو کھڑے ہوے تو ان لوگون نے بھی آپ ہی کے پیچھے نماز پڑھی - اسکے بعد امام حسینؑ اپنی خیمہ گاہ کو روانہ ہوے اور وہ لوگ بھی عصر کی نماز کے بعد اپنے اپنے مقامونکو چلے گئے - عصر کی نماز کے واسطے پھر فریقین کے لوگ جمع ہوے عصر کی نماز کے بعد پھر آپ نے ایک تقریر کی اس تقریر کا بھی یہان نقل کرنا

ہمین مناسب معلوم ہوتا ہے۔

تقریر ثانی

"اما بعد ایہا الناس فانکم ان تتقوا اللہ و تعرفوا الحق لاہلہ یکن ارضی للہ و نحن"
"اہل البیت اولی بولایۃ ہذا الامر من ہولاء المدعین مالیس لہم والسائرین فیکم"
"بالجور والعدوان فان انتم کرہتمونا جہلتم حقنا وکان رایکم غیر ما اتتنی بہ کتبکم و رسلکم"
"انصرفت عنکم"

ترجمہ تقریر ثانی

"حمد و صلوۃ کے بعد آپ نے فرمایا اے لوگو اگر اللہ سے ڈرو۔ اور مستحقین کے حق کو"
"پہچانو تو اللہ تعالی کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی بات بہتر نہین ہے۔ چونکہ ہم"
"نبی صلعم کے اہلبیت ہین اسلیے ہم اس عہدہ کی ولایت کے بہ نسبت اُن جھوٹے مدعیونکے"
"زیادہ مستحق ہین جنکو کسیطرحکا حق حاصل نہین ہے اور جو محض بطور ظلم و تعدی کے"
"تمپر حکمران ہین۔ اسپر بھی اگر تم ہمسے ناراض ہوا ور تجاہل عارفانہ اپنا شیوہ قرار دیتے ہو"
"اور ان خطوط اور قاصدون سے جو میرے پاس آئے ہین تم مختلف الرای ہو"
"تو مین اب بھی واپس ہوجاتا ہون"

یہ سنکر حر نے کہا ہم اُن خطوط اور قاصدون کو بالکل نہین جانتے خدا جانے تمھارا بیان سچ ہے یا جھوٹ ہے۔ آپ نے فوراً دو بستون سے وہ خطوط نکالے اور پھیلا کر اُنکے سامنے ڈالدیے۔ حر نے کہا خیر یہ خطوط سچ ہین مگر ہم نے تو آپ کو کوئی خط نہین لکھا اگر ہے تو بتلایے انمین ہمارا کونسا خط ہے۔ عبید اللہ بن زیاد نے ہمین صرف یہ حکم دیا ہے کہ ہم آپکو ہر طرحسے گرفتار کر کے اُسکے پاس لیجائین۔ اب ہم آپ کو ضرور اُسکے پاس لیجائینگے اور اُسکے حکم کی تعمیل کیے بغیر ہمین چارہ نہین۔ یہ سنکر آپ نے اپنے ہمراہیون کو کوچ کا حکم دیا حر آپکا مانع ہوا آپ نے غصہ سے اُسکو

یہ فرمایا ثکلتک اُمک ماتم یدیعنی تیری مان تیرے غم مین روے بیٹا تیرا کیا ارادہ ہے
حُر نے کہا خیر آپکی جو جی مین آئے کہیے اگر کوئی دوسرا عرب میری نسبت یہ کلمہ زبان سے
نکالتا تو مین اُسکو زندہ نہ چھوڑتا اگر مجھ سے یہ بھی نہ ہوسکتا تو اُسکی نسبت مین بھی یہ
کلمہ تو ضرور ہی کہتا ۔ پھر جو کچھ ہوتا مین بھی اُسکے ساتھ کسیطرح سے کمی نکرتا مگر
صرف یہ بات پیش نظر ہے کہ آپکی مان کا ذکر بجز نیکی کے نہین لینا چاہیے ۔
آپ نے فرمایا آخر تیرا ارادہ کیا ہے اُس نے کہا مین صرف یہ کہتا ہون کہ آپ میرے
ساتھ ابن زیاد کے پاس چلے چلین ۔ آپنے فرمایا مین تیرے ساتھ ہرگز نہین
آؤنگا ۔ اُس نے کہا مین آپکو ضرور لیجاؤنگا ۔ اسپر تکرار بڑھی اور حُر نے کہا مجھکو آپکے
قتل کرنیکا حکم نہین ہے اور یہ بھی حکم نہین ہے کہ ہم آپ کو چھوڑ دین اور آپکو
ابن زیاد کے پاس ضرور چلنا ہوگا ۔ اگر آپ کوفہ کو نہین چلتے ہین تو آپ مدینہ کو
بھی جانیکا قصد نکرین اس اثنا مین مین ابن زیاد کو اطلاع دیتا ہون پھر مجھکو
وہ جو کچھ حکم دیگا اُسکی تعمیل کرونگا ۔ اور آپ بھی یزید کو نامہ لکھیے وہان سے
جو کچھ حکم آجائے اُسپر عمل کیا جائے اِسکے سوائے آپکو اور کوئی چارہ نہین ۔
ناچار ہوکر آپنے عذیب اور قادسیہ کی راہ سے چلے اور حُر بھی آپکے ساتھ
ہی رہنے لگا ۔ راہ مین آپنے ایک اور تقریر کی جو آپکی مذکورہ بالا تقریر ونسے کسیقدر
ہم مضمون تھی مگر آپ نے اِسمین دو باتین ظاہر کی تھین ۔ اولاً یہ کہ آپ نے اس
تقریر کے پیرایہ مین اُن ظالمونکی برائیونکو پوست کندہ بیان کیا ۔ ثانیاً یہ کہ آپنے
اس تقریر مین اپنا استحقاق جتاکر اپنے اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ یعنے
اپنے معاہدات صادق کو ثابت کر دکھایا ۔ اِسکے جواب مین حُر نے کہا اگر آپکا ارادہ
لڑنیکا ہے تو ہم بھی موجود ہین ۔ آپ نے فرمایا کیا تو مجھکو موت سے ڈراتا ہے مین اسکو
تو پہلے سے خوب جان چکا ہون ۔ اِسکے بعد حُر آپسے دور دور چلنے لگا ۔ جب

عذیب ہجانات کے پاس پہنچا تو وہان چار آدمی بیٹھے ہوے تھے یہ لوگ کوفہ سے
آئے تھے انکے راہبر کا نام طرماح بن عدی تھا یہ سب ملکر امام حسین کے پاس
آنے لگے حُر بھی انکے ساتھ ہو لیا اور کہا یہ قافلہ کوفہ سے آیا ہے مین انکو بھی
یا تو روک رکھونگا یا تمھارے پاس سے نکال دونگا۔ آپ نے فرمایا یہ لوگ
میرے معاون ہین تجکو انکا اُسوقت مزاحم ہونا چاہیے جبکہ تو میری مزاحمت
کرے ان لوگونکو میرے ساتھیونمین شمار کرنا چاہیے۔ یہ سنکر حُر رک گیا۔ آپ نے
ان قافلہ والون سے اہل کوفہ کا حال پوچھا انھون نے بیان کیا کہ اکثر معززین
تو آپ کے خلاف مین ہین پھر آپ نے اپنے قاصد قیس ابن مسہر کا حال دریافت
کیا۔ انھون نے کہا وہ تو قتل ہو گیا یہ سنکر آپکی آنکھونمین آنسو بھر آئے۔ طرماح
عرض کیا اے جناب آپ کے ساتھ تو بہت تھوڑے آدمی ہین گو یہ ظالم جو آپکے ساتھ
ہین نہ بھی لڑین تو آپکو انکے قبضہ سے رہا ہونا دشوار ہے۔ جب مین کوفہ سے
چلا ہون اُسکے ایک روز پیشتر قریب ایکہزار آدمی کے آپکے پاس آنیکے واسطے
آیا یک مسید انمین جمع ہو رہے تھے اب میری راے مین آپکو کوفہ نہین جانا چاہیے
بلکہ آپ کسی اور شہر کو روانہ ہون تو مناسب ہے اگر وہان بھی آپکو اُترنے نہ دین
تو آپ چپکے سے ہمارے ساتھ چلیے یہان سے قریب مین ایک پہاڑ ہے جہان
کہ ہم رہتے ہین جب آپ وہان پہنچ جائینگے تو وہ ایسی جگہ ہے جہان دشمن کو
غلبہ پانا دشوار ہے۔ اور مین وہان آپ کو قبیلہ طے کے بیس ہزار آدمی تک
جمع کر دیسکتا ہون اور آپ جبتک وہان چاہین رہین۔ آپ نے اُسکے حق مین
دعا دی اور فرمایا کہ اب انسے ایک وعدہ ہو گیا ہے اور انشاءاللہ بہت جلد
قریب مین اُس وعدہ کا ظہور ہونیوالا ہے اُسوقت جو مناسب ہوگا اُسپر عمل کرونگا
یا تیرے ساتھ چلا چلونگا۔ مگر اب بھی تجکو میری خبرگیری سے غافل نہ رہنا چاہیے

نے مجکو کھانے پینے کا سامان پہنچا دیا کر۔ آپ اسکو رخصت کر کے اپنے ہمراہیوں میں
آ ملگئے۔

انھیں ایام مین آپ ایک مرتبہ رات کو سوار ہوکر روانہ ہوے آپ کو سواری
پر ہی ایک قسم کی غنودگی آگئی۔ جب آپکی آنکھ کھل گئی تو آپ نے یہ کہا "انا للہ
و انا الیہ راجعون و الحمد للہ رب العالمین۔" آپ کے فرزند علی بن الحسین رضنے
عرض کیا اباجان آپ کے استرجاع کہنے کا سبب کیا ہے آپ نے فرمایا
اے میرے پیارے فرزند مجکو غنودگی مین خواب مین ایک سوار نظر آیا اور وہ
یہ کہہ رہا ہے کہ یہ لوگ تو سیر کر رہے ہین یعنی سفر کر رہے ہین اور موت بھی انکیطرف
آرہی ہے۔ مین نے اسکی یہ تعبیر کی کہ اب ہماری حیات ختم ہو چکی ہے۔ علی بن الحسین
نے عرض کیا اباجان کیا ہم حق پر نہین ہین آپ نے فرمایا بیشک ہم حق پر ہین
علی بن الحسین رضنے عرض کیا تو جناب پھر کوئی پرواہ کی بات نہین۔ حضرت
حسین ع نے انکے لیے دعاے خیر کی۔ صبح کو آپ اُتر گئے اور پھر جلد ہی کوچ کا
حکم دیا آپ نے چاہا کہ حُر کو چھوڑ کر چلے جائین مگر وہ آپ کا مانع ہوا آخر آپنے
ایک مقام پر جسکا نام نینوی تھا اُترے۔ اسوقت کوفہ سے ایک سوار آتا ہوا
دکھائی دیا اُس سوار نے حُر کو سلام کر کر ابن زیاد کا ایک نامہ دیا جسمین ابن زیاد نے
یہ لکھا تھا کہ جب تجکو یہ خط پہنچے فوراً امام حسین کو محبوس کرے اور امام حسین کو
ایک ایسی جگہ محبوس کردے جہان پانی نہو اور نہ کوئی قلعہ ہو۔ حر نے وہ نامہ
پڑھکر امام حسین کو سنا دیا اور آپکو اس بات پر مجبور کیا کہ آپ ختک بیابان مین
اُترین۔ امام حسین ع نے ایک اور مقام کو بتلا کر کہا مین وہان اُترنا چاہتا
ہون اُنھون نے قبول نکیا۔ قاصد زہیر نے کہا ہمکو اسقدر رعایت کا حکم نہین
ہے۔ اگر آپ اسپر راضی نہین ہوتے ہین تو کل تک خدا جانے آپ کے لیے کوئی

اور حاکم آئیگا - آپ نے فرمایا مین اپنی جانب سے جنگ مین پیش دستی کرنا نہین
چاہتا ہون تمھین اختیار ہے - زہیر نے کہا آپ ہمارے اس قریہ کو جو فرات کے
دونون کنارون پر واقع ہے اور جو ہمارے سامنے ہی ہے تشریف لیے چلین
آپ محرم کی دوسری تاریخ پنجشنبہ کے روز وہان اُترے - دوسرے دن صبح کو
عمرو بن سعد بن ابی وقاص چار ہزار فوج لیکر آیا - عمرو بن سعد آپ کے مقابلہ کیواسطے
نہین آیا تھا بلکہ ابن زیاد نے اُسکو مُلک رے کے صوبہ داری پر مقرر کرکر روانہ
کیا تھا مگر امام حسین ؑ کے واقعہ کو دیکھکر ابن زیاد نے عمرو بن سعد سے کہا کہ امام حسینؑ
کے پاس تیرا بھی جانا مناسب ہے اسکے بعد پھر تو اپنے عہدہ پر چلا جا - لیکن عمرو
بن سعد نے ابن زیاد سے کہا اچھا مین ذرا اس امر کو سمجھ لون آج کا دن مجھکو
مہلت ملنی چاہیے ابن زیاد نے قبول کیا - عمرو بن سعد نے اپنے اصحاب سے
اس بارہ مین مشورہ کیا - سبھون نے اُسکو حسین ؑ کے مقابلہ کی شرکت سے منع
کیا - عمرو بن سعد کے پاس اُسکا بھانجہ حمزہ بن مغیرۃ بن شعبہ آیا اور کہنے لگا کہ ماموان
تم حسین کے مخالفین مین متشریک ہوا چاہتے ہو - عمرو بن سعد بھی سمجھ گیا کہ واقعی یہ کام
بہت بُرا ہے - اسکے بعد عمرو بن سعد ابن زیاد کے پاس آیا اور امام حسین ؑ کے
مقابلہ کیواسطے جانے سے پہلوتہی کی - اور یہ بھی بیان کیا کہ اس کام کے واسطے
اور بہت آدمی ہین جو بہادری مین مجھسے ہزار درجہ بہتر ہین - اُس نے اور لوگون کے
نام بھی بتائے کہ فلان فلان آدمی اس کام کے لائق ہین - ابن زیاد نے کہا
اگر تجھکو اس کام مین شریک ہونیسے انکار رہے تو تجھکو ملک رے کی
صوبہ داری بھی نہین دیجا سکتی - اگر تو ولایت رے کی حکمرانی پسند کرتا ہے تو یہ
کام قبول کر آخر عمرو بن سعد نے دنیا کے لالچ سے یہ کام قبول کیا اور امام حسین ؑ کے
پاس مع فوج کثیر پہنچا اور پھر مختلف راہ اور ذریعے سے فوجین حسب الحکم عبید اللہ ابن زیاد

سکے وہان آکر جمع ہونے لگین - عمرو بن سعد نے آپکے پاس قاصد کو بھیجکر کہا کہ ابن زیاد کا
تو یہ حکم ہے پھر آپکی کیا راے ہے - آپ نے فرمایا مین اہل کوفہ کی حسب الطلب
آیا تھا اگر میرے آنیسے تم لوگ ناراض ہو تو مین واپس چلا جاتا ہون عمرو بن سعد نے
ابن زیاد کو آپکے فرمانیکے بموجب مطلع کیا - ابن زیاد نے کہلا بھیجا کہ جبتک حسین
یزید کی بیعت قبول کرین کوئی عذر اُنکا مقبول نہ ہوگا اور حسین کو ایسے مقام
مین محصور کر دینا چاہیے جہان نہ پانی ہو ورنہ کسیطرح کی پناہ مل سکے - پس
عمرو بن سعد نے عمرو بن الحجاج کو پانسو سوار کا سرگروہ بنا کر حسین کے پاس بھیجا -
اور اُنکو یہ حکم دیا گیا کہ تم ایسے مقام پر اپنی صف بندی کرو جسکے باعث سے حسین کو
پانی نہ مل سکے - یہ واقعہ امام حسین ؑ کے قتل ہونیسے تین روز پیشتر کا ہے -
اسوقت عبد اللہ بن ابی الحصین الازدی نے آواز دی اے حسین اب تمکو پانی کا
ایک قطرہ بھی نہین ملسکتا - اور بے جنگ و جدل کے تم پیاس سے خود بخود
مرجاؤ گے - آپ نے اُسکے لیے بد دعا کی - یا اللہ اسکو بھی پیاس سے مار - اور
یہ پانی کو ترس ترس کر مرجاے - جب امام حسین اور اُنکے اصحاب اخبار تشنگی نے
غلبہ کیا تو آپ نے اپنے بھائی عباس ابن علی ؑ کو پانی کے واسطے جانب فرات روانہ
فرمایا - لکھا ہے جناب عباس علیہ السلام کے ہمراہ بیس آدمی پیادہ اور تیس سوار
تھے بیس مشکین لیکے پانی لانیکے واسطے روانہ ہوے جب جناب عباس کنار
فرات پر پہنچے - عمر بن الحجاج نے باواز بلند کہا کہ تم کون لوگ ہو - ہلال نافع نے
جو کہ اصحاب حضرت مین سے تھے - کہا کہ اے عمر بن الحجاج مین تیرا چچا زاد بھائی
ہون چاہتا ہون کہ پانی پیون اُسنے کہا کہ پیلو - اسوقت ہلال بن نافع نے جواب دیا
کہ مین کسطرح پانی پیون - اہلبیت نبوت تو پیاسے ہین اُسنے جواب دیا کہ یہ تم سچ کہتے ہو
لیکن مجکو حکم عمر سعد ہی ہے کہ اہلبیت نبوت کے لیے ایکقطرہ پانی کا نہ پہنچانے دون -

پس ہلال بن نافع نے اپنے لوگونکو آواز دی کہ جلد پانی مشکونمین بھر لو۔ یہ سنکے
عمرو بن الحجاج نے بھی اپنے لوگونکو آواز دی کہ ہرگز ہرگز ان لوگونکو پانی نہ لیجانے دو
یہ سنتے ہی وہ لوگ سد راہ ہوے اور ایک سخت لڑائی ہوئی لیکن اصحاب
حضرت نے نہایت مردانگی اور جرات کے ساتھ مشکین پانی سے بھر لین اور
سب کے سب صحیح و سالم خیمہ تک پہنچ گئے۔

بعد اسکے حضرت امام حسین نے عمرو بن سعد کو بوقت شب طلب کیا۔ اور یہ کہلا
بھیجا کہ چند باتمین ضروری کہنی ہین۔ جناب امام حسینؑ ہمراہ بیس آدمیون کے اپنے
لشکر سے جدا ہوے۔ عمر سعد بھی ہمراہ بیس آدمیونکے اپنے لشکر سے جدا ہوکے
جانب حضرت روانہ ہوا جب حضرت کے قریب عمر سعد پہنچا اسوقت حضرت امام حسین نے
اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم ہٹ جاو سب ہٹ گئے لیکن جناب حضرت عباس اور
جناب علی اکبر نے عرض کیا کہ یا حضرت ہم آپکو اکیلا ہرگز نہ چھوڑینگے چنانچہ وہ ہمراہ
رہے۔ جب عمر بن سعد نے یہ دیکھا تو اسنے بھی اپنے لوگونسے یہی کہا کہ تم بھی اب ہٹ جاو
لیکن اسکا غلام اور بیٹا مسمی حفص ہمراہ رہا۔ پس حضرت امام حسینؑ نے
بنظر اتمام حجت عمر بن سعد سے فرمایا۔ کہ کیا تو مجھ سے لڑیگا۔ آیا نہین جانتا کہ مین
کون ہون اور کسکا فرزند ہون۔ مین فرزند رسول خدا ہون اور نور دیدہ علی و
زہرا ہون۔ بجز میرے اور کوئی دنیا کے پردہ پر نواسہ رسول کا نہین ہے۔ تو خدا سے
نہین ڈرتا ہے اور اعتقاد روز جزا نہین رکھتا ہے۔ ساتھ ان ملعونون کا
چھوڑ دے اور میرے پاس آ۔ اور سعادت ابدی حاصل کر۔ اور عذاب
آخرت سے نجات چاہ۔ اسنے کلام حضرت سنکے عرض کیا کہ یا حضرت مین ڈرتا
ہون کہ گھر میرا ویران نہ ہوجاے۔ حضرت نے فرمایا کہ مین اپنے مال سے تیرے لیے
مکان بنوا دونگا۔ پھر اسنے کہا کہ میری زمین وغیرہ ضبط ہوجائیگی حضرت نے فرمایا کہ

کہ مین اپنی زمین تجکو دیدونگا جو حجاز مین واقع ہے - پھر اُسنے کہا کہ میرے عیال آپکے
ساتھ کی وجہ سے ہلاک ہوجاوینگے یعنی بنی امیہ سب مال و اسباب و زمین لے لینگے
اور لڑکونکو بھی مار ڈالینگے - جب حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ اسکو کچھ اثر نہین ہوتا ہے
اور راہ حق کیطرف نہین آتا ہے تو نہایت رنجیدہ ہوے اور فرمایا کہ خداوند عالم
تجکو رخت خواب مین ہلاک کرے اور آخرت مین ہرگز نہ بخشے اور دنیا مین تجکو ہرگز
راحت نہ ملے - اور گندم رے سے کھانا نصیب نہ ہو یہانتک کہ تو قتل ہوجاے
الغرض جب اسکی خبر ابن زیاد کو پہنچی فوراً ایک نامہ عمر بن سعد کے نام نہایت
پر عتاب لکھا کہ مین نے سنا ہے کہ تو جناب امام حسینؑ کی مدارا کرتا ہے اور راتونکو
مشورہ ہوتا ہے پس اسی مین خیر ہے کہ جب نامہ کو دیکھے حضرت پر پانی بند کردے
اور حضرت پر لشکرکشی کر اور ایک دم کی مہلت نہ دے اگر ایسا ہی کریگا تو تیرا بڑا
نام ہوگا اور یزید تجھ سے بہت خوش ہوگا - اور ہم لوگونکے نزدیک بھی تیری بڑی
عزت ہوگی اور تجکو اسکے عوض مین بہت کچھ انعام دیا جائیگا لکھا ہے کہ یہ نامہ
شمر بن ذی الجوشن پاس عمر بن سعد کے روز پنجشنبہ یا جمعہ نہم ماہ محرم کو لایا عمر بن سعد
جب نامہ پڑھا شمر سے مخاطب ہوکے کہا کہ خدا تجکو جزاے بد دے تو نے نہ چاہا
کہ درمیان امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین اور یزید کے کوئی صورت صلح کی ہو
حضرت امام حسینؑ بیعت یزید کیونکر کرسکتے ہین اور وہ مطیع ابن زیاد کے ہرگز
نہ ہونگے ناچار حضرت کے ساتھ لڑائی کرنا ہوگی اور دنیا و عقبیٰ مین عذاب خدا
مین گرفتار ہونا پڑیگا - اسوقت شمر نے کہا کہ مین یہ نہین جانتا - اگر تو اطاعت
حکم ابن زیاد کی کرتا ہے تو سرداری تجکو مبارک - ورنہ لشکر سے الگ ہوجا
مین خود حضرت سے لڑونگا - یہ سُن کے عمر سعد نے عذاب آخرت کو قبول کرکے
اور شمر کو سردار پیادونکا مقرر کرکے لشکر کو حکم دیا کہ جناب امام حسینؑ کی طرف

روانہ ہو۔ جب لشکر عمر بن سعد قریب خیمہ الحرم پہنچا۔ جناب عباس علیہ السلام بحکم
جناب امام حسینؑ ساتھ بیس آدمیونکے قریب لشکر عمر بن سعد کے تشریف لائے
اور فرمایا کہ تم کون ہو اور کیوں آئے ہو۔ اُنھون نے متفق اللفظ کہا کہ ہم بحکم ابن زیاد
سو واسطے آئے ہین کہ اگر امام حسینؑ اطاعت یزید اختیار کرین تو خیر۔ ورنہ اُنسے
لڑینگے یہ سن کے جناب عباس خدمت جناب امام حسینؑ مین واپس آئے۔ اور
سب کیفیت بیان کی حضرتؑ نے فرمایا اچھا اُنسے کہو کہ آجکی رات مہلت دو تاکہ
ہم عبادت خدا بجالائین۔ کیونکہ ہم ہمیشہ سے عبادت اور استغفار کے مشتاق
رہتے ہین آجکی شب کو غنیمت شمار کرکے عبادت آخری بجالائین۔ ہرچند کہ اہل
لشکر نے شور وغوغا کیا اور مہلت دینے مین مضائقہ کیا لیکن عمر بن سعد نے بہزار
خرابی ایک شب کی مہلت دی۔ جب صبح ہوئی حضرت نے اپنی سپاہ قلیل مین تا
کہ ہمگی چہل وپنج سوار اور سو پیادہ تھے اور بروایت دیگر جملہ بہتر مع سوار
اور پیادہ تھے۔ زہیر بن قین کو میمنہ لشکر اور حبیب ابن مظاہر کو میسرہ لشکر پر
معین فرمایا اور علم لشکر کا اپنے برادر وفادار حضرت عباس کو دیا۔ اور حضرت
امام حسینؑ نے گرد خیمے کے خندق کھدواکے آگ روشن کروادی کہ دفعتہً لشکر
یزید پلید خیمہ تک نہ آجائے۔ اور عمر بن سعد نے بھی اپنے لشکر کو ترتیب کیا
اسطرح کہ میمنہ عمر بن الحجاج اور میسرہ شمر بن ذی الجوشن ملعونکو سپرد کیا اور نشان
لشکر اپنے غلام مسمی منذید کو دیا اور عروہ بن قیس کو سردار سوار ونکا کیا۔ اور
شیث بن ربعی کو سرگروہ پیادونکا اور بعد اسکے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ حضرت
کیطرف روانہ ہو۔ اور حضرت امام حسینؑ کو مع عزیز واقربا واصحاب شہید
کر ڈالو۔ جب حضرت نے یہ بیحیائی اور سنگدلی اُس قوم کی ملاحظہ فرمائی تو
حضرت نے نہایت رضا وتسلیم سے بدرگاہ قاضی الحاجات اسطرح عرض کیا۔

اللهم انت ثقتي في كل كرب ورجائي في كل شدة وانت لي في كل امر نزل بي ثقة
وعدة۔ وكم من كرب يضعف عنه الفؤاد وتقل فيه الحيلة ويخذل فيه الصديق ويشمت
فيه العدو وانزلته بك وشكوته اليك رغبة مني اليك عمن سواك وفرجته وكشفته
فانت ولي كل نعمة وصاحب كل حسنة ومنتهى كل رغبة۔ یعنی اے پروردگار عالم
توہی ہر آفت و بلا و سختی و مصیبت میں میرا حامی ہے اور توہی ہر امر میں جو کچھ
کہ مجھ پر نازل ہوا ہے میرا معتمد اور ملاذ ہے۔ اور بہت سی مصیبتیں کہ جس سے
دل انسان کا ضعیف ہو جاوے اور پہاڑ اپنے مقام سے حرکت کرے اور تصدیق
کم ہو جاوے اور باعث شماتت اعدا ہو۔ ان تمام باتوں میں تجھ سے شکایت کرتا ہوں
درانحالیکہ تجھ سے رغبت رکھتا ہوں اور تجھی پر بھروسہ رکھتا ہوں بس دفع کر دے
اُنکو اور زائل کر دے کیونکہ توہی تو صاحب ہر نعمت اور صاحب ہر حسنہ اور
منتہی ہر رغبت کا ہے۔ جب اس دعا سے حضرت فارغ ہوے ایک ہی مرتبہ
لشکر ارادہ خیمہ کا کیا۔ چونکہ خندق میں آگ روشن تھی اُس طرف سے پھر گئے
اس اثنا میں ابن جویریہ مزنی نے تالی بجا کے آواز دی کہ اے حسین اور اصحاب
حسین بشارت ہو تمکو آتش دوزخ کی کہ قبل وہاں کے دنیا ہی میں واسطے اپنے
آگ روشن کی۔ یہ سنکے حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُسکو دعاے بد دی کہ
خداوندا اس ملعون کو آتش دنیا میں ہلاک کر۔ ناگاہ اُس شقی کا گھوڑا بھڑکا اور
خندق میں گر پڑا اور وہ شقی فی النار والسقر ہو گیا۔ بعد اسکے تمیم ابن حصین نے
آواز دی کہ اے حسین و اصحاب حسین جانب فرات نظر اٹھا کر دیکھو کہ کیسا فرات کا
پانی مثل شکم مار کے موجیں مارتا ہے مگر تم ہرگز ہرگز ایک قطرہ پانی کا نپاؤ گے
جب حضرت نے سنا تو ارشاد فرمایا کہ یہ اور اسکا باپ دونوں دوزخی ہیں اور
درگاہ خدا میں عرض کیا خداوندا اس ملعونکو آج کے دن پیاس سے ہلاک کر

پس اُسیوقت اُسپر نہایت تشنگی غالب ہوی اور اُسکا گھوڑا صحرا کی طرف بھاگا - ایک پیر
اُسکا رکاب سے نکل گیا اور سر کے بھل زمین کیطرف گرا - اور دوسرا رکاب مین پھنس گیا
غرضکہ پتھروں سے سر اسکا ٹکرا ٹکرا کے پاش پاش ہوگیا اور پیاس پیاس کہتا ہوا جانب
اسفل السافلین روانہ ہوا - اور عبد اللہ بن حصین نے بھی یہی کہا تھا حضرت نے اُنکی
واسطے بھی یہی بد دعا کی تھی چنانچہ وہ بھی اسیطرح تشنگی کی سخت تکلیف سے مرا - چنانچہ
راوی کہتا ہے کہ بعد واقعہ کربلا وہ اس قسم کے مرض مین مبتلا ہوا کہ اُسکو شدت سے
پیاس لگتی تھی جب وہ تھوڑا سا پانی پیتا تو قے ہوجاتی پھر پانی پیتا تو جان کندنی کی
نوبت ہوجاتی اور قے ہوجاتی - آخر الامر اسی تکلیف سے مر گیا - لکھا ہے کہ بشیر ابن اشعث
نے بطریق استہزا کے کہا کہ اے حسین آپ اپنے اہلبیت کی پردہ داری کا بہت خیال
رکھتے ہین - حالانکہ ایسا خیال اور کوئی کم رکھتا ہے - یہ سنکے حضرت امام حسین نے یہ
آیت پڑھی - اِنَّ اللّٰہَ اصطفیٰ آدم ونوحًا وآل ابرٰہیم وآل عمران علی العالمین -
ذریۃ بعضہا من بعض - حضرت نے فرمایا کہ قسم خدا کی محمد مصطفیٰ صلعم آل حضرت ابراہیم سے ہے اور
اور عترت ہماری آل محمد سے ہین - پس سر مبارک جانب آسمان بلند کیا - اور عرض کیا
کہ پروردگار آج بشیر ابن اشعث کو ایسی ذلت دے کہ کسیکو نہ دی ہو - لکھا ہے کہ
اُسوقت وہ واسطے قضائے حاجت کے لشکر سے باہر گیا جبکہ بیٹھا ناگاہ ایک بچھو نے
اُسکو ڈنک مارا اُسکے صدمہ اور اذیت جانگزا سے برہنہ نجاست مین لوٹتا تھا
یہانتک کہ اسی حالت مین داخل جہنم ہوا - ہنوز لڑائی شروع نہین ہوی مگر بسبب
نہ ملنے پانی کے اہلبیت رسول پر بہت پیاس غالب تھی شور العطش العطش خیمہ سے
اٹھا اُسوقت بریر بن حصین ہمدانی حضرت کی خدمت مین آئے اور عرض کیا کہ یا حضرت
مجھکو اجازت دیجیے کہ ان اشقیا سے کچھ کہون حضرت نے اجازت دی - وہ لشکر
عمر بن سعد کے سامنے آئے اور کہا ایہا الناس خدا وند عالم محمد مصطفیٰ صلعم کو حجت

و راستی واسطے ہماری ہدایت کے بھیجا۔ تاکہ ہمکو خوشخبری نعیم جنت اور ثواب آخرت سے
دیں۔ اور عذاب آخرت سے ڈرائیں۔ اور ضالوں کو طرف خالق کے دعوت کریں
اور سرگشتگان ظلمات گمراہی کے لیے چراغ ہدایت روشن کریں۔ لیکن تم لوگ آب فرات
کو جس سے کہ سگ و خوک تک سیراب ہوتے ہیں انھیں نبی کے اہلبیت سے مضائقہ
کرتے ہو۔ اُن اشقیا نے کہا کہ زیادہ نہ کہو ہم ایک قطرہ پانی کا نہ دینگے۔ روایت ہے
کہ شمر بن ذی الجوشن ملعون بھی قریب خیمہ کے آیا کہ اے حسین آتش دنیا کو قبل آتش
آخرت کے اختیار کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اے چرواہے کے لڑکے تو ہی سزاوار
آتش دوزخ ہے۔ اس قسم کی مزخرفات اور بیہودہ باتیں شمر کے سنکے مسلم ابن عوسجہ
غصہ آگیا اور حضرت سے عرض کیا کہ مجھکو اجازت دیجیے تاکہ تیر اس پر ماروں کہ فی النار
ہو جاے۔ کیونکہ یہ ملعون سب سے زیادہ شقی ہے حضرت نے جواب دیا کہ میرے لیے
ابتداے جنگ ہرگز زیبا نہیں۔ بلکہ میں چاہتا ہوں کہ حجت خدا انپر تمام کروں۔
بعدہٗ بریر بن حصیر نے سپاہ شام کے قریب آکے کہا کہ اے کافرون خدا سے ڈرو
کہ ذریت یعنی اولاد رسول خدا مارے پیاس کے تڑپ رہی ہے۔ للہ تھوڑا پانی
دو۔ کیا یہی طریقہ مہمانداری کا ہے۔ آخر تمھارا فرزند رسول کے ساتھ کیا ارادہ ہے
انھوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ابن زیاد کے پاس لیجائیں اور اسکو دیدیں۔ بریر رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ آیا تم راضی نہیں ہوتے کہ فرزند رسول اپنے جد امجد کے روضہ پر پلٹ
جائیں۔ اور اے اہل کوفہ آیا تمنے وعدہ نہیں کیے اور خطوط نہیں بھیجے کہ آپ تشریف
لائیے ہم آپکی نصرت کرینگے اور موکد بایمان بھی کیا تھا۔ ان سب باتونکو اب بھول گئے
اور اب چاہتے ہو کہ جناب امام حسین کو گرفتار کرکے ابن زیاد کے پاس لیجاؤ۔
وائے ہو تمپر اے بیچاؤں میں نے تمسے بڑھکے کفر و ضلالت میں گرفتار کسیکو نہیں
دیکھا اسکے جواب میں لشکر شام نے تیرونکا مینھ اُس دیندار پر برسایا۔ ناچار وہ حضرت کے

پاس آئے جبکہ امام حسین نے اُن ظالمون کو آمادہ جنگ دیکھا واسطے اتمام حجت کے
جب لشکر شام روانہ ہوئے۔ اس صورت سے کہ عمامہ رسولخدا سر پر باندھا اور
تلوار محمد صلعم حمائل کی۔ اور گھوڑے پر سوار ہوئے۔ مقابلہ مین لشکر اشقیا کے تشریف
لائے ایک خطبہ بآواز بلند پڑھا۔ اور فرمایا کہ تمکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ آیا تم مجکو
پہچانتے ہو یا نہین۔ سب نے کہا بیشک ہم آپکو پہچانتے ہین آپ فرزند رسولخدا ہین
حضرت نے فرمایا کہ تمکو قسم ہے جناب رسولخدا میرے جد ہین یا نہین سب نے کہا
بیشک آپ کے جد محمد صلعم ہین۔ پھر فرمایا کہ میری والدہ فاطمہ زہرا ہین یا نہین سب نے
کہا بیشک آپکی مان فاطمہ زہرا بنت رسولخدا ہین۔ پھر فرمایا تم جانتے ہو کہ میرے
باپ علی مرتضی ہین یا نہین سب نے کہا کہ بیشک آپکے باپ علی مرتضی ہین۔ پھر فرمایا
آیا جانتے ہو تم کہ میری نانی حضرت خدیجہ بنت خویلد جو سب عورتون سے پیشتر اسلام
لائی ہین سب نے کہا کہ بیشک آپکی نانی حضرت خدیجہ ہین۔ پھر فرمایا آیا جانتے ہو
کہ حضرت حمزہ سید الشہدا چچا میرے باپ کے ہین اور حضرت جعفر طیار میرے چچا ہین
سب نے کہا کہ بیشک ہم خوب جانتے ہین بعد اسکے فرمایا کہ یہ عمامہ اور تلوار رسولخدا
کی ہے یا نہین سب نے کہا کہ بیشک عمامہ اور تلوار رسولخدا کی ہے۔ بعد اُسکے
فرمایا کہ میرے باپ سابق الاسلام اور مولائے کل مومن اور مومنہ اور سب سے زیادہ
عاقل اور سب سے زیادہ بردبار تھے یا نہین۔ سب نے کہا بیشک ایسا ہی ہے
کہ آپکے والد سب سے افضل تھے ہر ایک امر مین۔ اسوقت حضرت نے فرمایا کہ
اے گروہ اشقیا جان بوجھ کے مجھے کیون قتل کرتے ہو۔ اور میرے خون کو کیون
حلال جانتے ہو۔ حالانکہ میرا باپ مالک حوض کوثر ہوگا۔ اور گروہ اشقیا کو دور
کرینگے جسطرح کوئی غیر کے اونٹ کو پانی سے جدا کرتا ہے۔ اور لوائے حمد بروز قیامت
میرے نانا کے ہاتھ مین ہوگا۔ آیا پیمبر خدا صلعم نے میرے اور ہمارے بھائی امام حسن کے

بارے مین نہین فرمایا ہے کہ یہ دونون سردار ان اہل بہشت ہین - اگر میرے کلام کو سچا نہین جانتے ہو تو - جابر انصاری - ابوسعید خدری - سہل ساعدی - زید بن ارقم انس بن مالک - اور جسقدر صحابہ رسولخدا زندہ ہین انسے دریافت کرلو کہ کیا کہتے ہین - ان اشقیا نے جواب دیا یہ ہم سب جانتے ہین لیکن آپکو ایک قطرہ پانی کا نہ دیکر پیاسا شہید کرینگے - اسوقت حضرت امام حسین نے دست مبارک ریش اقدس پر پھیرا - لکھا ہے کہ اسوقت عمر شریف حضرت کی ستاون برس کی تھی - بعد اسکے فرمایا کہ شدید ہوا عذاب خدا یہود پر اسوقت کہ عزیر کو خدا کا بیٹا کہا اور نصاریٰ پر اسوقت کہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہا - چنانچہ خداوندعالم قرآن شریف مین فرماتا ہے قالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری عیسی ابن اللہ - اور شدید ہوا عذاب خدا اس قوم پر جسنے اپنے پیغمبر کو شہید کیا - اور خداوندعالم نہایت غضبناک ہوگا اس گروہ پر کہ اپنے امام کو شہید کرے اور اطاعت سے دستبردار ہو - اور بروایت دیگر خطبہ مین یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ مین حمد کرتا ہون اس خدا کی کہ جسنے دنیا پیدا کیا اور محل فنا و نیستی قرار دیا اور اہل دنیا کا ساتھ احوال گوناگون کے امتحان کیا - پس مغرور اور فریب خوردہ وہ شخص ہے کہ دنیا سے بازی کہا جائے یعنی اسکے دام تزویر و مکر مین پھنس جاے - اور بدبخت وہ شخص ہے کہ دنیا پر فریفتہ ہو - اے گروہ مخالفین ہرگز ہرگز دنیا کا فریب نکھاؤ - اور خدا و رسول کو نہ بھلاؤ کیونکہ دنیا سے غدار قطع کرتی ہے اسید ہر اسید وار دنکی اور نا امید کرتی ہے طمع کرنیوالونکو اور مین دیکھتا ہون تم جمع ہوے ہو ایسے امر پر کہ خدا کو اپنے اوپر غضبناک کروگے اور اسکی رحمت سے دور ہوگے یعنے مجکو شہید کروگے - اور میرا پروردگار اچھا ہے اور تم اسکے برے بندے ہو پہلے تمنے اقرار کیا ساتھ اطاعت اور فرمانبرداری خدا کے اور ایمان لائے بظاہر اسکے پیغمبر پر اور اب جمع ہوے ہو اس پیغمبر کی

ذریت اور اہلبیت کے ہلاک کرنے پر پس شیطان تم پر غالب ہوا ہے کیونکہ یاد خدا تمھارے دل سے بالکل محو ہو گئی ہے۔ پس لعنت خدا تم پر ہو اور تمھارے اعتقاد پر اور وائے ہو تم پر۔ اور بیوفایان جفا کار غدار تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ بوقت اضطراب اور مصیبت کے آپکا ساتھ دینگے اور آپکی نصرت اور مدد سے ہاتھ نہ اٹھاوینگے اور خطوط بھیج بھیج کر طلب کیا جبکہ میں تمھارے وعدہ پر واسطے ہدایت کے آیا تو تم بیہر جناب اور بیکار ہوے اور اپنے وعدہ پر قائم نہ رہے اور قطع نظر نصرت اور مدد کے تلوارین دشمنی کی تم ہی نے ہم پر کھینچیں اور اپنے دشمنوں کی یاری کی اور اپنے دوستوں سے دست بردار ہوے بغیر اسکے کہ انھوں نے کسی قسم کی عدالت تمھارے ساتھ کی ہو اور بغیر اسکے کہ کسی قسم کی امید منفعت کی آیندہ اُنسے رکھتے ہو۔ صرف تھوڑا سا مال حرام تمکو بنظر مصلحت وقت دیدیا ہے اور ساتھ جھوٹے وعدونکے تمکو امیدوار کیا ہے اور باوجودیکہ ہمسے کوئی جرم نسبت تمھارے صادر نہیں ہوا۔ اور ہمسے تمکو کبھی بدی اور ضرر بھی نہیں پہنچا واسطے ہمارے کیوں تم نے کمر عداوت پر باندھی ہے اور تلوارین ہمارے مقابلہ میں نیام سے باہر لاے ہو اور بے سبب آمادہ قتل اہلبیت رسول خدا کے ہوے ہو۔ اور اے گروہ اشقیا یاد رکھو کہ میرے نانا رسول مقبول صلعم نے مجکو خبر دی ہے کہ بعد میری شہادت کے تھوڑے دنوں کے بعد تم سب بشمشیر انتقام قتل ہوگے۔ اور تمھاری کوئی آرزو بر نہ آیگی بعد سر طرف آسمان کے بلند کیا اور فرمایا کہ خداوندا تو ہی میرا مددگار ہے اور تجھ ہی پر توکل کرتا ہوں اور بازگشت بھی میری تیری جانب ہے۔ بعد اسکے فرمایا کہ عمر سعد کہان ہے میرے پاس بھیجو وہ نہیں چاہتا تھا کہ حضرت کو منھ دکھاے لیکن آخر الامر طوعاً و کرہاً خدمت امام حسین میں آیا حضرت نے اُس سے فرمایا کہ عمرو بن سعد کیا تو میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے (بامید حکومت درے) کہ ابن زیاد حرامزادہ تجکو دیگا جان لے ہرگز تجکو حکومت درے

کی میسر نہ ہوگی۔ اور جناب رسالتمآب صلعم نے مجکو خبر دی ہے کہ بعد میری شہادت کے
دنیا و آخرت مین آرام سے نہین رہیگا اور گویا مین دیکھتا ہون کہ جلد تیرے سر نحس کو
نیزہ پر بلند کیے ہوے دروازہ کوفہ پر لیجا دینگے اور نیزہ کو وہان پر گاڑ دینگے۔ لڑکے
تیرے سر پر پتھر مارینگے۔ یہ سُنکے عمرو بن سعد غصہ مین آیا اور اپنے لشکر سے کہا کیا
انتظار کرتے ہو اور کسواسطے مہلت امام حسین کو دی ہے۔ جلد کام حسین اور اُنکی
اولاد و اصحاب کا تمام کرو کیونکہ وہ ایک لقمہ سے زیادہ نہین ہین پھر روز شب دیگر
حضرت نے باآواز بلند شیث بن ربعی۔ حجاج بن حجر۔ قیس بن اشعث۔ زید بن حارث کو
پکارا کہ تمنے ہمکو نہین لکھا ہے کہ ہمارے پاس تشریف لائیے کہ میوہ تیار ہین اور تمام صحرا
سرسبز ہے اور لشکر آپکی نصرت کیواسطے موجود ہے جلد آئیے تاکہ ہم آپکی نصرت کرین
لکھا ہے کہ قیس بن اشعث ملعون نے کہا کہ یہ باتین کچھ فائدہ بخش نہین ہین چاہیے یزید
بیعت کر لیجیے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ تو مجھ سے کبھی نہوگا کہ فاسق و فاجر کی اطاعت
فرزند رسول کرے اور باآواز بلند فرمایا «یا عباد اللہ انی عذت بربی و ربکم ان
ترجمونی اعوذ بی و ربکم من کل متکبر لا یومن بیوم الحساب» پس حضرت نے یہ فرماکے
طرف اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مراجعت فرمائی اور ارادہ جنگ
اہل بدعت و ظلم سے کیا۔ اشقیا نے بھی واسطے قتل فرزند رسول کے گھوڑے اٹھائے
اور تلوارین ننگی لیے ہوے واسطے قتل اہلبیت علیہم السلام کے چھٹے۔ جب یہ کیفیت
حُر بن یزید ریاحی رح نے دیکھی کہ انجام کار جنگ شروع ہوگئی اور کسیطرح یہ اشقیا راہ
راست پر نہ آے گھبراکے پاس عمرو بن سعد کے آے اور کہا کہ اے عمرو بن سعد
کیا فرزند رسول کو مع اہلبیت کے قتل ہی کریگا اُس نے کہا کہ ہان فرزند رسول
اور اُنکے اصحاب و اہلبیت کا سر کاٹینگے اور پانی کا ایک قطرہ نہ دینگے حتی کہ ہاتھ
کاٹ ڈالینگے اُسوقت حضرت حُر نے فرمایا کہ اے عمرو بن سعد اس کام سے باز آ

اور اس غم مین رسول مقبول اور علیؑ و فاطمہؑ کو نہ رُلا اُسنے جواب دیا کہ حکم یزید یہی ہے
بس حضرت حُر اپنے مقام پر واپس آئے اور قرہ بن قیس سے پوچھا کہ تو نے گھوڑے کو
جو دیے ہین یا نہین اُسنے کہا کہ نہین یہ سُنتے ہی جانب لشکر امام حسینؑ روانہ ہوے
جب مہاجرین اوس نے یہ حال دیکھا تو حضرت کے قریب آیا کیا دیکھتا ہے کہ حضرت
حُر کے تمام جسم پر لرزہ پڑا ہے اور تھر تھر کانپ رہے ہین اُسوقت مہاجرین اوس نے
کہا کہ اے حُر ہم تجکو بڑا شجاع جانتے تھے اب اسقدر تم کانپ کیون رہے ہو اُنھون نے
جواب دیا کہ مین اسوقت اپنے تئین درمیان دوزخ اور بہشت کے تولتا ہون جب
وہانکے عذاب کا خیال کیا تو بے اختیار میرا یہ حال ہوگیا مین نے ثواب بہشت کو اختیار
کرلیا اگر مجکو جلائین یا پارچہ پارچہ کرین تو عذاب جہنم کو ہرگز اختیار نکرونگا۔ یہ کہکے
مردانہ وار خدمت فیضدرجت جناب امام حسینؑ مین پہنچے۔ اور بدرگاہ خداوندعالم
عرض کیا کہ خداوندا تو میری توبہ قبول فرما اور مین صدق دل سے تیرے نبی کی
آل کو دوست رکھتا ہون بعد اسکے قدم امام حسینؑ پر گر پڑے اور عذر تقصیر بجالائے
اور قبول توبہ کے طلبگار ہوے اور عرض کیا کہ یا حضرت آیا میری توبہ خداوندعالم
قبول فرمائیگا حضرت نے فرمایا ہان قبول کریگا۔

جانبازان امام حسینؑ کا میدانمین جانا اور شہید ہونا

بعد اسکے حضرت حُر جناب امام حسینؑ سے رخصت لیکے میدان جنگ مین آئے
اور یہ رجز پڑھا ”کہ اے قوم فرزند رسول کو قتل نکرو اور فرزند رسول کے
بچون پر پانی فرات کا بند نکرو تشنگی روز قیامت سے ڈرو“ غرضکہ اسیطرح کی بہتسی

باتین نصیحت آمیز فرمائین لیکن کسینے نہ سنا اُسوقت حضرت حرنے بہت ہی توم اشقیا پر
لعنت اور ملامت کی اسکے بعد قوم اشقیا نے بہت تیر جانب حضرت حر پھینکے حضرت حر نے
چاہا کہ دیدار آخری و سعادت قدمبوسی امام حسینؑ کی حاصل کرین جانب امام حسینؑ کے
پھرے اُسوقت عمر وسعد نے ایک تیر جانب لشکر امام حسینؑ پھینکا اور کہا کہ اے
گروہ کوفہ و شام یاد رکھو کہ پہلے مین ہی نے تیر لشکر امام حسینؑ پہ مارا ہے بعد اسکے
اہل جفا نے اسقدر تیر طرف لشکر امام حسینؑ کے پھینکے کہ حضرت کے سب اصحاب
زخمی ہوگئے اور قریب پچاس اصحاب امام حسینؑ کے شربت شہادت سے سیراب
ہوگئے یہ دیکھکر امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے دیندار و ہوشیار رہو اور مردانہ
کمر ہمت کو باندھو یہ تیر پیغام جنگ ہین اُسوقت حضرت حر نے عرض کیا کہ حضرت اول
مجکو اجازت جہاد کی عطا ہوتا کہ اول مین آپکی نصرت مین شہید ہون۔ جبکہ حضرت نے
اصرار ملاحظہ فرمایا تو اُنکو جہاد کا اذن دیا۔ حضرت حر امام حسین کی قدمبوسی حاصل
کرکر میدان جنگ مین گئے اور بہت کافرونکو قتل کیا تعداد مقتولین مین اختلاف ہے
بعضون نے چالیس آدمی لکھے ہین آخر الامر لڑتے لڑتے بہت زخمی ہوے اور زمین پر
گر پڑے یہ حال دیکھ کے امام حسینؑ میدان جنگ مین آئے ابھی رمق جان باقی
تھی کہ جناب امام حسینؑ بھی اُنکے بالین پر تشریف لاے اور دست مبارک کو بکمال
شفقت حضرت حُر کے چہرہ پر پھیرا اور فرمایا کہ خداوند عالم تجکو بہشت مین جگہ دے
اور کیا خوب تیری مان نے تیرا نام حُر رکھا تھا واقعی تو حر یعنی آزاد ہے دنیا
اور عقبیٰ مین۔ کہتے ہین کہ ابوایوب بن مسرح علیہ اللعنۃ نے اُنکو شہید کیا بعضون نے
کہا کہ حضرت کے بھائی۔ بیٹے۔ اور غلام بھی نصرت امام حسین مین شہید ہوے۔
خوشا نصیب اُن دینداروں کا۔ بعد اسکے ہر ایک اصحاب حضرت امام حسینؑ سے
اذن جہاد لیکے میدان جنگ مین آتے تھے اور شربت شہادت سے سیراب

ہوتے تھے اور جناب امام حسین بوقت رخصت ہر ایک کے یہ پڑھتے تھے۔ ومنھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ یعنے بعض مر گئے اور بعض منتظر موت ہین اور بدل نہ کیا اپنے دین کو یعنے اپنے دین مین تا دم مرگ ثابت قدم رہے۔ علمائے امامیہ کے نزدیک بہت راویون سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ بہت ملائکہ واسطے نصرت آئے تھے لیکن حضرت نے نصرت اور مدد اُنکی قبول نہ کی خدا ہی پر تکیہ اور بھروسہ کیا۔ لعدہ اُنکے بریر بن حضیر ہمدانی نے جام شہادت نوش کیا اور بحر بن اوس اُن کا قاتل ہے لعدہ وہب بن عبداللہ شہید ہوئے جبکہ اُنکی بیوی نے یہ حال دیکھا بیتابانہ طرف لاش شوہر کے دوڑین اور مُنہ پر مُنہ رکھکے رونے لگین جبکہ شمر نے یہ دیکھا تو اپنے غلام کو حکم دیا کہ اس عورت کو قتل کر چنانچہ بضرب گرز اُسنے اُس عفیفہ کو ہلاک کیا اور اپنے شوہر سے ملحق ہوگئی اور آخر الامر اُنکی مان بھی ہلاک ہوئین۔ روایت میں ہے کہ حضرت وہب اور اُنکی مادر اور زوجہ پہلے نصرانی تھی حضرت امام حسینؑ نے مسلمان کیا تھا۔ لعدہ عمرو بن خالد لعدہ اُنکے بیٹے خالد دونون راہ خدا مین شہید ہوئے۔ لعدہ عمرو بن عبداللہ حجی۔ لعدہ مسلم بن عوسجہ لعدہ حبیب بن مظاہر شہید ہوئے لکھا ہے جبکہ مسلم بن عوسجہ قریب بمرگ پہنچے تو جناب امام حسینؑ حبیب بن مظاہر کے سرہانے تشریف لائے اور بہشت کی خوشخبری دی اور فرمایا کہ خدا تم پر رحمت نازل کرے ہم تمھارے پیچھے آتے ہین حضرت حبیب بن مظاہر نے جب یہ دیکھا تو مسلم بن عوسجہ سے کہا کہ اے مسلم مجھ پر دشوار ہے کہ تمکو اس حال سے دیکھون اور تمکو بشارت بہشت ہو اُسوقت مسلم بن عوسجہ نے بھی نہایت ضعیف آواز سے کہا کہ خدا انکو بھی بشارت بہشت دے پھر حضرت حبیب بن مظاہر نے فرمایا کہ اے مسلم چونکہ مین بھی آمادہ شہادت کھڑا ہون ورنہ مین وصیت کیواسطے تمسے کہتا مسلم عوسجہ نے جوابدیا کہ ای حبیب وصیت یہی ہے کہ جناب امام حسینؑ کی مدد سے ہاتھ نہ اٹھانا یہانتک کہ شہید ہو جاؤ۔ لعدہ زہیر بن قین البجلی لعدہ مالک بن انس کاہلی

بعدہ نافع بن ہلال۔ شہید ہوے۔ لکھا ہے چونکہ ہر حملہ مین یہ سعادتمند بہت لوگون کو قتل کرتے تھے موافق راے عمرو بن حجاج عمرو بن سعد نے حکم دیا کہ تمام فوج ایک مرتبہ حملہ آور ہو ایک ایک سے لڑنا مناسب نہین ہے پس شمر لعین نے میسرہ لشکر امام عربی پر حملہ کیا حالانکہ لشکر امام حسینؑ مین بتیس ۳۲ آدمی باقی رہگئے تھے لیکن نہایت مردانگی سے حملے روکتے تھے۔ بعدہ عمرو بن سعد نے عمرو بن حصین بن نمیر کو پانچ سو تیر انداز کے ساتھ واسطے مدد شمر کے بھیجا اسوقت میدان حرب زیادہ گرم ہوا چہار جانب سے مینہ تیرونکا امام حسینؑ اور اُنکے اصحاب پر پڑتا تھا۔ عمر سعد نے حکم دیا کہ خیمہ اہل حرم مین آگ لگا دو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آگ لگا دی گئی۔ اصحاب حضرت بہت کوشش کرتے تھے اور اُن ملاعین کے مانع ہوتے تھے۔ اگر فوج اشقیا کیطرف سے سو مارے جاتے تھے تو کچھ معلوم بھی نہین ہوتا تھا۔ اور حضرت کی طرف سے اگر ایک بھی شہید ہوتا تھا تو فوراً معلوم ہوجاتا تھا۔ تا اینکہ لڑتے لڑتے وقت ظہر آگیا اسوقت ابو ثمامہ صاعدی رضی اللہ عنہ نے بخدمت جناب امام حسینؑ عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ لشکر مخالف قریب ہے چاہتا ہون کہ اپنی جان آپ کے قدم پر نثار کرون۔ لیکن مجکو اس امر کی تمنا ہے کہ آج آپ کے ساتھ نماز آخری پڑھ لون۔ جبکہ حضرت سید الشہدا نے نام نماز کا سنا۔ ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور سر طرف آسمان کے بلند کیا۔ اور فرمایا کہ اے ابو ثمامہ خدا تجکو نماز گزارون سے کرے کہ تو نے اسوقت مین نماز کو یاد رکھا۔ بیشک اول وقت نماز ہے حضرت نے مخالفین سے مہلت چاہی کہ اتنی مہلت دو کہ نماز پڑھ لین حصین بن نمیر نے کہا کہ نماز تمھاری قبول نہین ہے لکھا ہے کہ اسوقت حبیب ابن مظاہر علیہ الرحمہ نے کہا کہ او ملعون نماز تیری تو قبول ہے اور نماز فرزند رسول کی قبول نہین۔ ابن نمیر غصہ مین آیا کیونکہ الحق مرتبہ مشہور ہے اور حضرت حبیب ابن مظاہر پر ابن نمیر نے حملہ کیا حضرت حبیب ابن مظاہر نے ایک تلوار اُسکے گھوڑے کے منھ پر ماری کہ وہ جھکا

حبیب نے چاہا کہ اسکو قتل کرین۔ لیکن اشقیا غل اور شور کرکے واسطے مدد ابن نمیر کے قریب حبیب ابن مظاہر آگئے۔ آخرالامر چھوڑ لیگئے۔ الغرض حضرت نے نماز کی نیت فرمائے۔ زہیر بن قین۔ اور سعید بن عبداللہ حنفی۔ حضرت کے سامنے کھڑے ہوگئے اور جو تیر کہ لشکر شام سے آتا تھا۔ اپنے سینہ پر روکتے تھے تا اینکہ سعید کثرت زخم تیر سے شہید ہوگئے بعض روایت مین ہے کہ مہلت نماز جماعت پڑھنے کی ندی سب نے نماز فرادا فرادا ادا کی۔ بعدہ عبدالرحمن بن عبداللہ بزلی۔ بعدہ عمر بن قرظہ انصاری بعدہ جون آزاد کردہ ابوذر غفاری رضی اللہ۔ بعدہ حنظلہ ابن اسعد شامی بعدہ سعید بن عمر۔ بعدہ یحیی بن مسلم۔ بعدہ قرہ بن ابی قرہ غفاری۔ بعدہ عمر بن مطاع جعفی بعدہ حجاج بن مسروق۔ بعدہ جنادہ بن حارث۔ بعدہ عمر بن جنادہ۔ بعدہ عبدالرحمن بن عمر یکے بعد دیگرے میدان شہادت مین آکے اور زور جوانمردی اور بہادری دکھا دکھاکے بہت اہل شام کو قتل کرکے۔ جام شہادت سے سیراب ہوکے طرف عالم لقا کے گئے۔ بعد اسکے عابس بن شبیب شاکری نے شوذب مولا سے اپنے کہا کہ آج کیا ارادہ ہے اُس سعادتمند نے جواب دیا کہ آج حضرت کے قدم پر جان نثار کرینگے عابس نے کہا ایسا ہی مناسب ہے۔ کیونکہ آجکا دن تحصیل سعادت اخروی کا ہے۔ اگر آج محروم رہ جائینگے تو تمام عمر تاسف کرینگے اور بروز قیامت علیؑ و فاطمہؑ اور احمد مجتبیٰ صلعم کو کیا منھ دکھائینگے اور رحاب روز جزا قریب ہے آخر کو دونون دیندار خدمت بابرکت امام حسین مین حاضر ہوئے اور رخصت حاصل کرکے میدان جنگ مین آئے۔ اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ بعدہ پسران عبدالرحمن غفاری اجازت جہاد چاہی اور میدان رزم گاہ مین آکے خوب لڑے اور شہید ہوئے۔ بعدہ زیادہ بن شعثا بن میدان جنگ مین تشریف لائے لکھا ہے کہ انکی ترکش مین صرف آٹھ تیر تھے وہ سب طرف لشکر شام کے پھینکے اور پانچ

شخصونکو واصل جہنم کیا اور شہید ہوے - بعدہ صیف بن ابی الحرث - مالک بن عبداللہ بھی شہید ہوے اور حضرت حبیب ابن مظاہر بھی جو کہ پُرانے دوست وفادار حضرت تھے شہید ہوے جب سب انصار حضرت کے شہید ہو چکے - نوبت عزیز ونکی پہنچی سب اولاد حضرت امام حسینؑ اور اولاد حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور اولاد حضرت امام حسنؑ - اور اولاد جعفر طیار اور اولاد عقیل جمع ہوے - اک ایک دوسرے کو وداع کرکے اذن جہاد حاصل کرکے بعد قتل کرنے ملاعین کے شربت شہادت سے سیراب ہوتا تھا - لکھا ہے عزیز ونمین سے جس نے پہلے اذن جہاد حاصل کیا عبداللہ پسر مسلم ابن عقیل تھے - روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ بھائی جناب امام حسین علیہ السلام کے کربلا مین شہید ہوے - عباس جعفر عثمان - محمد - عبداللہ رضوان اللہ اجمعین - مادر جناب عباس علیہ السلام - ام البنین دختر خرام کلابیہ کی تھین - اور مدینہ مین واسطے پرورش وپرداخت حضرت صغرا دختر جناب امام حسینؑ جو کہ اُس زمانہ مین بہت علیل تھین - رہگئی تھین - لکھا ہے کہ جب مدینہ منورہ مین خبر شہادت فرزندان سعادت نشان کی حضرت ام البنین نے سنی جنت البقیع مین جاکے اس درد سے نوحہ وبکا فرماتی تھین کہ اہل مدینہ کے دل پاش پاش ہوجاتے تھے اور بیساختہ رونے لگتے تھے -

جناب عباس علیہ السلام کا حال

حال مین جناب عباسؑ کے لکھا ہے کہ اپنے سب بھائیونسے بڑے تھے اور حسن وجمال اور شجاعت اور قوت اور شوکت اور تنومندی اور قد وقامت مین اہل زمانہ سے ممتاز تھے - جبکہ آپ اسپ دور کا پر سوار ہوتے تھے آپکے قدم اقدس زمین سے ملے رہتے تھے - جناب حضرت عباس کو بوجہ حسن وجمال

فدا داد سے ماہ بنی ہاشم کہتے تھے - روز عاشورا حضرت امام حسینؑ نے اپنے لشکر
قلیل کا افضل کو علمدار فرمایا تھا - وفاداری انکی مشہور ہے - لکھا ہے جبکہ جملہ اصحاب
خیار جناب امام حسینؑ کے درجہ شہادت پر فائز ہوچکے اور اعزہ بھی شربت شہادت پیتے
سیراب ہو کے طرف بہشت کے جاچکے - صرف جناب عباس - اور علی اکبر - اور
علی اصغر اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے جو کہ اسدن بہت علیل تھے
اور شدت مرض سے بیہوش پڑے تھے باقی رہے اسوقت جناب عباس علیہ السلام نے
خدمت جناب امام حسینؑ مین عرض کیا کہ اے آقا مجھے رخصت جہاد مرحمت فرمائین
تاکہ مین بھی اپنی جان آپ پر سے فدا کرون - اور درجہ شہادت پر فائز ہون - یہ
سنتے ہی جناب امام حسینؑ رونے لگے اور فرمایا کہ اے بھائی کیا تم بھی اسوقت
مین حسینؑ کا ساتھ چھوڑ دو گے تمھارے وجہ سے تو کمر حسین کی مضبوط ہے بعد تمھارے
حسینؑ کیونکر جی سکتا ہے یہ سنکے جناب عباس نے ایک آہ سرد دل پر درد سے
کھینچی اور عرض کیا کہ اے آقا جبکہ سب بھائی اور دوست اور عزیز آنکھونکے سامنے
قتل ہو جائین - تو اب کیا لطف زندگی ہے - یہ غلام اب اپنی زندگی سے بیزار ہے
اور آرزومند ہے کہ جلد اپنے خالق عادل سے ملاقات کرے - اب تاب زیادہ
مصیبت والم اٹھانیکی نہین ہے - چاہتا ہون کہ اگر آپ اذن جہاد عطا فرمائین تو
ان ملاعین کا منہ سر سے باہر لاؤن جب جناب امام حسینؑ نے ملاحظہ فرمایا کہ واقعی
جناب عباس غم مین دوستون اور عزیزونکے مضطر اور غمناک ہین - اسوقت ارشاد
فرمایا کہ اے بھائی سب اہلبیت رسالت بہت پیاسے ہین خصوصاً تمھاری بھتیجی
سکینہ کا تو عجب عالم ہے کہ شدت تشنگی سے زبان خشک ہوگئی ہے اور علی اصغر کا
تو شدت تشنگی سے کلیجہ پھٹا جاتا ہے کوئی سبیل پانی کی انکے واسطے کرو - یہ سنتے ہی
جناب عباس قریب لشکر کفار کے آئے اور فرمایا کہ اے قوم اشقیا اگر تمھاری گمان مین

ہم گنہگار ہین ان ننھے ننھے بچون اور عورتون نے کیا قصور کیا ہے انپر رحم کرو
اور تھوڑا سا پانی پلادو۔ جبکہ ان اشقیا نے کچھ نصیحت قبول نہ کی اور ایک قطرہ
پانی کے دینے کا اقرار نکیا۔ تو حضرت عباس مایوس خدمت جناب امام حسینؑ مین
حاضر ہوے اور کیفیت سنگدلی ان ظالمین کی بیان کی ناگاہ خیمے سے شور العطش
العطش کا بلند ہوا۔ مقام غور ہے کہ کیسے تشنگی ان اطفال خردسال پر غالب تھی
کہ وہ بھوک سے بدن متغیر ہوگئے تھے اور آنکھون مین حلقے پڑگئے تھے آواز العطش
سنکے جناب عباس علیہ السلام بیتاب ہوگئے اور اُسیوقت گھوڑے پر سوار
ہوکے ایک ہاتھ مین علم و مشک اور دوسرے مین نیزہ لیکے فرات کیطرف چلے
جبکہ قریب فرات کے پہنچے چار ہزار چوکیدار نہر فرات پر عمر سعد نے مقرر کیے تھے۔ اسلیے
کہ پانی خیمہ اہلبیت مین کسیطرح جانے نپاے۔ ان سب محافظین دریا نے تیرونکا
مینھ اُس مظلوم اور پیاسے پر برسایا۔ حضرت عباس نے انکو دفع کرنا چاہا۔
لکھا ہے کہ پہلے ہی حملہ مین اسّی اشقیا کو واصل جہنم کیا۔ اور آپ نے نہر فرات مین
فوراً گھوڑا ڈالدیا اور بسبب شدت تشنگی کے ہاتھ مین پانی اُٹھا لیا لیکن جبکہ پیاس
امام حسینؑ اور اُنکے اطفال خردسال کی یاد آگئی اس شدت سے روئے کہ دونو
آنکھون سے گویا دو چشمے جاری ہوئے اور پانی کو پھینکدیا اور بکمال افسوس
فرمایا۔ ہذا حسینٌ ظامیاً فِی الحِین وَتشرَبِینَ بَارِدَ المَعِین۔ یعنی ای عباس امام
حسینؑ آقا اور امام تیرا تو مع اطفال خردسال پیاسے ہین اور تو پانی پینے کا
قصد کرتا ہے۔ یہ شیوہ وفاداری سے بہت بعید ہے۔ پھر مشک پانی سے بھرلی
اور دوش اقدس پر رکھ لی۔ اور رخ خیمہ الحرم کا کیا۔ یہ دیکھ کے سب شامی گرد
حضرت کے جمع ہوگئے اور عمر سعد نے تاکید کی۔ ہرگز پانی لیکے عباس کو نجانے دو
اگر پانی خیمہ تک پہنچ جائیگا تو تم سے کوئی زندہ نہ بچے گا۔ یہ سنکے فوج کے لوگون نے

حضرت کو گھیر لیا اور ہر چہار طرف سے وار نیزہ و تلوار کے کرنے لگے اور تیرونکی بوچھار
اُس وفادار پر کرتے تھے ناگاہ ابن ورقہ کمینگاہ سے آیا اور حکم بن طفیل نے بھی اُسکی
مدد کی - ایک ایسی ضرب اُس غریب مظلوم کے سیدھے ہاتھ پر ماری کہ دست اقدس
جدا ہو گیا - اُسوقت حضرت عباس نے مشک کو بائین ہاتھ مین لیا ناگاہ حکم بن طفیل نے
ایسی ضرب اُس غریب کے دست چپ پر ماری کہ وہ بایان ہاتھ بھی جدا ہو گیا - آخر
حضرت عباس نے دانتون مین مشک کو لے لیا کہ شاید اسیطرح پانی بچ جاے اور
گھوڑا دوڑایا کہ پیاسون تک کسیطرح جلد پانی پہنچ جائے تاکہ کوئی لڑکا پیاس سے
نہ مر جائے - ناگاہ ایک تیر مشک پر پڑا گیا اور تمام پانی زمین پر بہہ گیا - اسوقت
حضرت عباس بہت روئے اور نہایت افسوس کیا ناگاہ ایک تیر سینہ اقدس پر
کھینچ مارا - اُسوقت گھوڑے پر سنبھل نہ سکے اور بآواز حزین امام حسین علیہ السلام کو
اسطرح سے پکارا کہ - یا اخاہ ادرکنی - یعنی اے بھائی عباس کی خبر لیجیے اسی حالت مین
نوفل بن ارزق نے ایک گرز سر اقدس پر مارا کہ روح اقدس نے طرف اعلیٰ علیین کے
پرواز کیا - جب یہ آواز حضرت امام حسین ع کے گوش اقدس مین پہنچی نہایت
بیتابی سے فرماتے تھے - الآن انکسر ظہری - یعنی اسوقت کمر حسین کی ٹوٹ گئی
اور امام حسین ع بہت روے اور افتان و خیزان لاش عباس پر پہنچے - کس حیثیت سے
کہ جناب علی اکبر تو ہاتھ امام حسین ع کا پکڑے ہوے تھے - اور امام حسین نہایت
بیتابانہ اور روتے ہوے طرف لاش عباس کے پہنچے - بعض مورخین نے لکھا ہے
کہ جناب عباس مین رمقے جان باقی تھی - لیکن چونکہ آنکھون مین تیر گڑے ہوے تھے
خدمت امام حسین مین عرض کیا کہ اے آقا میری آنکھ سے تیر نکال لیجیے تاکہ بوقت مرگ
آپکی زیارت سے مشرف ہو جاؤن - حضرت امام حسین ع نے تیر آنکھ سے نکالا اور
روبرو نگاہ حسرت حضرت کی طرف دیکھا اور انتقال فرمایا - جب جناب عباس علیہ السلام

شہید ہو گئے جناب امام حسینؑ روتے ہوئے خیمے کیطرف روانہ ہوئے چونکہ لاش جناب عباس نہایت ریزہ ریزہ تھی اسوجہ سے کنارہ نہر علقمہ پر رہنے دیا اور گنج شہدا مین نہ لائے۔ الغرض بعد شہادت جناب عباس کے اہلبیت رسالت مین بجز جناب علی اکبر علیہ السلام کے باقی نہ رہا۔

شہادت جناب علی اکبر علیہ السلام

جناب علی اکبر علیہ السلام کی عمر شریف معرکہ کربلا مین اٹھارہ برس کی تھی حسن و جمال وفضل وکمال مین بے مثل تھے اور خَلقاً۔ اور خُلقاً اور منطقاً۔ مشابہ رسولخدا کے تھے۔ حضرت امام حسینؑ علی اکبر کو بہت دوست رکھتے تھے۔ ایک لحظہ بے دیکھے قرار نہ تھا۔ لکھا ہے کہ جب اہل مدینہ مشتاق زیارت رسالتماب صلعم ہوتے تھے خدمت مین امام زادہ عدیم المثال کے آتے تھے۔ اور جمال باکمال حضرت علی اکبر پر نظر کرتے تھے تصویر پیغمبر خدا آنکھون مین پھر جاتی تھی۔ جب حضرت علی اکبر نے دیکھا کہ مخالفین بڑھے چلے آتے ہین اور کوئی ناصر و مددگار باقی نہین رہا ہے۔ خدمت مین اپنے باپ کے حاضر ہوئے اور اجازت جہاد کی طلب کی۔ اسوقت جناب امام حسینؑ نہایت بیتابی سے روئے اور مُنھ جانب آسمان کے کیا اور فرمایا کہ خدا وندا تو گواہ رہنا کہ میرا فرزند جو مشابہ تیرے حبیب کا ہے۔ اور مین جب مشتاق زیارت تیرے حبیب کا ہوتا تھا اُسکو دیکھ لیتا تھا وہ بھی جدا ہوتا ہے۔ خدا وندا ان اشقیا کو بھی مبتلائے عذاب سخت کر۔ بعد اُسکے باواز بلند عمر سعد کو پکارا کہ اے شقی کیا جانتا ہے کہ میرے اس فرزند کو بھی شہید کرے۔ خداوند عالم تجھپر غضب نازل کرے۔ اور کوئی کام تیرے اوپر مبارک نہووے اور بعد میرے اوپر تیرے ایسے شخص کو مسلط او رغالب کرے کہ درمیان رخت خواب کے تجھکو ہلاک کرے

جیسا کہ تونے میرے رحم کو قطع کیا ہی خدا تیرے بھی رحم کو قطع فرمائے۔ تونے میرے ساتھ قرابت جناب رسالتمآب صلعم کی کچھ رعایت نہ کی۔ حالانکہ جناب رسول خدا صلعم نے ہمارے حق مین فرمایا ہے کہ مین تمسے مزدوری رسالت کی کچھ نہین چاہتا ہون مگر دوستی اپنی آل کی۔ تو تونے اے شقی کیا خوب رعایت آل محمد سے کی اور یہ آیت پڑھی۔ اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ذُرِّیَّۃًۢ بَعۡضُہَا مِنۡۢ بَعۡضٍ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ۔ بعد اسکے جناب علی اکبر علیہ السلام اجازت جہاد لیکے میدان جنگ مین آئے۔ اسوقت علی اکبر نے یہ رجز اُس تین دنکی بھوک و پیاس۔ اور دوست و عزیز ونکے غم مین ایسا پڑھا کہ دل گروہ شقاوت پژوہ کے ہلنے لگے۔ رجز یہ ہے۔ انا علی بن الحسین بن علی نحن و رب البیت اولی بالنبی۔ تاللہ لا یحکم فینا ابن الدعی۔ اطعنکم بالرمح حتی ینثنی۔ اضربکم بالسیف احمی عن ابی۔ ضرب غلام ہاشمی عربی۔ یعنی مین علی فرزند حسین ابن علی ہون۔ اور قسم خدا کی قرابت مین جناب رسالتمآب صلعم سے بہ نسبت اور ونکے ہم اولی اور بہتر ہین۔ قسم خدا کی ہم اہلبیت نبوت پر کبھی یزید پلید حکمرانی نہین کرسکتا۔ اور مارونگا مین تمھارے سینو نمین نیزہ اپنا تا اینکہ میرا نیزہ دوھرا ہوجاے اور مین تم سب کو قتل تلوار آبدار سے کرونگا۔ درانحالیکہ اپنے باپ کی حمایت کرنیوالا ہون۔ مانند قتل کرنے جوانان ہاشمی اور عربی کے۔ اور ایسے ایسے حملے کیے کہ رن بولنے لگا۔ تین دنکی پیاس مین کشتون کے ڈھیر لگادیے وہیا خون کا بہادیا تمام فوج مین ہل چل مچادی۔ بڑے بڑے پہلوانون اور تجربہ کارون نے جی چھوڑ دیا۔ آخرکار سب بھاگ گئے۔ لکھا ہے کہ اس حملہ مین ایکسو بیس کافرونکو داخل جہنم کیا۔ حضرت علی اکبر بھی بہت زخمی ہوے مشہور ہے کہ زخمی کو بہت پیاس ہوتی ہے۔ حضرت علی اکبر بیتابانہ خدمت مین

جناب امام حسینؑ پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ اے بابا پیاس نے مجھکو ہلاک کیا ہے
اگر تھوڑا سا پانی ممکن ہو تو مجھکو پلا دیجیے تو آپکے سب دشمنونکو قتل کر ڈالون
یہ سُنکے امام حسینؑ بہت روئے اور فرمایا کہ اے فرزند بہت دشوار ہے محمد صلعم
اور علی مرتضیٰ اور حسین پر کہ تو پانی مانگے اور قطرہ آب نہ دیکھین - اے فرزند
تمپر خوب روشن ہے کہ تمھارا چھوٹا بھائی علی اصغر مارے پیاس کی قریب مرگ ہے
ایک قطرہ آب نہین کہ اُسکے حلق مین ٹپکا دون یہ کہکے زبان علی اکبر کی اپنے منھ مین
رکھ لی اور چوسی - لکھا ہے کہ جناب علی اکبر علیہ السلام نے فوراً اپنی زبان نکال لی
اور عرض کیا کہ اے بابا آپکی زبان تو میری زبان سے زیادہ خشک ہے - لکھا ہے
کہ جناب امام حسینؑ نے ایک انگوٹھی دی - اور فرمایا کہ جب زیادہ پیاس لگے
اسکو منھ مین رکھ لینا - اور جا کر جہاد کرو - انشاءاللہ اپنے نانا رسول صلعم کے ہاتھ سے
جام کوثر لو - پھر رخصت ہوکے جناب علی اکبر میدان جنگ مین آئے اور قلب لشکر
شقاوت اثر پر حملہ اول سے زیادہ یہ حملہ کیا کہ تمام صفین درہم برہم ہوگئین تمام
اشقیا پراگندہ ہوگئے - لکھا ہے کہ اس حملہ مین ساٹھ اشقیا کو روانہ سقر کیا -
آخر کار منقذ بن مرہ عبدی نے ایک ایسی ضرب سر پر شہزادہ کونین نور دیدہ حسین
یعنی علی اکبر کے ماری کہ زین پر جھک گئے - اور گردن اسپ سے لپٹ گئی
اور گھوڑا علی اکبر کو لیکے لشکر اشقیا مین گھس گیا وہ سب لشکر کوفہ و شام
حضرت علی اکبر ہمشبیہ پیغمبر پر ظلم کرتے تھے کوئی ضرب شمشیر اور نیزہ اور تیر سے
جسم مبارک کو پارہ پارہ کیا - اسوقت حضرت علی اکبر نے آواز خفیف سے جناب
امام حسینؑ کو پکارا - کہ اے بابا ادرکنی - دوسری روایت مین لکھا ہے
کہ کسی شقی نے تیر حلق شریف پر ایسا مارا کہ وار پار ہو گیا - اور خون آنکھون سے
بہنے لگا - اسوقت آواز دی کہ اے بابا جلد تشریف لائیے اور آپ علی اکبر کا

سلام آخری ہوا اور میرے نانا رسول خدا نے ایک جام خوشگوار سے مجھے ایسا سیراب فرمایا ہے کہ پھر کبھی پیاسا نہونگا - اور دوسرا جام آپکے واسطے لیے ہوئے ہیں - یہ کہکے مرغ روح نے طرف گلشن جنت کے پرواز کی یہ کیفیت دیکھکر جناب امام حسین کی آنکھوں مین دنیا سیاہ ہوگئی کمر جھک گئی - سینہ سے ایک ہوک اُٹھی - آنکھوں سے سیلاب خون بہ گیا - اور فرمایا کہ خداوندعالم اس قوم کو مثل قوم عاد و ثمود کے ہلاک کر - کہ ان ظالموں نے تیرے حبیب کی آل کو ناحق قتل کیا اور بہتک حرمت کی اور غم و اندوہ علی اکبر مین فرمایا - یا بُنی علی الدنیا بعدک العفا - یعنی اے علی بعد تیرے دنیا اور زندگانی دنیا پر خاک ہے - اور امام حسین افتان و خیزان بیٹے کی لاش پر آئے اور بیتاب ہوکر لاش علی اکبر پر گر پڑے - اور بیہوش ہوگئے - جب غش سے افاقہ ہوا تو آنسو مسلسل جاری تھے اور سر علی اکبر کو گودمین اُٹھاکر رکھ لیا - اور چہرہ ہم شکل پیغمبر سے خاک و خون پونچھتے تھے - لکھا ہے کہ ایک بی بی مثل چاند کے خیمے سے باہر آئین اور سر و پا برہنہ وا علی اکبراہ وا علی اکبراہ کہتی ہوی طرف قتل گاہ کے دوڑین اور فریاد و واویلا کرتی تھین جبکہ نعش علی اکبر پر پہنچین - اپنے تئین لاش علی اکبر پر گرا دیا - ابومخنف نے لکھا ہے کہ مین نے لوگون سے دریافت کیا - تو معلوم ہوا کہ وہ بی بی زینب بنت جناب علی ابن ابیطالب تھین - آپکو علی اکبر کے غم مین کچھ خیال پردہ کا نہ رہا - اُنھون نے علی اکبر کو پرورش کیا تھا جب جناب امام حسین نے اپنی بہن کو دیکھا - علی اکبر کا غم بھول گئے - اور فرمایا کہ اے بہن خیمے سے باہر کیون نکل آئین - اور اپنے عبا اُڑھا کے خیمہ مین پہنچا گئے - کیا غیرت تھی جناب امام حسین کو یہ کام بشر کا نہ تھا -

شہادت علی اصغر علیہ السلام

بعد شہادت علی اکبر کے حضرت علی اصغر کو میدان جنگ مین لائے - اور گروہ ظلم شعار سے
فرمایا کہ اے ظالمون یہ بچہ چھ مہینے کا بے پانی ہلاک ہوا جاتا ہے - للٰلہ تھوڑا پانی اسکو
پلا دو - لکھا ہے کہ حرملہ ابن کاہل اسدی نے ایک تیر ایسا مارا کہ وہ حلق خشک اصغر پر
لگا اور وہ بچہ تڑپ تڑپ کر امام حسین ع کے ہاتھ پر مرگیا - لکھا ہے کہ حضرت نے اُسکی
لاش اپنے ہاتھ سے میدان مین دفن کردی تھی -

شہادت جناب امام حسین علیہ السلام

بتاریخ دس محرم ۶۱ھ تا وقت ظہر جبکہ آپکے سب اصحاب و عزیز و فرزند و بھائی
درجہ شہادت پر فائز ہوچکے اور کوئی آپکا ناصر اور مددگار باقی نہین رہا - اور ظالمو نکا
غلبہ ہوا ناچار و بلاسطی مقابلہ مخالفین کے میدان جنگ مین تشریف لیگئے اور لڑائی امام
حسین ع سے شروع ہوئی - لکھا ہے کہ حضرت امام حسین نے تمام لشکر کو پراگندہ
کردیا اور دریا خون کا بہادیا ہر طرف غل و شور الامان الامان کا بلند ہوا مختصر کہ
با وجودیکہ تین دن کی بھوک و پیاس اور اصحاب و احباب کا غم فرزندون اور
بھائیون اور عزیزونکا الم تھا لیکن اُسپر بھی ایسی جنگ کی کہ پرے لشکر مخالفین کے
حملہ شیرانہ سے توڑ ڈالے - بڑے بڑے سرکشون اور جفاکارون کے جی چھوٹ
گئے - جب حضرت کے گوش اقدس مین آواز الامان پہنچی تو ذوالفقار کو نیام
مین رکھکے قریب نہر فرات آئے اور گھوڑا نہر فرات مین ڈالا - اُسوقت ایک
شقی نے باآواز بلند کہا کہ اے حسین ع پانی پینے کا قصد فرماتے ہین - حالانکہ لشکر
آپ کے خیمہ تک پہنچ گیا - اگر ذرا وقفہ ہوگا خیمہ اہلحرم لوٹ لیا جاویگا بھلا امام
حسین ایسے غیور کو یہ سننے کی کب برداشت تھی - فوراً طرف خیمے کے تشریف لائے
دیکھا کہ خیمہ اہلحرم شر لشکر شام سے محفوظ ہے - پھر لشکر اشقیا نے شور و غوغا کیا -

حضرت امام حسین نے تمام اہلبیت عصمت وطہارت کو کلمات تسکین وتشفی تلقین فرمائے
اور فرمایا کہ اے اہلبیت رسولخدا صلعم صبر وشکیبائی کو اپنا شعار کرو اور مصیبت
والم پر صبر اختیار کرو کہ اسمین باعث زیادتی ثواب آخرت ہے۔ الغرض حضرت
سجاد علیہ السلام کو وصیت کرکے اور تمام اہلبیت اور اپنے پیاری بیٹی سکینہ کو
رخصت کیا اور میدان جنگ مین آئے لکھا ہے کہ آپ اسی مرتبہ ایسے لڑے
کہ کوئی اس طرح جنگ نہین کرسکتا ایسے ایسے حملے کیے کہ تمام لشکر کوفہ وشام زیر وزبر
ہوگیا بہت ملاعین کو واصل جہنم کیا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ ایکہزار نوسو پچاس
شقیا حضرت کے دست معجز نما سے قتل ہوے اور بروایت مسعودی آٹھ سو
کفار واصل دوزخ ہوے۔ بہرطور اس جنگ مین حضرت کے جسم اقدس پر ستر
زخم تلوار اور ستر زخم تیر کے لگے تھے اور تیرونکے زخم کا شمار ہی نہ تھا۔ لیکن
بعضون نے لکھا ہے کہ ہزار ونہصد وپنجاہ ویک زخم تھا اور بعضون نے لکھا ہے
کہ شمار زخمونکے زخم کا نہ تھا اصل یہ ہے کہ زخمون اور حضرت کے ہاتھ سے جسقدر
ظالم قتل ہوے انکی تعداد کا صحیح تخمینہ نہین ہوسکا مگر چونکہ دونون چیزون کی کثرت
تھی۔ راویون کے تخمینے جسنے جیسی سنی لکھے ہین اور اسقدر تیر حضرت کے جسم پر
پیوست تھے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا حضرت کے جسم اقدس پر پر نکل آئے
ہین۔ بسبب کثرت زخم نیزہ وشمشیر اور تیر کے حضرت بہت مضمحل ہوگئے
ایک لحظہ توقف فرمایا۔ ناگاہ ایک ملعون نے پیشانی اقدس پر ایک تیر مارا جب
حضرت امام مظلوم نے تیر کو پیشانی سے کھینچا۔ ایک پرنالہ خون کا جاری ہوگیا۔
ناگاہ دوسرے لعین نے ایک تیر سہ شعبہ سینہ اقدس پر مارا۔ جبکہ حضرت نے اسکو
باہر نکالا خون مثل فوارہ کے اس سے نکلتا تھا۔ حضرت نے اس خون کو چلو مین
لیکے اپنے منھ اور ریش اقدس پر ملا۔ اور فرمایا کہ اسطرح اپنے پروردگار سے

ملاقات کرونگا - چونکہ حضرت امام حسینؑ بہت ہی ضعیف اور مضمحل ہوگئے تھے -
سب اشقیا قریب حضرت امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین آگئے - اولاً حصین
بن نمیر نے تیر دہن اقدس امام حسینؑ پر مارا - پھر ابو ایوب غنوی نے ایک تیر
حلق شریف پر مارا پھر زرعہ بن شریک التمیمی نے آپکے بائین ہاتھ پر وار کیا -
پھر اسی ملعون نے دوسرا وار آپکے مونڈھے پر کیا - تو آپ صدمہ زخم متواتر سے
گھوڑے پر جھک گئے - اسوقت سنان بن انس نخعی نے آپ پر ایسا بھالے کا
وار کیا کہ آپ بیہوش ہوگئے اور تیورا کے پشت زین سے نیچے آئے - اسوقت
سنان بن انس نخعی نے خولی بن یزید اصبحی سے کہا کہ بہت جلد سر امام حسینؑ
کاٹ لے - اس ظالم نے گھوڑے سے اتر کے ارادہ قتل حضرت کا کیا - لیکن اسکے
ہاتھ پاؤن کانپنے لگے وہ باز رہا یہ دیکھ کے شمر لعین نے نہایت سرعت سے
سر اقدس امام حسینؑ کا کاٹ لیا - اور پھر حرم مبارک سے صدائے افسوس
واویلا وامصیبتا کی بلند ہوئی - انا للہ وانا الیہ راجعون یالیتنی کنت معہم
فافوز فوزاً عظیما - اور بعد جدا کرنیکے سر شریف خولی کو دیدیا - آپکی شہادت کے
بعد اشقیا نے تمام خیمہائے اہلبیت رسولخدا صلعم مین آگ لگادی اور تمام
زیور و تبرکات محمدؐ - وعلیؑ - و فاطمہ علیہم السلام حتی کہ عورتون کے سرون کی
چادرین نہایت بیرحمی اور بیدردی سے لوٹ لین طرہ یہ ہوا کہ لشکر یزید مین
اسکے بعد نماز شکرانہ ادا کی گئی اور وہ نماز اللہم صل علی محمد و آل محمد پر
ختم کی گئی -

آپکے شہید ہونیکے بعد عمر بن سعد نے اپنے لشکر کو آواز دی کہ کون
کون لاش بے سر امام حسینؑ کی پامال کرینگے - لکھا ہے کہ دس آدمی بارادہ
پامالی نعش اقدس لشکر سے باہر آئے جنکے نام یہ ہین - اسحق بن جویرہ حضرمی

اخنس بن مرثد۔ حکیم ابن طفیل۔ عمر ابن صبیح صیداوی۔ رجا ابن منقذ۔ سالم ابن خثیمہ۔ صالح بن وہب واخط بن ناعم۔ ہانی ابن ثبیت۔ اُسید ابن مالک۔ لکھا ہے کہ اسحق ابن حویہ نے بعد شہادت آپکے جسم اقدس سے لباس اُتار کر برہنہ کردیا مگر خدا کی قدرت اس شخص کا بدن سڑ گیا اور نہایت سختی سے مرا اسکی بعد حضرت کا جسد بے سر مع دیگر شہداے کربلا کے گھوڑونسے پائمال کیا گیا۔

مورخین نے لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے اس معرکہ کربلا مین مع اصحاب اور عزیز وغیرہ ہمگی ۷۲ شخص تھے۔ انھین مین حضرت علی اصغر کا بھی شمار ہے۔ وہ سب شہید ہوے اہل تواریخ نے اسطور سے تفصیل بیان کی ہے۔ کہ ستائیس آدمی اہلبیت سے شہید ہوے۔ سات نفر اولاد حضرت عقیل سے شہید ہوے ایک حضرت مسلم جو کہ قبل معرکہ کربلا کوفے مین شہید ہوے۔ اور دو نفر جعفر۔ عبدالرحمن۔ پسران عقیل یہ کربلا مین شہید ہوے۔ ۲ نفر محمد۔ عبداللہ۔ پسران مسلم۔ ایک نفر جعفر پسر محمد بن عقیل۔ ایک محمد۔ پسر ابی سعید بن عقیل اور بعض نے محمد۔ وعون۔ پسران عقیل کو بھی زیادہ کیا ہے اور سہ فرزندان حضرت جعفر طیار۔ محمد۔ عون عبداللہ۔ پسران عبداللہ بن جعفر طیار اور نہ نفر فرزندان جناب امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام معرکہ کربلا مین شہید ہوے۔ عباس۔ عبداللہ جعفر عمر۔ عثمان۔ یہ بطن حضرت ام البنین سے تھے۔ ابراہیم۔ اصغر۔ محمد اور یہ کسیکے بطن سے تھے۔ لیکن بعضون نے اختلاف نام کرکے یہ لکھا ہے کہ ابوبکر۔ وعمر بطن لیلی۔ زوجہ جناب امیر سے تھے۔ اور ایک محمدؐ۔ پسر عباس ابن علی۔ یہ سب معرکہ کربلا مین شہید ہوے۔ اور چہار نفر فرزندان جناب امام حسن علیہ السلام ابوبکر۔ عبداللہ۔ قاسم۔ بشیر۔ اور بعضون نے بجاے قاسم کے صرف ابوبکر اور بشیر کے عمر نام لکھا ہے۔ اور دونون فرزند امام حسین علیہ السلام علی اکبر علی اصغر

جنکا نام عبداللہ تھا کربلا مین شہید ہوے - یہانتک باستثناے چند شخصون کے
جنکا ذکر اوپر بطور اختلاف کیا گیا ہے - ستائیس ہوتے ہین - اور بیتالیس شخص
اصحاب اخیار جناب امام حسین سے شہید ہوے سبکی بہتر ہوے - اگر ہر ایک اصحاب کا
نام لکھا جاے موجب طول ہوگا اسوجہ سے ترک کیا گیا - لیکن فوج عمر سعد سے
بہت قتل کیے گئے تھے - اوسمین اختلاف ہے بعد پامالی لاشہاے شہدا اور
غارت خیمہ اہلحرم اور آگ لگانے کے سر اقدس امام حسین کو و باختلاف روایت
جملہ شہداے کربلا کو ابن زیاد کے پاس خولی و حمید و شمر اور قیس ابن اشعث
اور عمر ابن الحجاج اور عروہ بن قیس لیگئے - زید بن ارقم سے روایت ہے
کہ جسوقت سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا نیزے پر بلند کیے ہوے مع سرہاے
شہدا میرے مکان کی طرف سے اشقیا نکلے مین اپنے دروازہ پر بیٹھا تھا - جب
سر امام حسین میرے قریب آیا تو مین نے سنا کہ فرق مبارک حسین اس آیت
کی تلاوت فرما رہا ہے - اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا
عَجَبًا - زید بن ارقم کہتے ہین کہ جسوقت مین نے یہ آیت آپکے سر مبارک کو تلاوت
کرتے سنا واللہ میرے تمام جسم مین لرزہ پڑ گیا اور بال بدن پر کھڑے ہو گئے
اور کہا کہ یا ابن رسول اللہ بیشک آپکا قصہ - قصہ اصحاب کہف اور رقیم سے عجیب تر ہے
الغرض جب ابن زیاد نے تمام سرہاے شہدا کے اپنے سامنے رکھے اسوقت
دہن اقدس امام حسین پر چھڑی مارنے لگا ابن زیاد کے پاس اسوقت ایک
اصحاب رسولخدا صلعم حضرت انس یا زید بن ارقم نے اسکو منع کیا اور کہا کہ
یہ کیا ستم کرتا ہے - مین نے بارہا جناب رسالتمآب صلعم کو دیکھا ہے کہ اسی دہن کو
مثل شکر چوستے تھے اور بوسے لیتے تھے ابن زیاد نے کہا کہ اتنے بڈھے
چپ رہ - صرف تیرے عمر کا لحاظ ہے ورنہ تجھکو قتل کرتا تیسرے دن عمر سعد کوفہ کو

روانہ ہوا اسکی وجہ یہی لکھی ہے کہ دو روز تک اپنے کشتوں کے لاشونکو دفن وغیرہ
مین مصروف رہا۔ اور لاش فرزند رسول اور اُنکے اصحاب اور عزیزوں کو
بے دفن و کفن چھوڑ دیا۔ بعض روایتوں مین یون لکھا ہے کہ سرہاے شہدا
اور اہلبیت عصمت ایک ساتھ کوفہ کیطرف روانہ ہوے تقدیم و تاخیر نہین
ہوئی۔ غرضکہ جب اہلبیت عصمت و طہارت رسول مقبول صلعم کے مع سرہاے
شہدا اور علی ابن الحسین یعنی امام زین العابدین علیہ السلام جو ان دنون مین
بہت علیل تھے قید ہوکر قتل گاہ کیطرف سے کوفہ کو روانہ ہوے۔ ہر بی بی اپنے
عزیز اور فرزند کی لاش دیکھکر چیخین مار کے رونے لگے۔ خصوصاً جناب زینب نے
ایسے الفاظ دردناک سے بین کیئے کہ جنکے سننے سے دشمنون تک کے آنسو
نکل پڑے۔ جب اہلبیت رسولخدا دربار ابن زیاد مین پہنچے تو ابن زیاد نے
پوچھا کہ یہ بیبیان ہین۔ اسوقت شمر لعین نے آگے بڑھ کے کہا هذہ زینب
وهذہ ام کلثوم وهذہ رقیہ یعنے یہ زینب اور یہ ام کلثوم اور یہ رقیہ جناب
امام حسین ؑ کے بھتین ہین۔ اسوقت ابن زیاد نے جناب زینب سے کہا کہ شکر ہے
خدا کا کہ اُسنے تمکو خوب رسوا کیا۔ جناب زینب بنت علی مرتضی نے ارشاد فرمایا
کہ شکر ہے خدا کا کہ اُسنے ہمکو پاک و پاکیزہ پیدا کیا اور ہمارے مرتبے آخرت مین
بڑے کیے اور اپنے پیغمبر کے اہلبیت پر ہمکو فضیلت دی اور فرمایا کہ اے شقی تو
فاسق و فاجر ہے دنیا اور آخرت مین رسوا ہوتا ہے۔ ابن زیاد نے کہا کہ دیکھو
خدا نے اب کسکو رسوا کیا ہے۔ کسکے اہلبیت ہلاک ہوتے ہین۔ آپ نے ارشاد
فرمایا کہ انکی حیات پوری ہوگئی تھی۔ وہ اب بآرام تمام اپنی خوابگاہون مین
سوتے ہین۔ اور جان لے کہ بہت جلد خدا کے روبرو تیرا اور اُنکا معاملہ ہوگا
ناگاہ ابن زیاد کی نظر جناب علی بن الحسین پر پڑی پوچھا اے لڑکے تیرا کیا نام ہے

آپ نے فرمایا کہ میرا نام علی بن الحسین ہے اُسنے کہا کیا علی بن الحسین قتل نہین ہوے۔ آپنے فرمایا ہان میرے ایک اور بھائی تھے اُنکا بھی نام علی ابن الحسین تھا وہ شہید ہوگئے۔ ابن زیاد نے کہا ہان اللہ نے اُنکو قتل کیا اور تم بچگئے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالی ہر ایک نفس کو اُسکے وقت پر مارتا ہے کوئی نفس بغیر حکم اللہ تعالی کے نہین مرسکتا۔ ابن زیاد نے یہ سُنکے حکم دیا کہ اس لڑکے کو بھی قتل کرو اور رافضین لوگون مین اسے بھی شامل کرو۔ آپ نے فرمایا کہ اے ظالم اگر تو مجکو قتل کریگا تو ان اہلبیت عصمت و طہارت کی نگہبانی اور حفاظت کون کریگا۔ جب جناب زینب نے کلام ابن زیاد کا سُنا۔ اپنے بھتیجے کو دوڑ کے گود مین لے لیا اور ابن زیاد کیطرف مخاطب ہو کے فرمانے لگین کہ اے ظالم تو نے ہمارے تمام خاندان کو صاف کر دیا۔ صرف یہی ایک لڑکا اب باقی ہے۔ اب اسکو بھی قتل کرنا چاہتا ہے۔ اگر اسکو قتل کرتا ہے تو مجکو بھی قتل کر۔ اسوقت جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے ابن زیاد سے کہا کہ اے ابن زیاد کیا تو مجکو قتل سے ڈراتا ہے کیا تو نہین جانتا ہے کہ راہ خدا مین قتل ہونا عادت ہماری ہے اور شہید ہونا اعداے دین کے ہاتھ سے باعث کرامت ہماری ہے۔ یہ سنکے ابن زیاد چُپ ہوگیا اور حکم دیا کہ قیدخانے مین ان سب کو لیجاؤ جو کہ قریب مسجد کے ہے۔ جبکہ اہلبیت رسولخدا صلعم قیدخانے مین گئے۔ ابن زیاد نے عمر سعد کو بلایا اور کہا کہ وہ خط کہان ہے جو مین نے تجکو دربارہ قتل امام حسینؑ اور اولاد اور اصحاب اُنکے کے لکھا تھا۔ عمر سعد مکر گیا اور کہا کہ وہ خط گم ہوگیا مجکو نہین معلوم کہ وہ کہان ہے ابن زیاد نے کہا کہ جسطرح ممکن ہو وہ نامہ مجکو دیدے کیونکہ وہ نامہ باعث تشنیع خلایق کا میرے لیے ہے عمر سعد نے اُسوقت جوابدیا کہ مین نے تو تجھ سے کہا تھا کہ خون امام حسینؑ مین ہاتھ

اور اس ارادہ سے باز آ - لیکن تو نے میرا کہا نہ مانا - آپ بھی دریاے عذاب میں ڈوبا اور دوسرونکو بھی ڈبویا -

بھیجا جانا اہلبیت کا کوفہ سے شام کو

الغرض ابن زیاد نے جناب امام زین العابدینؑ کو طوق و سلاسل مین مسلسل کرکے مع اہلبیت اور سرہاے شہدا کے طرف شام کے روانہ کیا - لکھا ہے کہ جب شہیدونکے سرہاے مبارک شام مین پہنچے اور اطلاع اہلبیت کے آنیکی مع سرہاے شہدا یزید کو ہوے - اسنے حکم دیا کہ دربار آراستہ کیا جاے اور تمام شہر شام مین آئینہ بندی ہو - اور سب اہل شام لباس پر تکلف پہنین اور حکم عام دیا جاے کہ جسکا دل چاہے دربار مین آئے - آج کسی قسم کی روک ٹوک نہین ہے اور لکھا ہے کہ کئی ساعت تک اہلبیت علیہم السلام ایسے دروازہ شہر پر کھڑے کیے گئے جس طرف سے تمام اہل شہر کا گزر ہوتا تھا - غرض یہ تھی کہ اہلبیت عصمت خوب رسوا ہون اسی وجہ سے اس دروازہ کا نام باب الساعات رکھا گیا ہے جب دربار آراستہ ہوگیا - اور تمام اہل شہر دربار مین جمع ہوگئے اسوقت یزید نے حکم دیا کہ ہمارے دشمنون کے سر اور انکے اہلبیت کہان ہین پس اہلبیت عصمت جو بحالت قید بازارون اور مجمع عام مین پھراے جاتے تھے برہنہ سر دربار یزید مین لائے گئے - عورتون کو دیکھکر یزید نے پوچھا کہ یہ عورتین کون ہین - شمر نے آگے بڑھ کے کہا ھذہ زینب - وھذہ ام کلثوم - ھذہ سکینۃ وغیرہ وغیرہ - اسی موقع پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس سے یزید نے بے ادبی کی تھی اور چھڑی دانتون پر مارتا تھا جسکو زید بن ارقم نے منع کیا مگر یزید نے نہ مانا اور غصہ ہو کے انکو دربار سے نکلوا دیا - لکھا ہے کہ ہندہ بن عامر بن کریز زوجہ یزید کو جبکہ خبر

الجرم کی دربار مین ہوی وہ بھی محل سے دربار مین بیتابانہ حواس باختہ برہنہ سر چلی آئی اور یزید دوڑکے فوراً اپنی عبا اسپر ڈالکے کہنے لگا کہ اے ہندہ تجھے شرم نہین آئی کہ اس حالت سے دربار عام مین نکل آئی۔ تونے میری عزت کا کچھ پاس و لحاظ نکیا۔ اسوقت ہندہ نے یزید کو جواب دیا کہ اے یزید تجھے میرے پردہ کا تو ایسا خیال ہے اور اہلبیت رسولخدا کے پردہ کا کچھ خیال نہین ہے اور رونے لگی اسوقت وہ تمام دربار گویا کہ ماتم سرا ہوگیا اور یہ ماتم اہلبیت کی گریہ و بکا سے جو سراقدس امام حسین علیہ دیکھکر رو رہے تھے اور زیادہ ہوگیا۔ اسوقت جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے یزید سے کہا کہ اے یزید آیا مجکو اجازت ہے کہ مین کچھ کلام کرون۔ یزید نے جواب دیا کہ ہان تمکو اجازت کلام کی تو ہے لیکن بشرطیکہ کچھ برا نکہو حضرت امام زین العابدین نے ایک آہ سرد بھرکے ارشاد فرمایا کہ اے یزید بھلا مین اس حال مین گرفتار ہوکے تجکو کیونکر برا کہنے لگا پھر حضرت نے فرمایا مین تجھ سے اسیقدر سوال کرتا ہون کہ اگر اس حال سے جناب رسول مقبول اپنی نواسیونکو دیکھتے تو تجھے کیا کہتے۔ اور یہ بات تو پسند کرتا ہے کہ رسول مقبول کی نواسیان اور نواسے لونڈی غلام بنائے جائین۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تیرے لشکر نے ہمارا سب اسباب بھی لوٹ لیگیا تا اینکہ اہلبیت عصمت کی چادرین تک سر سے اُتار لیگئین۔ تجھے شرم نہین آتی کہ اس کیفیت سے دربار عام مین اہلبیت عصمت کو کھڑا کر رکھا ہے۔ یزید نے یہ کلام حضرت کا سنکے حکم دیا کہ رسیان کاٹ دو اور قیدخانہ مین بھیجدو۔ لکھا ہے کہ اہلبیت عصمت اُسیوقت قیدخانہ مین بھیجے گئے۔

جہان وہ لوگ جبتک رہے رویا کیے بعض روایتون مین ہے کہ وہین حضرت امام حسین علیہ السلام کی ایک لڑکی کا انتقال ہوگیا۔ لیکن یہ واقعات ایسے نہ تھے کہ مسلمان خاموش رہتے۔ امام حسین علیہ السلام کا یہ قتل تو محض دھوکے مین ہوگیا

ان حالات کی شہرت کے ساتھ ہی فتنہ وفساد شروع ہوگیا۔ اور دوستداران
امام حسین قاتلان امام حسین کو قتل کرنے لگے۔ کہیں مسیب علیہ الرحمۃ کہیں اور
لوگ حتی کہ یزید کو بقائے حکومت کی امید جاتی رہی۔ اسوقت اسکو یہی مصلحت
معلوم ہوئی کہ اہلبیت علیہم السلام کو رہا کرنا چاہیے اور اظہار ندامت کرے اور
بیقصوری اپنی ثابت کرے چنانچہ اہلبیت رسول خدا صلعم کو اپنے پاس بلایا اور
کہا کہ بُرا ہو ابن مرجانہ عبید اللہ ابن زیاد کا جسنے امام حسینؑ کو قتل کیا اور قطع
آب نہ کیا اور آپ لوگون کے ساتھ وہ برتاؤ کیا جو مسلمان کفار کے ساتھ بھی نہین
کرتے۔ اسی گفتگو مین یزید نے چند باتین جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے
ایسی بھی کہین جو جناب امام حسینؑ علیہ السلام کے شان کے خلاف تھین جس سے
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو غصہ آیا مگر یزید نے پھر ملائمت سے جناب
امام زین العابدینؑ سے کہا کہ یا علی ابن الحسین آپ یہان رہنا پسند کرتے ہین
یا روضہ منورہ رسولخدا صلعم پر تشریف لیجائینگا۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے
مدینہ کا جانا پسند کیا تب یزید نے سب اسباب لوٹ کا اور تبرکات منگوا کر حضرت کو
دیا لیکن باوجود اصرار کے سر حضرت امام حسین علیہ السلام کا نہین دیا۔ بعض
مورخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ بہت سے جواہرات خدمت جناب امام زین العابدینؑ
مین یزید نے پیش کرکے کہا کہ یہ خونبہائے حسینؑ ہے اسکو آپ قبول فرمائین۔ جسکو
حضرت نے نہین لیا اور حضرت زینب نے فرمایا کہ قتل امام حسینؑ سہل یا آسان
امر نہین تھا۔

اہلبیت کا مدینہ بھیجا جانا

بعد اسکے یزید نے نعمان بن بشیر کو جو کہ اصحاب رسول مقبول صلعم سے تھے طلب کیا

اور کہا کہ اہلبیت عصمت کیواسطے سامان سفر مہیا کر دو اور کوئی ایسا امانت و دیانت دار شخص ہمراہ اہلبیت عصمت کیا جائے۔ جو کہ مدینہ منورہ تک با آرام تمام پہنچا دے اور کچھ آدمیونکو واسطے نگہبانی اہلبیت کے بھی ساتھ کرنا بہت مناسب ہے۔ بعد اسکے یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام سے یہ بھی کہا کہ آپ رسم خط وکتابت کو موقوف نفرمایئگا۔ جس قسم کی ضرورت ہو اُس سے مطلع فرمایئگا مین مدد کرتا رہونگا۔ الغرض بشیر ابن حذلم واسطے نگہبانی کے اہلبیت کیساتھ کیا گیا اور اہلبیت روانہ بسمت مدینہ منورہ ہوے۔ جناب امام زین العابدین نے بشیر ابن حذلم سے راستہ مین فرمایا کہ اے بشیر ہمکو کربلائے معلی کیطرف سے لے چل۔ اُسنے عرض کیا سمعاً وطاعةً یا ابن رسول اللہ چنانچہ جب اہلبیت رسول مقبول صلعم میدان کربلا مین پہنچے۔ اتفاق سے جابر بن عبداللہ انصاری اور گروہ بنی ہاشم بھی خبر قتل امام حسین علیہ السلام کی سنکے وہان آگئے تھے۔ جناب امام زین العابدین سے ان سب سے ملاقات ہوی۔ وہان بھی کئی روز تک اہلبیت عصمت نے عزاداری برپا رکھی۔ سر امام حسین علیہ السلام کے بارہ مین بہت اختلاف ہے کہ آیا وہ سر اقدس جسم مطہر سے ملحق ہوا یا نہین۔ بعضون نے کہا ہے کہ وہ سر اطہر خزانہ یزید مین رکھا رہا۔ جب اُسکا خزانہ لٹا۔ کسینے سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا پایا۔ خدمت امام زین العابدین مین لے آیا اور وہ سر مدینہ منورہ مین دفن کیا گیا بعضون نے کسی دوسری مقام پر دفن ہونا لکھا ہے کہ دمشق مین دفن کر دیا گیا۔ غرضکہ بہت اختلاف ہے اب کربلا معلی سے ہوتا ہوا یہ بیوا ؤن اور یتیمون کا قافلہ قریب شہر مدینہ پہنچا تو شہر کے باہر خیمہ نصب کیا گیا اور اہلبیت اطہار وہین اُترے اور حضرت امام زین العابدین نے بشیر ابن حذلم سے کہا کہ اے بشیر تیرا باپ توفن شاعری مین کامل تھا آیا تجکو بھی شعرگوئی کا کچھ مذاق ہے۔ اُسنے کہا کہ یا ابن رسول اللہ ہان مین بھی شعر کہتا ہون۔ حضرت نے فرمایا کہ چند شعر مرثیہ امام حسین مین نظم کر کے

اہل مدینہ کو مطلع کر- اور ہمارے آنیسے بھی خبر کر دے - اُسیوقت بشیر گھوڑے پر سوار ہو کے داخل مدینۃ الرسول ہوا اور روتا تھا اور یہ دو شعر پڑھتا تھا - وہ یہ ہین -

یا اہل یثرب لا مقام لکم بہا قتل الحسین فادمعی مدرارا

یعنے اے اہل مدینہ کیا آرام سے اپنے گھرون مین بیٹھے ہو - مدینہ ویران ہو گیا قابل رہنے کے نہین ہے کیونکہ وارث مدینہ فرزند رسول خدا تین دنکے بھوکے پیاسے کربلا مین مع عزیز و اقربا شہید کیے گئے - اُس مصیبت کے خیال سے میری آنکھون سے مسلسل آنسو جاری ہین -

جسم الحسین بکربلا مضرج والراس منہ علی القنا یدار

جسم حسین کربلا مین کئی روز تک خاک و خون مین غلطان بے غسل و کفن پڑا رہا - اور سر اقدس اُس جناب کا نیزے پر بلند کر کے شہر بشہر پھرایا گیا -

یہ سنتے ہی تمام زنان بنی ہاشم اور اہل مدینہ مع زن و مرد اپنے اپنے گھرو نسے بیتابانہ باہر نکل آئے اور روتے اور پیٹتے اپنے مُنہہ پر طمانچے مارتے ہوے ہمراہ بشیر ابن حزلم کے جانب خیمہ علی ابن الحسین ع روانہ ہوے - تمام شہر مین اس خبر کے سُننے سے ایک کہرام پڑ گیا - بشیر ابن حزلم کہتے ہین کہ مین نے بہت چاہا کہ مین ان سب سے پہلے خیمہ اہلبیت عصمت تک پہنچ جاؤن اور بایں خیال گھوڑیکو بھی دوڑایا لیکن بسبب کثرت اور بھیڑ کے راستہ نہ تھا - حتی کہ گھوڑے سے اُتر کر آہستہ آہستہ صفونکو چیرتا ہوا - لوگونکو ہٹاتا ہوا دیرمین خیمے تک پہنچا اُسوقت جناب امام زین العابدین علیہ السلام خیمے مین تھے پس حضرت تشریف باہر لائے اور ہاتھ مین حضرت کی رومال تھا اُس سے آنسو پوچھتے جاتے تھے ایک لمحہ شدت گریہ و بکا سے حضرت کو قرار نہ تھا - اہل مدینہ حضرت کو پُرسا دیتے تھے اور تمام مدینہ منورہ کے عورت اور مرد بے اختیار روتے تھے

بعد تھوڑی دیر کے حضرت نے اشارہ فرمایا کہ چپ رہو اور فرمایا۔ نحمدہٗ علی عظائم الامور
وفجائع الدہور۔ والم الفجائع۔ ومضاضۃ اللواذع وجلیل الرزاء۔ یعنے
حمد کرتا ہون خدا کے کارہاے عظیم اور مصیبت ہاے زمانہ اور شدت درد آور رنج
اور ماتم ہاے صبر شکن پر۔ اے گروہ مردم دین اسلام مین بہت بڑا رخنہ پڑ گیا
وہ رخنہ یہ ہے کہ میرے بابا فرزند رسول مقبول یعنے امام حسینؑ اور اولاد و اصحاب
اُنکے تین دن کے بھوکے پیاسے کنار نہر فرات شہید ہوے اور اُنکے سر اقدس کو
شہر بشہر لیے پھرے۔ اور اہلبیت عصمت کو قید کیا یہ وہ مصیبتین ہین کہ دنیا کے
پردے پر جنکا مثل و نظیر نہین ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اے گروہ [illegible]
اس واقعہ پرملال کے کون شخص مسرور ہوگا۔ اور کون آنکھ حضرت کے غم مین آنسو دینے
بخل کریگی اور کون دل ہے کہ جو مصیبت جناب سید الشہدا مین شگافتہ نہوا اور کونسا
سینہ ہے کہ ماتم امام غریب و مظلوم مین مجروح نہوگا۔ اور کونسا کان ہے کہ ایسی مصیبت
سُن کے جس سے دین اسلام مین بڑا رخنہ پڑا ہے۔ پھٹ نجاے۔ اور اے اہل مدینہ
تمھین کچھ خبر بھی ہے کہ کیا کیا ذلتین ہم اہلبیت رسول کو امت رسول خدا صلعم کے
ہاتھ پہنچی ہین۔ گویا کہ ہم اولاد ترک تاتار تھے اور ہمکو طرح طرح کی اذیتین دین اور
ہمکو قید بھی کیا۔ بغیر اسکے کہ ہمنے کوئی جرم کیا ہو۔ نہ ہمنے دین اسلام مین کوئی رخنہ
ڈالا تھا جسکی عوض مین ہمسے یہ سلوک کیا۔ جناب امام زین العابدین علیہ السلام تمام
عمر اُسکے خیال سے رویا کرتے تھے جس سے اکثر پینے کے پانی مین آنسو شریک ہوجایا
کرتے تھے اور وہ پھینکدیا جایا کرتا تھا۔ لکھا ہے کہ ایکدن حضرت کے غلام نے عرض کیا
کہ مولا۔ آخر آپ کبتک گریہ و بکا فرمائیگا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت یعقوب کے
بارہ بیٹے تھے۔ اُنمین سے صرف حضرت یوسف اپنے ایک بیٹے کے گم ہوجانے سے
حالانکہ جبرئیلؑ نے خبر سلامتی یوسف بھی اُنکو دی تھی اسقدر روے کہ آنکھون سے

بصارت زائل ہوگئی میرے سامنے تو اٹھارہ جوانان ہاشمی مثل گوسفند قربانی کی ذبح کیے گئے تا دم مرگ یہ غم میرے دل سے نہین جائیگا۔
لکھا ہے کہ ایک دن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے کسینے پوچھا یا حضرت آپ نے زیادہ مصیبت کہان اٹھائی آپ نے ایک آہ سرد کھینچکے فرمایا۔ الشام الشام۔ الشام۔ حضرت کبھی کبھی روتے روتے غش ہوجاتے تھے۔ حضرت اکثر واقعات کربلا اور شام اہل مدینہ سے بیان فرماتے تھے اور اہل مدینہ وہ بیان دلخراش سن سن کے چیخین مارتے تھے اور اپنے بال نوچتے اور چہرونکو زخمی کرتے تھے۔ غرض یطرح تمام اہل مدینہ نوحہ و زاری کرتے اور پرسا دیتے تھے جب خبر شہادت امام حسین اور آنا اہلبیت عصمت کا مدینہ مین مشہور ہوا۔ دختر امام حسین ؑ جنکا نام فاطمہ صغرا مشہور ہے جنکو حضرت بوجہ علالت کے مدینہ مین چھوڑ گئے تھے اور جناب ام البنین مادر حضرت عباس اور حضرت ام سلمہ اُنکی خبر گیری کرتی تھین مع جناب ام البنین اور ام سلمہ روتی پیٹتی خیمہ اہلبیت تک آئی تھین اور اپنے تمام عزیز و اقربا کو پوچھنے لگین ہر ایک کا حال سن سن کے روتی جاتی تھین اور اہلبیت عصمت بھی روتے جاتے تھے اس سے ایک عجیب سمان رنج کا بندھا تھا۔
بعد اسکے حضرت عبد الحنیف مشہور بہ محمد حنفیہ بھائی علاتی جناب امام حسین ؑ کے جو بہ سبب بیماری کے مدینہ سے حضرت امام حسین کے ساتھ نہ گئے تھے یہ خبر سنکر روتے ہوے تشریف لاے اور جناب زین العابدین ؑ کو گلے لگا بہت روئے۔
بعد اسکے یہ قافلہ روضہ رسول مقبول صلعم پر گیا اور ہر ایک بی بی قبر رسالتمآب صلعم سے لپٹ لپٹ کے ایسا روتی تھی کہ قبر رسول صلعم کی کانپنے لگی۔ پھر اسی حال سے قبر جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا پر گئین۔ بعد اسکے روتی ہوئین محلہ بنی ہاشم مین آئین۔ تمام عورات بنی ہاشم نوحہ و بکا کرتی تھین اور عرصہ دراز تک یہی حال غم الم

اہلبیت وزنان بنی ہاشم کا رہا بلکہ بعض روایتون مین تو یہ ہے کہ زنان بنی ہاشم نے اپنا
سوگ اسوقت اُتارا جب سُن لیا کہ قاتلان امام حسینؑ بذلت وخواری قتل ہوچکے۔
غرضکہ گھر مین پہنچکر ٹھہرنیکے بعد جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے جناب زینب سے
کہاکہ بشر ابن حزلم نے ہمکو راستہ مین بہت آرام دیاہے اسکو کچھ دیکے رخصت کرنا چاہئے
حضرت زینب اور ام کلثوم نے جو کچھ زیور از قسم کنگن وغیرہ لٹا ہوا پھر ملا تھا۔ بشر ابن حزلم کے
پاس بھیجا اور عذر کرا بھیجا۔ کہ اسوقت ہمارے پاس سوائے اسکے اور کچھ نہ تھا۔ بشر
ابن حزلم نے اسکے لینے سے عذر کیا اور کہا کہ جو خدمت مین نے کی ہے بغرض خوشنودی
خدا اور اسکے رسول کے کی ہے اسکا عوض روز قیامت پر رکھ چھوڑیے بعد اسکے
بشر ابن حزلم رخصت ہوا اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مع اہلبیت کے
مدینہ مین رہنے لگے۔

امام حسینؑ کی شہادت کے بعد کے حالات وواقعات

کیا امام حسینؑ کے قاتلون اور اُنکے شرکا ؤن سے امام حسینؑ کے قتل کا قصاص
نہین لیا گیا نہین بلکہ امام حسینؑ کے قاتلون سے دو طرح سے قصاص لیا گیا۔ ایک
قصاص آسمانی (من جانب اللہ) پیرایہ مین لیا گیا اور دوسرا سلطانی (من جانب المخلوق)
سیاست کے پردہ سے جلوہ گر ہوا۔
روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی مجمع مین یہ ذکر ہو رہا تھا کہ امام حسینؑ کے قاتلون
پر ضرور کوئی نہ کوئی آفت آسمانی آتی۔ اسی مجمع مین ایک بڈھا تھا اُسنے کہا یہ غلط ہے مین
بھی تو امام حسینؑ کے قاتلون مین شریک رہا ہون مجھپر اسوقت تک کوئی آفت نہین آئی اتفاقاً
اُس بڈھے نے چراغ روشن کیا آفت آسمانی کو یہ ایک بہانہ ملا جسنے اسکو چراغ کے
شعلہ سے جلا کر کباب کر دیا۔

جس نے امام حسین کے سر مبارک کو فتراک دشکار بند) سے باندھا تھا یہ شخص بہت خوشکیل تھا مگر آخر کو جسمانی فسادات سے سیاہ فام اور بدصورت ہوگیا اور سخت ذلت کی حالت مین مرا۔

غرض ایسے سیکڑون بلکہ ہزارون واقعات ہین جنکا بیان موجب تطویل ہے مگر ہم کو یہ ضرور بیان کرنا چاہیے اور بتانا چاہیے کہ یزید۔ ابن زیاد۔ عمرو سعد اور شمر وغیرہ سے کسطور پر انتقام لیا گیا۔

مختار کا حال

خداوند عالم نے انکی سزا کیلیے ایک ایسے شخص کو کھڑا کر دیا جسنے پورے طور پر امام حسین کے قتل کا قصاص لیا وہ کون شخص تھا وہ مختار بن ابو عبیدہ بن مسعود الثقفی تھا۔ مختار کی مان کا نام طیبہ تھا اور باپ کا نام ابو عبیدہ بن مسعود الثقفی تھا جو بڑے شجیع اور کوفہ کے رؤسا سے تھے۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین ابو عبیدہ رضی اللہ لڑائیون مین سپہ سالار رہا کیے۔ جنگ خراسان مین شہید ہوے بعض موزخ کہتے ہین کہ جبیر مین۔ اسوقت مختار کم سن تھے۔ مختار کی پرورش سعید بن مسعود کے متعلق ہوئی جو مختار کے چچا تھے سعید جان و دل سے اہلبیت کے طرفدار تھے جب امام حسین اور معاویہ کے درمیان خلافت کی نسبت تنازع ہوا تو امام حسین سعید کے پاس گئے جو معاویہ کیجانب سے مدائن کے صوبہ دار تھے۔ سعید نے امام حسین کے ساتھ نہایت عمدہ برتاؤ کیا۔ اسی زمانہ مین جبکہ امام حسین سعید کے گھر پر ٹھیرے ہوے تھے مختار نے اپنے چچا سے کہا کہ آپ امام حسین کو گرفتار کرکے معاویہ کے پاس کیون نہین بھیجدیتے ہین وہ آپ کو بہت کچھ انعام دیگا۔ سعید رضہ یہ سنکر مختار پر بہت خفا ہوے۔ گو پہلے مختار امام حسین اور اہلبیت کے زیادہ طرفدار نہ تھے لیکن اب اپنے اہلبیت کے بہت ہی معتقد ہوگئے

ایک مرتبہ راہ مین جناب علی مرتضیٰ نے ایک لڑکے کو دیکھکر یہ فرمایا تھا کہ ای لڑکے تو بڑا خوش نصیب ہے اور یقین ہے کہ تو ہمارے خون کا بدلا لیگا روایات سے ثابت ہوا ہے کہ وہ طفل مختار ہی تھے۔

مختار کا قید ہونا

حضرت مسلم اور ہانی بن عروہ کی شہادت کے وقت مختار کوفہ مین نہ تھے اس شہادت کی خبر سے مختار کو بہت رنج ہوا جب یہ کوفہ مین داخل ہوے تو قدامہ انکا غلام ہوا مختار نے اُسکو اپنا مزاحم پاکر قتل کیا اور چند لوگونکو بھی جو مزاحم ہوے قتل کیا۔ اسوقت کوفہ مین امن کا جھنڈا اُٹھا ہوا تھا گو مختار بھی اُسکے نیچے آ گئے مگر یہ خبر مشہور تھی کہ مختار باغیون مین سے ہے نعمان نے مختار سے اطمینان دلایا اور اپنے ساتھ ابن زیاد کے پاس بھی لیگیا۔ ابن زیاد نو اہلبیت کے نام پر پہلے سے ادھار کھاے ہوے بیٹھا تھا اہلبیت کی نسبت اُسنے کچھ بے ادبی کی اسپر مختار جوش مین آ گئے اور دونون مین تکرار ہوگئی اور ابن زیاد کے حکم سے مختار قیدخانہ مین بھیجے گئے۔ اور عبد اللہ بن عمر اپنے بہنوئی کی سفارش سے رہا ہوے۔

ایک دفعہ عبید اللہ بن زیاد نے برسر منبر امام حسین کی نسبت یہ کہا "ایہا الناس الحمد للہ الذی اعز یزید وجیشہ بالنصر واذل الحسین وجیشہ بالقتل" مختار کو ان ناشایستہ کلمات کے سننے کی تاب نہ آئی اُنھون نے یہ کہا "کذبت یا عدو اللہ وعدو رسولہ بل الحمد للہ الذی اعز الحسین وجیشہ بالجنۃ والمغفرۃ واذل یزید وجیشہ بالنار والخزی" ابن زیاد بہت غضبناک ہوا اور مختار کو پھر دوبارہ قید کیا۔

امام حسین کی شہادت کے بعد مشرق سے مغرب تک بنی امیہ حاوی ہوگئے تھے اسیوجہ سے بالاعلان اہلبیت کی شان مین لوگ بے ادبیان اور تبرا کرنے لگے او

کوفہ مین ابن زیاد کا یہ عام حکم تھا کہ اگر کوئی شخص اہلبیت کا ذکر خیر کریگا وہ قتل کیا جائیگا - عمیرہ بن عامر الہمدانی ایک معلم کوفہ نے ایک مرتبہ بانی ہیکل امام حسین پر صلوۃ بھیجی اور قاتلان حسین پر لعنت کی اس خبر کو ابن سنان کے باپ نے ابن زیاد تک پہنچایا ابن زیاد نے عمیرہ کو بھی اسی محبس مین قید کیا جہان مختار قید تھے مختار نے عمیرہ سے کہا اگر تم رہا ہو جاؤ تو مجھکو کسی صورت سے دوات قلم کاغذ پہنچا دو مین اپنی رہائی کیلیے عبد اللہ بن عمر کو اطلاع دونگا - عمیرہ کی بھتیجی کو یہ خبر معلوم ہوئی جسنے ابن زیاد کی زوجہ کو دودھ پلایا تھا تو اُسنے ابن زیاد کی زوجہ سے عمیرہ کی رہائی کی درخواست کی اُسنے اپنی زوجہ کی سفارش پر عمیرہ کو رہا کیا - عمیرہ نے مختار سے جو وعدہ کیا تھا اُسکے ایفا کیلیے داروغہ محبس کو ملالیا اور کچھ دینار بھی دیے اور زردے کے کھانے تمام سے قیدیون کو کھانا بھیجا جسمین مختار کے پاس سامان کتابت بھیجدیا داروغہ کا یہان ایک لڑکا تھا اُسنے ابن زیاد کو اس امر کی اطلاع دی پھر ابن زیاد لغرض دریافت حال محبس کو آیا اور داروغہ کو معطل کر کے خوب بید لگایا اور نکالدیا - عمیرہ بھی طلب کیے گئے داروغہ نے معذرت کی کہ یہ صرف ہمیر بہتان ہے اور محبس مین سب کی تلاشی لیگئی کچھ نہ نکلا مگر دوات قلم کاغذ کو مختار اپنے زانو مین چھپائے ہوتے تھے اُسکا کچھ پتہ نہ لگا پھر داروغہ بحال کردیا گیا اور معلم عمیرہ کو انعام دیا گیا اب مختار نے نامہ لکھکر معلم کے پاس بھیجا معلم باظہار ارادہ حج نامہ لیکر روانہ ہوا ابن زیاد نے معلم کو زاد و راحلہ کیلیے ایکہزار دینار بھی دیے - عمیرہ معلم نے مدینہ پہنچکر عبد اللہ بن عمر کو مختار کا خط دیا صفیہ زوجہ عبد اللہ بن عمر نے اپنے شوہر سے کہا کہ میری بھائی کی رہائی کیلیے یزید کو خط لکھو - عبد اللہ بن عمرؓ نے یزید کے نام ایک خط لکھا اور یہ کہا کہ اگر یہ خط سر راہ راست یزید کے ہاتھ مین پہنچ جائیگا تو یقیناً وہ مختار کی رہائی کا حکم دیگا کیونکہ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یزید مین شاہانہ رعایتین کرنے کی عادت ہے

برخلاف اُسکے مشہور تھے جو اہلبیت یا اُنکے مددگاروں کے ساتھ کسی قسم کی رعایت جائز نہ رکھتے تھے۔ عمیرہ نے اقرار کیا کہ یزید کو خط پہنچانیکا بھی مین ذمہ دار ہون اور خط لیکر سیدھے دمشق مین پہنچے۔ اور ایک کرایہ کے مکان مین رہنے لگے قریب مین ایک مسجد تھی وہانکے پیش امام سے دوستی ہوگئی اُس سے عمیرہ نے اپنا مطلب بیان کیا۔ پیش امام نے یہ تدبیر بتائی کہ کل کے روز تم ملازمین یزید کا لباس پہنکر ڈیوڑھی مین چلے جاؤ کوئی نہ پوچھیگا کہ تم کون ہو۔ خلوت کے قریب تمھین ایک غلام ملیگا جو نہایت ہی خوبصورت ہے اُسکو یزید بہت چاہتا ہے اُس سے یہ کام ہو سکتا ہے کیونکہ وہ غلام اہلبیت کے نام پر جان و دل سے نثار ہے۔ امام حسینؑ کے غم مین اُسنے سیاہ لباس پہننا اختیار کیا ہے۔ پیش امام کی ہدایت کے بموجب عمیرہ یزید کی ڈیوڑھی مین پہنچے اور اُس غلام سے اپنا مطلب بیان کیا اُسنے عمیرہ کا خط یزید کو پہنچا دیا یزید نے خط پڑھکر پوچھا کہ یہ خط کون لایا ہے غلام عمیرہ کو یزید کے پاس لیگیا پھر یزید نے عمیرہ کو خلعت فاخرہ اور ایک اونٹ اور پانچہزار دینار عطا کیا اور ابن زیاد کے نام مختار کی رہائی کا حکم لکھدیا۔ عمیرہ نے کوفہ پہنچکر ابن زیاد کو یزید کا حکم دکھا دیا شاہی حکم دیکھتے ہی بہ تعمیل حکم اُسنے فوراً مختار کو رہا کردیا۔

یزید کی موت اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی تخریب

امام حسینؑ کے قتل ہونیسے یزید مطمئن ہوگیا تھا اسکا فسق و فجور بہت بڑھ گیا کیونکہ اب اُسکو کوئی ڈر نہین رہگیا تھا۔ اسلیے اُسنے بلا تامل مدینہ منورہ کی تخریب (ویرانی) کا حکم دیدیا اور یہ بھی حکم دیا کہ اہل مدینہ کا مال و اسباب لوٹ لیا جائے کعبہ کی نسبت بھی

بھی حکم تھا۔ چنانچہ تین روز تک مدینہ منورہ مین لوٹ رہی۔ حضرت ام سلمہ رضؓ کا بھی گھر
لوٹ لیا گیا اور وہان سات سو صحابہ کرام قتل بھی کیے گئے۔ تین دن تک مسجد نبوی
مین نماز نہین ہوی کیونکہ مسجد مین گھوڑے باندھ دیے گئے تھے کعبہ مین بھی ایسے ہی
واقعات ہوے۔ خانہ کعبہ مین اسقدر پتھر پھینکے کہ تمام صحن بھر گیا اور ستون ٹوٹ گئے
لباس کعبہ جلا دیا گیا اور کعبہ کے پردہ جلا جلا کر کھانا پکایا جاتا تھا۔ کئی روز تک خانہ کعبہ
بے لباس رہا اور ایسی ایسی بہت سی بیجا حرکتین بہت سے محرمات کو مباح کر دیا مگر وہ
نہین جانتا تھا کہ اسکی موت بہت ہی قریب ہے۔

امام حسینؑ کی شہادت سے چوتھے سال کے اندر ۱۵۔ ربیع الاول ۶۴ھ کو یزید کی
موت واقع ہوی یزید کی موت کی نسبت مختلف روایات ہین چنانچہ یہ بھی ایک روایت ہے
کہ وہ کسی شکار گاہ مین جلکر مر گیا۔ یزید کے مرنیکے بعد تمام اہل دمشق نے اسکا خزانہ
لوٹ لیا اور اسکی اولاد کو قتل بھی کیا۔ یزید کے ساتھ اُسکے ہوا خواہون سے
دس آدمی اسیطرح جلکر مر گئے اُسیوقت سے وہ مقام وادی جہنم کے نام سے موسوم ہے
یزید کے مرنیکے بعد معاویہ بن یزید خلیفہ (بادشاہ) ہوا چونکہ امام حسین کی شہادت
کے بعد ہی سے تمام ممالک اسلامیہ مین ایک جوش پیدا ہو چکا تھا اور امام حسینؑ کے
خون کا بدلا لینے کے لیے ہر طرف سے عالمگیر فتنہ و فساد کے طوفان اُٹھنے لگے اسلیے
ان حالات کو دیکھ کر معاویہ بن یزید سمجھ گیا کہ اب وہ کسیطرح خلیفہ نہ رہ سکیگا۔ تمام اہل
شام کو جمع کر کے منبر پر چڑھا اور ایک خطبہ کہا اس خطبہ مین حمد و نعمت کے بعد اُسنے
یہ بیان کیا کہ منصب خلافت اہلبیت ہی کا حق ہے اُنکے سوا اس جلیل القدر عہدہ کا
کسیکو حق نہین یہ کہکر خلافت سے دست بردار ہو گیا۔ اور مروان بن حکم جو معاویہ کے
وقت سے وزیر تھا خلیفہ ہو گیا اور یزید کی ایک زوجہ سے نکاح بھی کر لیا۔

ابن زیاد جو یزید کیطرف سے کوفہ اور بصرہ کا حاکم تھا یزید کی موت کی خبر سنکر

لوگون نے ابن زیاد کا گھر لوٹ لیا اور جو محب اہلبیت قید تھے اُنکو قید سے رہا کردیا ابن زیاد نے یزید کی موت کی خبر سنکر روسا بصرہ کو جمع کیا اور کہا کہ اب مین شام کو جاتا ہون اور عثمان بن صفوان کو اپنا نائب مقرر کرتا ہون۔ اُسنے یہ کہکر شام کو روانہ ہوا مگر راستہ مین اُسکو اپنی ہلاکت کا اندیشہ پیدا ہوگیا تو اونٹ کے پیٹ کے نیچے اپنے تئین بندھوا کر پکھالین دونون طرف لٹکوا دین۔ اس تدبیر سے بچ گیا اور سیدھے دمشق مین داخل ہوا۔ دمشقی عبداللہ بن عمر سے بیعت کر چکے تھے ابن زیاد نے مروان بن حکم کو اسبات پر آمادہ کیا کہ لوگون کو روک دینا چاہیے کہ وہ عبداللہ بن عمر سے بیعت نکرنے پائین پھر اُسنے ابن زیاد کو بہ بیعت ایک لاکھ سوار عراق کو روانہ کیا۔ ابن زیاد نے ستیس ہزار فوج کو اسغرض سے روانہ کیا کہ وہانکے باغیون کی سرکوبی کرے۔ جب وہ مقام عین الوردہ مین جہان سلیمان بن صرد الخزاعی اور سعید بن صفوان وغیرہ طالبان عوض خون امام حسینؑ جمع تھے آیا تو ان لوگون سے ایک سخت لڑائی ہوئی آخر کار سلیمان اور اُنکے بہت سے ساتھی قتل ہوے۔

مختار کا مدینہ سے کوفہ جانا

اس عرصہ مین مختار بھی مدینہ سے بغرض لینے عوض خون امام حسینؑ کے کوفہ پہنچے تو وہان یہ ظاہر کیا کہ محمد بن حنفیہ چشم زخم سے علیل ہین اور مجکو اپنا نائب مقرر کرکے یہ حکم دیا ہے کہ مین انکی طرف سے لوگون سے بیعت لون۔ ابراہیم مالک اشتر جو ایک جیحہ آدمی تھے انھون نے مختار سے کہا گو ہمین اصلی واقعہ سے خبر نہین ہے مگر ہم اپنے مشیرون سے دریافت کر لیتے ہین پھر بیعت کرنیمین ہمین کوئی تامل نہوگا۔ کوفہ کے بڑے بڑے نامی لوگون نے مختار سے کہا کہ ہم تمھاری تصدیق کیلیے محمد بن حنفیہ کے پاس پچاس آدمی بھیجتے ہین اگر وہ اسبات کی تصدیق کرین تو ہم بیعت کرینگے۔ جب یہ

لوگ محمد بن حنفیہ کے پاس پہنچے تو انھون نے اس امر کی تصدیق کی اور یہ بھی فرمایا کہ یہ میری انگوٹھی مختار کو دیدو اور مختار سے بیعت کرو پھر تمام اہل کوفہ مختار کے مطیع ہو گئے مختار نے ابراہیم مالک اشتر کو چودہ ہزار سوار دیکر شام کو روانہ کیا

ابراہیم کا روانہ ہونا اور ابن زیاد اور شمر بن ذی الجوشن وغیرہ کا قتل ہونا

ابراہیم براہ تخادریات روانہ ہوے اور دسوین روز انبار پہنچے وہان سے نخل اسود میں پہنچے غرض اور منزلین طی کرتے ہوے عینین پہنچے یہانکے حاکم کا نام حنظلہ تھا ابراہیم نے حنظلہ کو اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ تو خوب جانتا ہے کہ امام حسین اور انکی ہمراہیوں کے ساتھ ان ظالمون نے کیا برتاؤ کیا مین چاہتا ہون کہ امام حسین ع کے خون کا عوض لون۔ اسیوقت حنظلہ کے پاس ابن زیاد کا بھی ایک خط آیا حنظلہ ابن زیاد کے خط کو پڑھکر پھاڑ ڈالا اور قاصد کو قتل کرڈالا اور ابراہیم کے قاصد کو خلعت و انعام دیا اور بہت خاطرداری سے ابراہیم کی مہمانی بھی کی اور خود بھی بمعیت ایک ہزار فوج ابراہیم کے ساتھ ہو لیا جب یہ دونون قلعہ ماردین مین پہنچے جہان کہ حنظلہ کا نائب رہتا تھا وہ انکے استقبال کو آیا حنظلہ نے پوچھا کہ ابن زیاد کی بھی کچھ خبر ہے اسنے بیان کیا کہ وہ ابھی یہان سے ایک میل کے فاصلہ پر گیا ہے اور اپنی اولاد اور حریم اور مال و اسباب کو میرے پاس چھوڑ گیا ہے پھر ابراہیم نے ابن زیاد کی لڑکون اور لونڈیونکو بلوایا اور قتل کیا اور قسمیہ یہ بھی کہا کہ مین ابن زیاد کی آل و اولاد کو بروے زمین سے نیست و نابود کردونگا۔ اسکے بعد ابن زیاد کا تعاقب کیا تو حنظلہ نے ابن زیاد کو کہلا بھیجا کہ امیر حنظلہ ابراہیم سے ملگیا ہے اسی مین تیری بھلائی ہے

کہ تو یہان سے نکل جا یا میرے پاس آجا مگر اُسنے نہ مانا جب ابن زیاد آیا تو ابراہیم کو
اُسکے قتل کا موقع نہ ملا مگر انتظام بہت اچھا ہو گیا تھا - کمینگاہون مین ابراہیم کی فوج تاک
مین بیٹھی تھی چونکہ وہان دریا حائل تھا ابن زیاد نے ارادہ کیا کہ کشتی مین سوار ہوکر دریا سے
عبور کرے - مگر وہ کشتیان بھی ایسی چھوٹی تھین کہ ایک ہی آدمی بیٹھ سکتا تھا جب ابن زیاد
کی تمام فوج عبور کر چکی تو صرف وہ اکیلا رہگیا ابن زیاد سوار ہونیکو تھا کہ ابراہیم الغیاث
الغیاث کرتا ہوا اُسکے پاس پہنچا ادھر زمین پر گر پڑا ادھر کیا تھا کہ ابراہیم کی تمام فوج
اُلٹ پڑی اور دونون افواج مین سخت جنگ ہوی اور بہت لوگ قتل ہوے - ابراہیم نے
ابن زیاد کو گرفتار کر لیا اور ہاتھ مین ہتکڑیان اور پانون مین بیڑیان ڈالکر اپنے
سامنے کھڑا کیا خنجر حجازی سے اُسکے جسم سے گوشت کی بوٹیان کاٹی گئین اور
اُسکو وہی گوشت جبراً کھلایا گیا غرضکہ سخت تکلیفین دے دیکر اُسکو جلا کر ہلاک کیا
اور لاش کو پامال کیا - شبث بن ربعی - سنان بن انس - عمرو بن الحجاج اور شمر وغیرہ کو
انواع و اقسام کی عذابون سے ہلاک کیا - ابراہیم نے ابن زیاد اور اُسکے خواصون کے
سرونکو جنکی تعداد ستر تھی کوفہ کو مختار کے پاس بھیجا - عمرو بن سعد کا بیٹا جب مختار کے
سامنے آیا تو اُسنے پوچھا کہ تیرا باپ کہان ہے اُسنے کہا کہ معذور خانہ نشین ہے
مختار نے کہا کہ پہلے حکومت رہی کی نہ چھوڑی اور اب کیون خانہ نشین ہو گیا اُسکو
پکڑ بلایا اور سختی سے ہلاک کر کے جلوا دیا -

۳ ابن زیاد کا بھاگنا [illegible] ابراہیم کی تلوار [illegible]

مختار کا قتل

جب مروان کو ابن زیاد کے قتل ہونیکی خبر معلوم ہوی تو اُسنے عامر بن ربیعہ کو
بمعیت ایک لاکھ سوار مختار سے لڑنے کو روانہ کیا جس روز عامر کوفہ مین پہنچا
اُسدن مختار بطریق سیر کوفہ کے باہر گیا ہوا تھا عامر کے ایک شتر سوار نے مختار کی

نظر پڑی دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ مروان نے اُسکے قتل کیلیے فوج بھیجی ہے
عامر نے ایک جاسوس کو جو قبیلہ ازدی سے تھا کوفہ مین بھیجا مختار کے لوگون نے
جاسوس کو زخمی کیا مگر مختار نے اُسکا علاج کروایا اور اُس سے عامر کی مفصل
کیفیت دریافت کی ابراہیم بھی اپنا منہ چھپائے ہوئے جاسوس کے ساتھ ہولیے
مگر عامر نے اُنکو پہچانکر قید کردیا اور مشتہر کرادیا کہ کل صبح کو ابراہیم سخت عذابونسے
قتل کیا جائیگا - ابراہیم جس محافظ کی حفاظت مین تھا بخوف خدا اُسنے ابراہیم کو
چھوڑ دیا - عامر نے تلاش کا حکم دیا مگر وہ پھر کہان ملسکتا تھا - ابراہیم بھاگ کر
ایک درخت پر چڑھ گیا تھا صبحکو اُس درخت کے نیچے عامر کا بھی گزر ہوا ابراہیم نے موقع
پاکر عامر کو تہ تیغ کیا اور اُسکا سر لیجاکر مختار کے سامنے رکھدیا وہ عامر کے سر کو دیکھ کے
بہت خوش ہوا پھر عامر کی بہت سی فوج تہ تیغ ہوئی اسکے بعد
تمام ممالک عراق مین مختار مستقل حاکم ہوگیا -

شیث بن ربعی اور محمد بن اشعث مختار کے خوف سے بھاگ کر بصرہ کو پہنچے اور
وہان مصعب بن عمیر کو مختار کے قتل پر آمادہ کیا مصعب نے کہا جبتک کہ مہلب
میرے پاس نہ آئے مین جنگ نہین کرسکتا مصعب نے محمد بن اشعث کو مہلب کے پاس بھیجا
اور مہلب بھی بصرہ مین آکر ملا پھر یہ دونون کوفہ کو روانہ ہوے اور مختار سے جنگ
شروع ہوئی - چالیس روز تک قصر کوفہ کا محاصرہ رہا آخر کار مختار قتل ہوے -

مصعب بن زبیر کا قتل

اس عرصہ مین مروان بھی مرگیا اور اُسکا بیٹا عبدالملک حاکم ہوا مصعب کی
فتحیابی کی خبر سُنکر اُسکو یہ خیال ہوا کہ اگر مصعب تمام ممالک شام پر حاوی ہوجائے
تو کچھ تعجب نہین ہے اسلیے اُسنے امراے شام کو جمع کرکے اپنا خیال ظاہر کیا لشکر جرار

جو بڑا عقلمند تھا عبد الملک سے یہ کہا کہ مصعب کے قتل کی سوا اور کوئی تدبیر نہین ہے
عبد الملک نے بشیر بن مروان کی راے کے موافق مصعب پر فوج کشی کی اور مصعب
بھی مقابلہ پر آمادہ ہو گیا اور جنگ ہونے لگی ایک روز کی لڑائی مین مصعب کا
بیٹا جسکا نام عیسی تھا قتل ہو گیا۔ غرض مصعب بھی دلاوری سے لڑتا ہوا عبد الملک کے
خیمہ تک پہنچگیا اور خیمہ کی رسیان بھی کاٹ ڈالین لیکن اسوقت مصعب اکیلا
رہگیا تھا۔ زائدہ بن قدامہ نے جو مختار کا چچیرا بھائی تھا مصعب پر حملہ کیا اور سر کاٹکر
عبد الملک کے سامنے رکھدیا۔ اہل کوفہ نے عبد الملک سے بیعت کی جب عبد الملک
دار الامارت کوفہ کے قصر مین داخل ہوا اور مصعب کا سر سامنے رکھا گیا تو اسوقت
عبد الملک کے سامنے جناب رسالتمآب صلعم کے ایک جلیل القدر صحابی کھڑے ہوے
تھے یہ حالت دیکھکر انھون نے فرمایا کہ اسی مکان مین ابن زیاد کے سامنے امام حسین ع کا
سر رکھا گیا اور ابن زیاد کا سر مختار کے سامنے رکھا گیا اور مختار کا سر مصعب کے
روبرو لایا گیا اور آج تیرے سامنے مصعب کا سر رکھا ہوا ہے یہ سنکر عبد الملک
متوہم ہوا اور دار الامارت کوفہ کے قصر مین رہنا چھوڑ دیا بلکہ اس مکان کو مسمار
بھی کروا دیا۔ علی اختلاف الروایات عبد الملک کی عمر ۵۸ یا ۶۰ سال کی ہوئی۔
عبد اللہ بن زبیر سات سال تک حکومت کرتے رہے انکی مدت سلطنت ۱۲ سال
چھ مہینے بیان کی گئی ہے۔

مدت سلطنت مروانیان اور اُن خلفاء کی تعداد مع نام

بعد یزید کے مرنے اور معاویہ بن یزید کے خلع خلافت کرنیکے سنہ ۶۴ھ مین مروان
جو حاکم شام ہوا سنہ ۶۵ھ مین مرگیا پھر اسکی اولاد کے بعد دیگرے ۶۸ برس بعنے

سنہ ۱۳۲ھ تک شام۔ عراق۔ حجاز۔ خراسان اور طبرستان اندلس اور جزائر مین حکمران رہے جنکے نام حسب ذیل ہین۔

مروان۔ عبدالملک۔ ولید۔ سلیمان بن عبدالملک۔ عمر بن عبدالعزیز۔ یزید بن عبدالملک۔ ہشام بن عبدالملک۔ ولید بن یزید بن عبدالملک۔ یزید بن ولید بن عبدالملک۔ ابراہیم بن ولید بن عبدالملک۔ مروان بن محمد بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن عبدشمس بن عبدمناف۔

جب عباسیون کا غلبہ ہوا تو مروانی اسپین چلے گئے اور نصاری پر فتحیاب ہوکر پشتون تک وہان بنام نائب خلیفہ حکمران رہے ان فرمان روایان اسپین کے نام نیچے لکھے جاتے ہین۔

عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام۔ ہشام بن عبدالرحمن۔ حکم بن ہشام۔ عبدالرحمن بن ہشام۔ محمد بن عبدالرحمن دوم۔ منذر بن محمد بن عبدالرحمن دوم۔ عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن دوم۔ عبدالرحمن سوم۔ حکم دوم بن عبدالرحمن سوم۔ ہشام دوم بن حکم۔ محمد دوم بن ہشام۔ سلیمان بن حکم دوم۔ عبدالرحمن چہارم ملقب بہ مرتضی۔ عبدالرحمن پنجم۔ محمد سوم۔ ہشام سوم۔

عباسیونکی خلافت اور انکا عروج

گو سنہ ۱۳۲ھ مین خلافت کی باگ عباسیون کے ہاتھ مین آئی مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ عباسیون کی خلافت کیلیے اسی زمانہ مین تدبیر کی گئی بلکہ مدتون سے عباسیونکی خلافت کیلیے مختلف تدبیرین کیجارہی تھین جب بنی امیہ کے خاندان مین نفاق کی آگ سلگنے لگی اسیوقت سے انکی خلافت مین ضعف پیدا ہونے لگا۔

سنہ ۱۰۰ھ مین محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب نے اپنی طرف سے

بعیت لینے کیلیے مخفی طور پر لوگوں کو عراقین (عراق عرب۔ عراق عجم) اور خراسان وغیرہ
خزانہ میں متعین کیا۔ ان تمام تدبیروں کے مشیر او رمعین ابو ہاشم بن عبداللہ بن محمد بن
حنفیہ تھے جو سلیمان بن عبدالملک کے بڑے مصاحب تھے۔ سلیمان کو یہ خیال پیدا ہوا
کہ ابو ہاشم چالاک آدمی ہے کسی نہ کسی تدبیر سے موقع پاکر ہمکو خلافت سے بیدخل کر دیگا
اسی خیال سے اسنے یہ تدبیر سوچی کہ ابو ہاشم کو دودھ مین زہر دیا جاے۔ مگر ابو ہاشم
اس امر سے مطلع ہوکر مقام سراۃ کو بھاگ گئے اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رض
سے یہ کیفیت بیان کی اور انکو اطمینان دلایا کہ اب بنی امیہ کی حکومت قائم نہ رہیگی اور
مین یقین کرتا ہون کہ تمھارے بیٹے کو حکومت ملیگی مگر کوشش کرنیسے تم ہرگز خوف
نہ کرو۔

تمام ممالک اسلامیہ مین حسین رض کے قتل ہونے سے ایک جوش پیدا ہو گیا تھا مسلمان
موقع ڈھونڈتے تھے کہ اس شخص کو جو خاندان رسالت سے زیادہ قرابت رکھتا ہو
اپنا سرپرست بنائین اور امام حسین رض کے خون کا بدلا لیکر اپنا دل ٹھنڈا کرین۔ چونکہ
ائمہ اطہار دنیاوی حکومت سے کنارہ کش ہو چکے تھے اور ہاشمیون مین سب سے
زیادہ قریب خاندان رسالت مین عباسی تھے لوگ انکی طرف مخاطب ہونے لگے
اور خفیہ طور پر محمد بن علی عباسیہ بعیت لینے لگے۔ اور ابو بکر عکرمہ سراج کو اپنا نائب
بناکر خراسان کو روانہ کیا کہ وہ وہان لوگون سے بعیت لین ابو عکرمہ نے خراسان مین
تقریباً بارہ آدمیون کو پھیلا دیا کہ وہ خفیہ طور پر بعیت لین۔ محمد بن علی نے اپنے تابعین
اور پیرونکے لیے ستر دستور العمل قانون شریعت کے موافق بنا دیے اسی پر ان کے
تابعین کا عملدرآمد تھا محمد بن علی کے پیرونکی تعداد روز بروز بڑھتی ہی گئی جسوقت
ابراہیم محمد بن علی کے بیٹے نے علانیہ طور پر بعیت لینی شروع کی تو یہ قید ہوگئے اور
مروان بن محمد بن مروان نے انکو بہت کچھ برا بھلا کہا اور ابراہیم اور عبداللہ اور

عباس کو شب کے وقت مروان کے غلامون نے قتل کیا اسکے بعد سفاح اور ابوجعفر عباسی نے خروج کیا اور لوگون سے بیعت لی۔

جمادی الاول کی ۱۵ تاریخ ۱۳۲ھ روز جمعہ کو سفاح نے مع اپنے اتباع اور پیروونکے دار الامارۃ کوفہ مین جامع مسجد کے منبر پر چڑھکر بنی امیہ کے خلاف خطبہ پڑھا۔ سفاح کے چچا داود نے اہل کوفہ سے کہا کہ علی ابن ابیطالب کے بعد اس منبر پر اب تک کسی خلیفہ ہاشمی نے قدم نہین رکھا ہے اور اب یہ سمجھ لو کہ آج سے خلافت ہماری ہے اور سب کا امیر عبد اللہ سفاح ہے۔ خلیفہ ہوتے ہی عبد اللہ سفاح مروانیون کے قتل و قمع مین مشغول ہوا اور مروان بن محمد مع اپنے خاندان اور اہل و عیال کے ذیحجہ کی ۲۷ تاریخ ۱۳۲ھ شب یکشنبہ کو قتل کیا گیا۔ پھر تمام ممالک اسلام (حجاز۔ عراق خراسان۔ شام۔ مصر اور طبرستان) پر نہایت زور و شور سے عباسی حکومت کرنے لگے۔ اس خاندان کے اخیر خلیفہ کا نام ابو احمد الملقب بہ معتصم باللہ تھا جو ۶۵۶ھ مین قتل ہوا۔ خلفاے عباسیہ کے نام ذیل مین درج کیے جاتے ہین۔

عبد اللہ بن سفاح بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس۔ ابوجعفر عبد اللہ منصور دوانقی بن محمد بن علی۔ ابو عبد محمد المهدی بن منصور دوانقی۔ ابو موسی الهادی بن مهدی۔ ہارون رشید بن مهدی۔ محمد امین بن ہارون رشید۔ مامون بن ہارون رشید۔ ابو اسحق محمد معتصم بن ہارون رشید۔ ابوجعفر ہارون الواثق باللہ بن معتصم۔ ابو الفضل جعفر المتوکل علی اللہ بن معتصم۔ ابوجعفر المستنصر باللہ بن متوکل۔ ابو العباس احمد المستعین باللہ بن معتصم۔ ابو عبد اللہ محمد المعتز باللہ بن متوکل۔ ابو اسحق محمد المهتدی باللہ بن واثق باللہ نمبر ۹۔ ابو العباس احمد المعتمد علی اللہ بن متوکل نمبر ۱۰۔ ابو العباس احمد المعتضد بن طلحہ موفق بن متوکل نمبر ۱۰۔ ابو محمد علی المکتفی باللہ بن معتضد نمبر ۱۶۔ ابو الفضل جعفر المقتدر باللہ بن معتضد نمبر ۱۶۔ ابو المنصور محمد القاهر باللہ

بن معتضد نمبر ۱۶ - [۲۰] ابو العباس الراضی باللہ بن مقتدر نمبر ۱۸ - [۲۱] ابو اسحق ابراہیم المتقی باللہ بن مقتدر نمبر ۱۸ - [۲۲] ابو القاسم الفضل المطیع للہ بن مقتدر - [۲۳] ابو القاسم الفضل المطیع للہ بن مقتدر - [۲۴] ابو بکر عبد الکریم الطائع للہ بن مقتدر نمبر ۲۳ - [۲۵] ابو العباس احمد قادر باللہ بن اسحق بن مقتدر - [۲۶] ابو جعفر عبد اللہ ملقب لقائم بامر للہ بن نمبر ۲۵ [۲۷] ابو القاسم عبد اللہ المقتدی بامر اللہ بن محمد بن قائم بامر اللہ نمبر ۲۶ -

[۲۸] ابو العباس احمد المستظہر باللہ بن نمبر ۲۷ - [۲۹] ابو المنصور الفضل المسترشد باللہ بن نمبر ۲۸ [۳۰] ابو جعفر راشد باللہ بن نمبر ۲۹ - [۳۱] ابو عبد اللہ محمد المتقی بامر اللہ بن نمبر ۲۸ - [۳۲] ابو المظفر یوسف المستنجد باللہ بن نمبر ۳۱ - [۳۳] ابو محمد الحسن المستضی بامر اللہ بن نمبر ۳۲ - [۳۴] العباس احمد الناصر لدین اللہ بن نمبر ۳۳ - [۳۵] ابو النصر محمد الظاہر بامر اللہ بن نمبر ۳۴ - [۳۶] ابو جعفر منصور المستنصر باللہ بن نمبر ۳۵ - [۳۷] ابو احمد عبد اللہ المعتصم باللہ بن نمبر ۳۶ -

جب ہلاکو نے عباسیون کے اخیر خلیفہ ابو احمد کو قتل کیا تو بنی عباس بھاگ کے مصر چلے گئے اور وہان تیرہ شخص براے نام والیان مصر و شام کیطرف سے خلیفہ کیے گئے اُنکے نام ذیل مین درج ہین -

[۱] ابو القاسم احمد ملقب بہ مستنصر باللہ بن نمبر ۳۵ من خلفاے عباسیہ - [۲] ابو العباس احمد الحاکم بامر اللہ بن محمد بن حسن بن علی بن ابی بکر بن مسترشد - [۳] ابو الربیع سلمان المستکفی باللہ بن نمبر ۲ - [۴] ابراہیم بن محمد بن نمبر ۲ - [۵] احمد حاکم بامر اللہ بن نمبر ۳ - [۶] ابو بکر المعتضد باللہ بن نمبر ۳ - [۷] ابو عبد اللہ محمد المتوکل علی اللہ بن نمبر ۶ - [۸] ابو الفضل العباس المستعین باللہ بن نمبر ۷ - [۹] ابو الفتح داود المعتضد باللہ بن نمبر ۷ - [۱۰] ابو الربیع سلیمان المستکفی باللہ بن نمبر ۷ - [۱۱] ابو البقا حمزہ القائم بامر اللہ بن نمبر ۷ - [۱۲] ابو المحاسن یوسف المستنجد باللہ بن نمبر ۷ -

[۱۳] ابو العز عبد العزیز المتوکل علی اللہ بن یعقوب بن متوکل نمبر ۷ -

یہ اخیر خلیفہ نمبر ۳۷ اسنہ ۹۲۳ھ سلخ محرم روز چہارشنبہ کو بعمر ۲۹ برس ۵ ۲۵ یوم کے انتقال کیا۔ اس حساب سے عباسیون کی حکومت کی کل مدت سنہ ۱۳۲ھ سے ۹۲۳ھ تک ۷۹۱ برس کی ہوتی ہے۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔

اب آخر مین دو شجرہ لگائے جاتے ہین ایک سے تو صرف آٹھ ائمہ معصومین کے بعض حالات معلوم ہونگے۔ اور دوسرے سے وہ تعلقات جو خاندان نبوت کو بنی امیہ اور بنی عباسیہ سے تھے ظاہر ہونگے۔

خدا کا شکر ہے کہ یہانتک پہنچکر یہ مختصر رسالہ ختم ہوگیا اسکے پڑھنے والون سے امید ہے کہ میری غلطیون پر نظر نہ ڈالکر جب اسکو پڑھین تو مجھے بدعائے خیر یاد کرین۔

بالخیر

شجرہ اول

اسم اقدس	ولدیت	تاریخ ولادت	تاریخ وفات (۱)	خلیفہ جسکے وقت مین وفات ہوئی	عمر	مدفن
(۱) علی بن الحسین	امام حسین	۵ شعبان یا ۵ جمادی الاول یا جمادی الثانی ۳۸ھ	۱۲ یا ۲۲ یا ۲۵ یا ۲۸ محرم ۹۵ھ	ولید یا ہشام بن عبد الملک	۵۷	جنت البقیع
(۲) محمد باقر	امام زین العابدین	یکم رجب یا ۳ صفر ۵۷ھ	۷ ذیحجہ یا ربیع الاول ۱۱۴ھ	ابراہیم بن ولید یا ہشام بن عبد الملک	//	//
(۳) جعفر صادق	محمد باقر	۱۷ ربیع الاول یا یکم رجب ۸۳ھ	۱۵ رجب یا شوال ۱۴۸ھ	منصور دوانقی من خلفای عباسیہ	۶۵	//
(۴) موسیٰ کاظم	جعفر صادق	۷ صفر ۱۲۸ھ مقام ابواء	۵ یا ۶ یا ۱۲ یا ۲۳ یا ۲۴ یا ۲۵ رجب ۱۸۳ھ	ہارون رشید بن مہدی عباسی	۵۵	بغداد
(۵) امام رضا	موسیٰ کاظم	۱۱ یا ۲۱ ذیقعدہ یا ۱۱ ذیحجہ یا ۱۱ ربیع الاول ۱۴۸ھ	۷ یا ۱۷ صفر یا ۲۳ ذیقعدہ یا یکم رمضان ۲۰۳ھ	مامون بن ہارون رشید عباسی	//	طوس
(۶) [illegible] تقی	امام رضا	[illegible] رجب یا ۱۵ یا ۱۹ رمضان ۱۹۵ھ	۱۱ یا آخر ذیقعدہ یا ۶ ذیحجہ ۲۲۰ھ	معتصم بن ہارون رشید عباسی	۲۵	//